4893

تذکرۃ الواقعات

(جوہر آفتابچی)

اردو ترجمہ

از

سیّد معین الحق
ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی
جنرل سکریٹری و ڈائرکٹر آف ریسرچ پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی

پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی
۳۰۔ نیو کراچی کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی

ملنے کا پتہ

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

بدری بلڈنگ، کراچی * ۴ کورٹ ہاؤس اسٹریٹ، ڈھاکہ

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

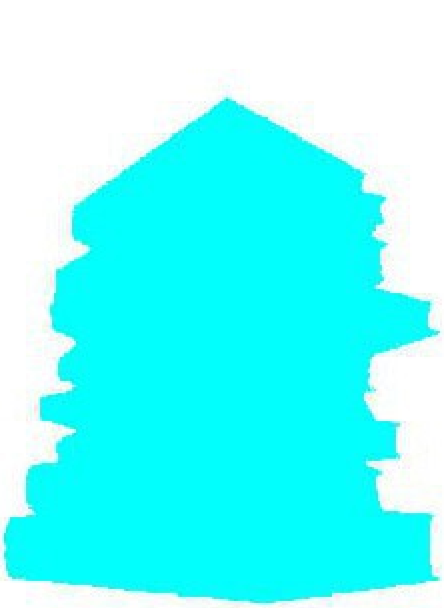

Marfat.com

133532

مطبوعہ انجمن پریس ، لارنس روڈ (نزد شو مارکیٹ) کراچی - ۳

Marfat.com

133532

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

سلاطین دہلی اور شاہان مغلیہ کے عہد اور ان کی سرپرستی میں مسلمانوں نے ہند پاکستان کی ثقافتی، سیاسی، معاشری، اور اقتصادی زندگی کو جس اوج کمال پر پہنچایا اس کا اندازہ لگانے اور صحیح معیار قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ برصغیر کی تاریخ کے ہر پہلو کا مطالعہ بڑی تفصیل اور انتہائی بے تعصبی کے ساتھ کیا جائے۔ اس سلسلے میں پاکستان کے مورخوں کو بڑی اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ سو سال میں برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ پر ایک عرصے تک انگریز مورخوں اور بعد میں خود ہند پاکستانیوں نے بہت کچھ کام کیا ہے، مثلاً ریورٹی، ارسکن اور بلاک مین جیسے محققین کے کارناموں کو کسی حالت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا لیکن افسوس ہے کہ یورپین مصنفوں میں سے اکثر مذہبی، نسلی اور دوسرے تعصبات کے زہریلے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکے۔ چنانچہ برصغیر کے دور جدید میں فن تاریخ کی بنیادیں ایسی روایات پر رکھی گئیں جو کسی طرح قابل اطمینان نہیں کہی جا سکتیں۔ اس صورت حال نے پاکستان کے مورخ کی ذمہ داریوں کو مشکل تر بنا دیا ہے۔ اس کے لیے یہ لازمی ہو گیا ہے کہ تاریخ کے ہر پہلو، ہر ماخذ بلکہ ہر مسئلے کا از سرنو جائزہ لے۔ اس عظیم الشان کام کے لیے سب سے پہلے ہم کو ہم عصر ذرائع معلومات کی طرف توجہ کرنا ہے اور مخطوطات و دستاویزات کو اصل یا ترجمے کی شکل میں محفوظ کرنا ہے۔ امید ہے کہ تذکرۃالواقعات کا ترجمہ اس سلسلے میں مفید ثابت ہوگا۔

تذکرۃالواقعات کا مصنف جوہر آفتابچی علمی یا تاریخی دنیا میں کوئی اہم شخص نہ تھا۔ نہ وہ عالم متبحر تھا نہ پختہ کار مورخ۔ یہی سبب ہے کہ ہم کو اس کی زندگی کے حالات نہیں ملتے۔ خود جوہر نے بھی اپنے ذاتی حالات کچھ زیادہ تفصیل سے نہیں لکھے اگرچہ اکثر مقامات پر اپنی ذاتی خدمات کا ذکر کیا ہے۔ ان

اشارات سے یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ ایک معمولی خدمت پر مامور ہونے کے باوجود اسے ہمایوں کا خاص اعتماد حاصل تھا ۔ مثلاً ہریا رکاب‌دار نے جس وقت لاہور جانے کی اجازت چاہی تو رکاب داری کی خدمت جوہر کے سپرد ہوئی ۔ مگر ہریا نے کچھ سوچ کر لاہور کا ارادہ فسخ کر دیا اور پانی کی گردنی جوہر سے واپس لے لی۔ ہمایوں جوہر کی اس حرکت پر اتنا ناراض ہوا کہ اس نے جوہر کے منہہ پر دو طمانچے مارے اور کہا ''میں نے یہ خدمت تو تیرے سپرد کی تھی ، تونے ہریا کے حوالے کیوں کی ؟''

جوہر نے اپنے حالات کا اس انداز سے ذکر نہیں کیا کہ ان کی بنا پر اس کے سوانح حیات مرتب ہو سکیں ۔ صرف کتاب کے آخر میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ ہمایوں نے ہندوستان کو دوبارہ فتح کرنے کے موقع پر جوہر کو پرگنۂ ہیبت پور کا محصل مقرر کیا تھا ۔

ظاہر ہے کہ آفتابچی کی خدمت ایسی نہیں کہ تاریخ اس کا نام محفوظ کرتی لیکن تذکرة الواقعات کی تصنیف نے جوہر کو تاریخی حیثیت دے دی ہے ۔ ہمایوں کے دوران حکومت اور عہد جلاوطنی میں بہت سے معزز امرا اور ساتھی ایسے تھے جنھوں نے انتہائی وفاداری و جاں بازی کا ثبوت دیا ۔ ان میں سے بعض نے اپنی جان تک کی بازی لگادی لیکن ان میں بہت کم ایسے ہیں جن کو تاریخ نے شہرت دوام کا تمغہ عطا کیا ۔ برخلاف اس کے جوہر آفتابچی نے جو معمولی خدمت پر متعین تھا اور جس کو یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اس خدمت کی بدولت اسے تاریخ کے صفحات پر جگہ مل سکے گی اپنے آقا کا یہ تذکرہ لکھکر ایک زبردست کارنامہ انجام دیا ۔ اس سے صرف اسی کا نام بحیثیت مورخ کے زندہ جاوید نہیں ہوا بلکہ ہمایوں کی تاریخ اور شخصیت کے بعض پہلوؤں کی حقیقت بھی روشن ہو گئی ۔

مغلیہ خاندان کے مشہور حکمرانوں میں ہمایوں کو چھوڑکر آخری دو بادشاہوں کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں جس کے حالات کسی ہمعصر مورخ نے نہ لکھے ہوں ۔ ان معاصرین میں کچھ تو وہ ہیں جنھوں نے حکومت یا حکمران کی خواہش ملحوظ رکھی اور ان کی سرپرستی میں اپنی تصانیف تیار کیں ۔ لیکن اکثر و بیشتر وہ مورخ ہیں جو تاریخ سے دلچسپی رکھتے تھے اور جنھوں نے بغیر کسی بیرونی مقصد کے علم کو صرف علم

Marfat.com

کی خاطر حاصل کیا اور حقیقت کو صرف اظہار حق کے لیے اس کے اصلی رنگ میں پیش کیا۔

ہند پاکستان کی تاریخ کے اسلامی دور، بالخصوص مغلیہ حکومت کے زمانہ میں بہ کثرت تاریخی کتابیں لکھی گئیں۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ اس عہد میں علوم و فنون کی ترویج و ترقی کے لئے ماحول نہایت سازگار تھا۔ اکثر بادشاہ اور امرا علوم اور فنون کی سرپرستی اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے تھے۔ ان میں سے بعض خود بھی صاحب تصنیف ہوئے ہیں۔ بابر اور جہانگیر کی تاریخ کے لئے سب سے بہتر ماخذ خود انھیں کی توزکیں ہیں۔ عالمگیر کے خطوط جو خوش قسمتی سے کئی ہزار کی تعداد میں محفوظ ہیں اس دور کی تاریخ کے لیے سب سے بہتر سرمایہ معلومات ہیں۔ ابوالفضل کے اکبر نامہ اور آئین اکبری اور قزوینی اور عبدالحمید کے شاہجہاں ناموں کا تقریباً وہی مرتبہ ہے جو خود ان بادشاہوں کی تصانیف کو حاصل ہو سکتا ہے۔ اپنے عہد کے ابتدائی دس سال کے بعد عالمگیر نے ''دفتری تاریخ نویسی'' کی حوصلہ افزائی نہیں کی لیکن اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا۔ جہاں تک کہ شروع دور کا تعلق ہے صرف ہمایوں ہی ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے حالات زندگی پر کوئی کتاب اس کی سرپرستی میں تیار نہیں ہو سکی۔ اور اگر جوہر تذکرۃ الواقعات نہ لکھتا تو شاید بہت سے واقعات کی پہنچ تاریخ کے صفحات تک نہ ہوتی (۱) اس میں شک نہیں کہ عہد اکبری میں جو کتابیں تصنیف ہوئیں ان میں اکبر کے باپ اور دادا کا حال نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً اکبر نامہ۔ طبقات اکبری اور تاریخ ہمایوں و اکبر وغیرہ میں ہمایوں کی بہت مفصل تاریخ موجود ہے۔ لیکن ان کتابوں کو ہم صرف ''تقریباً ہمعصر'' ماخذ کہ سکتے ہیں کیوں کہ ان کی تصنیف کم و بیش نصف صدی کے بعد ہوئی۔ جوہر نے بھی اپنی تصنیف ہمایوں کے بعد ہی شروع کی لیکن وہ چشم دید واقعات لکھتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ان وقعات کے نوٹس محفوظ رکھے ہوں گے۔ ان حالات میں تذکرۃ الواقعات کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اور بجا طور پر اس کو ہمایوں کی ہمعصر تاریخ کہا جا سکتا ہے۔

---

(۱) گلبدن بیگم کا ہمایوں نامہ ایک خاص نقطہ نظر سے لکھا گیا ہے۔ اس میں بعض مسائل پر نہایت مفید معلومات ملتی ہیں۔ لیکن اس کو ہمایوں کی تاریخ نہیں کہا جا سکتا۔ خواند میر کا ہمایوں نامہ، ہمایوں کی خواہش پر لکھا گیا لیکن اس میں صرف ابتدائی چند سال کے واقعات کے حوالے ہیں اور ہمایوں کی ایجادات اور عمارات وغیرہ کا ذکر ہے۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں کلکتہ سے شائع ہو چکا ہے۔

Marfat.com

جوہر کی تصنیف پڑھکر یہ اندازہ بہ آسانی لگایا جا سکتا ہے کہ جوہر ایک تعلیم یافتہ شخص تھا اگرچہ یہ سمجھنا غلط ہوگا کہ وہ عالم یا محقق کا درجہ رکھتا تھا ۔ اس نے قرآن مجید کی آیتوں کے علاوہ فارسی کے مشہور شعرا اور ادباء کے اشعار اور اقوال نقل کئے ہیں ۔ مثلاً خواجہ حافظ ۔ شیخ سعدی ۔ نظامی ۔ فردوسی اور مولانا نخشبی وغیرہ ۔ فن تاریخ سے بھی دلچسپی کا اظہار کیا ہے لیکن ہند پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک کی تاریخ سے اس کی واقفیت بہت محدود معلوم ہوتی ہے ۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ باوجود پڑھا لکھا ہونے کے جوہر کو آفتابچی کی خدمت سپرد کی گئی تھی ۔ اس سے دو نتیجے نکالے جا سکتے ہیں ۔ ایک تو یہ کہ سولھویں صدی میں بھی یہاں تعلیم اس قدر محدود نہ تھی جیسا کہ بعض اوقات خیال کیا جاتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ ہمایوں معمولی خدمت کے لئے بھی پڑھا لکھا آدمی رکھنا چاہتا تھا ۔ اگر ہمایوں نے قصداً یہ انتخاب کیا تھا تو اس نے تاریخ کے طلباء پر بہت بڑا احسان کیا ۔ اس کی زندگی میں جو نشیب و فراز آئے ان کے تفصیلی حالات ہم کو جوہر ہی سے ملتے ہیں مثلاً سب سے پہلے جوہر ہی نے یہ بتلایا کہ ہمایوں کو شاہ ایران نے شیعہ مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا (۱) اگر یہ واقعہ تذکرۃ الواقعات میں محفوظ نہ ہو جاتا تو شاید تاریخ کی روشنی میں نہ آتا ۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے جوہر نہ عالم تھا اور نہ پختہ کار مورخ ۔ اس کا یہ سقم ایک لحاظ سے طلباء تاریخ کے لیے مفید ثابت ہوا ۔ اس نے جوکچھ دیکھا اسی طرح قلمبند کر دیا ۔ نہ عبارت آرائی سے واقعات کی شکل بدلی اور نہ اسباب و نتائج مرتب کرنے کی خاطر ان کو مخصوص ترتیب اور الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کی ۔ اس کی ساری کتاب تعصب ، تصنع اور ذاتی تاثرات سے مبرا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ ایک ادنیٰ اور وفادار خادم کی حیثیت سے اس کے دل میں ہمایوں کی بہت زیادہ عزت ہے اور وہ اس احترام کا اظہار ہر جگہ کرتا ہے لیکن ''سرکاری'' مورخوں

---

(۱) دیکھو فصل چودھویں ۔ بعد کے مورخوں نے اس واقعہ کا ذکر کرنے سے گریز کیا ہے لیکن بدایونی نے ذکر کیا ہے ۔ منتخب التواریخ ۔ مطبوعہ نولکشور پریس ص ۱۲۱
یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سلطنت ہند پاکستان دوبارہ حاصل کرنے کے بعد ہمایوں شیعہ عقائد پر ہی قائم رہا یا ان کو ترک کر دیا ۔ اس کا ذکر تاریخ میں نہیں لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر اپنی حکومت کے ابتدائی دور میں سنی العقیدہ تھا اور اس کے دربار میں بھی سنی علماء کا اثر تھا ۔

Marfat.com

کی طرح اپنے ''آقا،، کی کمزوریوں اور ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہیں کرتا۔ جس طرح اس کی فتوحات اور عیش و کامرانی کی تفصیل دیتا ہے اسی طرح اس کی شکست اور جلاوطنی کے واقعات بیان کرتا ہے۔ بعض اوقات وہ تنقید بھی کرتا ہے۔ اس پر تعجب کرتا ہے کہ ہمایوں نے خود بہادر شاہ ہی کو اپنی طرف سے گجرات کا حاکم کیوں نہیں بنایا۔ لیکن زیادہ قابل ذکر امر یہ ہے کہ وہ ہمایوں کے ساتھ تقریباً ہر وقت اور ہر حالت میں رہتا ہے۔ چنانچہ اس کے ذاتی حالات کے متعلق بعض نہایت قیمتی اور مفید معلومات جوہر کے تذکرے میں ملتے ہیں۔ ہمایوں کی شخصیت کا صحیح خاکہ تیار کرنے کے لیے ہم کو جوہر ہی کے بیانات کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

تذکرۃ الواقعات میں کچھ خامیاں بھی ہیں۔ اس کی تصنیف سنہ ۹۸۶ھ میں یعنی ہمایوں کی وفات سے تیس سال بعد شروع ہوئی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جوہر نے واقعات بیان کرتے وقت سنہ بہت کم دئے ہیں۔ ترتیب واقعات بھی زیادہ قابل اطمینان نہیں۔ لیکن سب سے نمایاں سقم یہ ہے کہ کتاب میں توازن نہیں۔ بعض اہم مسائل کا ذکر نہایت مختصر ہے اور بعض معمولی واقعات کافی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ بہر حال یہ خامیاں ایسی نہیں جن کا اثر کتاب کی افادیت پر بہت زیادہ پڑے۔ باوجود ان نقائص کے تذکرۃ الواقعات ہمایوں کی تاریخ کا سب سے زیادہ بہتر اور معتبر ماخذ ہے۔

تذکرۃ الواقعات کا فارسی متن ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے۔ یہ ترجمہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی لٹن لائبریری کے نسخہ کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مقابلہ کے لئے چار اور نسخے پیش نظر تھے: (۱) نسخہ مملوکہ مولوی ظفر حسن صاحب۔ اس کو کتاب میں دہلی کا نسخہ کہا گیا ہے (۲) نسخہ عبدالسلام کلکشن علی گڑھ (۳) نسخہ شیفتہ کلکشن علی گڑھ (۴) نسخہ ہمایوں شاہی از الہداد فیضی سرہندی، مملوکہ کتبخانہ دارالفلاح۔ دہلی (۱)

(۱) جوہر کی درخواست پر فیضی سرہندی نے تذکرۃ الواقعات کی زبان وغیرہ کو بہتر بنایا اور ایک نئے مقدمہ کے ساتھ مکمل کیا۔ دیکھو فہرست مخطوطات فارسی برٹش میوزیم جلد ۳-ص ۹۲۷ اس کتاب کے نسخے کمیاب ہیں۔ حالانکہ تذکرۃ الواقعات کے اصل نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں۔

Marfat.com

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ اصل کے مطابق ہو۔ بعض اوقات زبان کی سلاست اور روانی اس سے متاثر ہوگئی ہے لیکن محققین اور طلباء تاریخ کے نقطہ نظر سے یہی مفید خیال کیا گیا کہ ترجمہ جہاں تک ہو سکے اصل کے مطابق ہو۔ حواشی اور تشریحی نوٹس صرف غیر معروف اشخاص اور مقامات پر لکھے گئے ہیں یا ایسی جگہ جہاں جوہر کے بیانات تشریح طلب نظر آئے۔ پیش نظر نسخوں میں کتابت کی غلطیاں کافی ہیں۔ ان میں سے اکثر کا تشریحی نوٹس میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ جو بالکل ظاہر تھیں ان کی صحت ترجمہ میں ہو گئی ہے۔

ترجمہ کا کام ایک عرصہ ہوا علی گڑھ میں شروع کیا گیا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ تذکرۃ الواقعات کا فارسی متن شایع کروں لیکن میرے دوست پروفیسر عبدالشکور نے مشورہ دیا کہ اردو ترجمہ شائع ہونا چاہئے۔ انھوں نے صرف مشورہ ہی نہیں دیا بلکہ اس کام میں شرکت بھی کی اور شروع کے ابواب کا ترجمہ ان کے مشورہ سے کیا گیا۔ اس کام کے شروع ہونے کے بعد شکور صاحب جلد ہی علی گڑھ چھوڑ کر افریقہ چلے گئے۔ بہر حال میں نے اس کی تکمیل کی۔ مگر علی گڑھ میں طباعت کی نوبت نہ آئی۔ پاکستان میں سید ہاشمی فریدآبادی صاحب کی خواہش پر یہ کتاب انکو دے دی گئی اور انجمن ترقی اردو کے رسالہ تاریخ وسیاسیات میں بالاقساط شایع ہوتی رہی۔ افسوس ہے کہ یہ رسالہ بند ہو گیا اور کتاب نامکمل رہ گئی۔ اب یہ ترجمہ مکمل حالت میں پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کی طرف سے شایع ہو رہا ہے *۔

پروفیسر عبدالشکور صاحب کے علاوہ میں اپنے برادر محترم مولوی سید احسان الحق صاحب اور عزیز دوست مولوی محمد علی قریشی کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے بعض مواقع پر ترجمے کے سلسلے میں نہایت مفید مشورے دئے۔

کراچی: ستمبر ۱۹۵۵ء

سید معین الحق

---

* ترجمہ کا کچھ حصہ بعد میں طبع ہونے کی وجہ سے کاغذ اور چند عنوانات کے ٹائپ میں فرق ہوگیا ہے اور بعض صفحوں کے اعداد میں تبدیلی کرنا پڑی۔

Marfat.com

تذکرۃ الواقعات

فہرست مضامین

صفحہ

مقدمہ مترجم — — — — — الف

فہرست مضامین — — — — — ۱

دیباچہ مصنف — — — — — ۷

پہلی فصل :

ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ غازی فردوس مکانی کا اس جہان فانی سے جہان باقی کی طرف انتقال فرمانا اور نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ غازی کا (خدا اُن کی قبر کو روشن کرے) تخت خلافت پر بیٹھنا — — — — ۹

دوسری فصل :

حضرت (بادشاہ) کا گجرات کی جانب متوجہ ہونا اور اس ملک کو ختم کرنا — — — — ۱۱

تیسری فصل :

ہمایوں کا آگرہ واپس آنا - مرزا ہندال، شیخ پھول اور چند دیگر اُمرا کا جو شاہی دربار کے موافق تھے اور جن کا ذکر اُوپر ہو چکا ہے، شرف قدمبوسی حاصل کرنا - بادشاہ کا شیر خان کے متعلق دریافت کرنا اور اُس کے خلاف جنگ کے لئے روانہ ہونا اور چنار کے قلعہ پر قبضہ کرنا — ۲۱

Marfat.com

صفحہ

چوتھی فصل :

بادشاہ کا بنگالہ کی طرف کوچ کرنا — — ۲۵

پانچویں فصل :

افغانوں کا شبخون مارنا — — — ۳۵

چھٹی فصل :

بادشاہ کا شیر خاں کی جانب جنگ کے لئے روانہ ہونا — ۴۱

ساتویں فصل :

بادشاہ کا لاہور سے روانہ ہونا اور اوچھہ میں پہنچنا اور مرزا کامران کو کابل کی طرف جانے کی اجازت مرحمت فرمانا— — — — ۵۳

آٹھویں فصل :

بادشاہ کا اوچھہ سے بھکر کی جانب کوچ کرنا — — ۵۶

نویں فصل :

بادشاہ کا زبن المستورات عفیفہ مکانی حمیدہ بانو بیگم کو نکاح میں لانا اور مقام اوچھہ کی جانب واپسی — ۵۸

دسویں فصل :

بادشاہ کا اوچھہ سے دوبارہ کوچ کرنا ، ریگستان میں پھنس جانا اور بعض آدمیوں کا پانی نہ ملنے سے ہلاک ہو جانا — ۶۵

گیارھویں فصل :

بادشاہ کا امرکوٹ کی جانب روانہ ہونا اور راستہ میں جنگ ہونا — — — — ۶۸

صفحہ

بارھویں فصل :

شاھزادہ عالمیان محمد اکبر خلداللہ ملکہ کا امرکوٹ میں پیدا ہونا — — — — ۷۷

تیرھویں فصل :

شاہ حسین مرزا کا پیش کش ، اور بادشاہ کا قندھار کی جانب کوچ کرنا — — — — ۸۴

چودھویں فصل :

بادشاہ کا شاہ عالم پناہ کی طرف روانہ ھونا — — ۹۳

پندرھویں فصل :

مرزا کامران کے ملازموں کا شاہ عالم پناہ کی خدمت میں ھمایوں بادشاہ کی مذمت کرنا — — — ۱۰۳

سولھویں فصل :

بارش کے بعد شاہ عالم پناہ کا بادشاہ کو رخصت کرنا اور بادشاہ کا قندھار کی طرف روانہ ھونا — — ۱۱۰

سترھویں فصل :

مرزا عسکری کا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ھونا اور قلعہ قندھار پر قبضہ کرنا — — — ۱۱۵

اٹھارویں فصل :

شاھزادہ ایران کی وفات اور قلعہ قندھار پر ھمایوں کا قبضہ کرنا — — — — ۱۱۸

انیسویں فصل :

کابل پر قبضہ کرنا اور مرزا کامران کا پہلی مرتبہ بھکر کی طرف فرار ھونا اور بادشاہ کا سلیمان مرزا سے بمقام تیرگران جنگ کے بعد فتح پانا — — — — ۱۲۲

Marfat.com

صفحہ

بیسویں فصل :
مرزا کامران کا کابل کی طرف بھکر سے واپس آنا اور آدمیوں کو تکلیف پہنچانا ۔ اور شہزادہ عالمیان کو اپنے قبضہ میں کرنا — ۱۲۵/الف

اکیسویں فصل :
مرزا کامران کا فرار ہونا اور بادشاہ کا کابل کے قلعہ کو فتح کرنا اور اس میں داخل ہونا ۔ مرزا کامران کا قلعہ ظفر کی طرف جانا اور مرزا سلیمان کے ساتھ جنگ کرنا اور شکست کھا کر زبیگون کے پاس پہنچنا — — — ۱۲۶

بائیسویں فصل :
بادشاہ کے شانہ پر مرغ کا آکر بیٹھنا اور اس سے فال نیک لینا ۔ قلعہ تالقان کا محاصرہ کرنا جس میں مرزا کامران محصور تھا — — — — ۱۲۹

تئیسویں فصل :
قلعہ تالقان پر قبضہ کرنا ۔ مرزا کامران کا قدم بوسی سے مشرف ہونا ۔ مرزا عسکری کا رہا ہونا اور بادشاہ کا بلخ کی جانب روانہ ہونا — — — — ۱۳۳

چوبیسویں فصل :
قبچاق کی لڑائی اور بادشاہ کا تلوار سے زخمی ہونا — ۱۳۸

پچیسویں فصل :
قبچاق کی لڑائی کے بعد بادشاہ کا اولیاخنچا میں قیام فرمانا ۔ مرزا ہندال کا حاضر ہوکر آداب شاہی بجا لانا ۔ مرزا کامران کا میدان جنگ سے واپس آنا اور قلعہ کابل کا مرزا کامران کے ہاتھ آنا اور شہزادہ کا قید ہونا — ۱۴۴

Marfat.com

صفحہ

چھبیسویں فصل :

مرزا کامران کی شکست قراچا قرابخت کا شتر گراں پر قتل ہونا - مرزا کامران کا خلیل افغان کے پاس جانا اور مرزا ہندال کا شہید ہونا — — — ۱۴۸

ستائیسویں فصل :

شہزادہ کا افغانوں پر حملہ کرنا اور فتح پانا اور ان کو لوٹ کر قید کرنا - مرزا کامران کا اسلام خان سور کے پاس جانا - وہاں سے بھاگ کر سلطان آدم کے پاس آنا - بادشاہ کا سلطان آدم کے گھر پہنچنا اور مرزا کامران کو اندھا کرانا — ۱۵۱

اٹھائیسویں فصل :

حضرت بادشاہ کا کابل اور قندھار کی جانب روانہ ہونا اور مرزا کامران کو مکہ معظمہ جانے کی اجازت دینا — ۱۵۸

انتیسویں فصل :

حضرت بادشاہ کا اقبال و کامرانی اور دولت ابدی کے ساتھ ہندوستان کی طرف روانہ ہونا اور اس کو فتح کرنا — ۱۶۱

تیسویں فصل :

عمر خان گھکر پر شاہ ابوالمعالی کی پہلی فتح — — ۱۶۷

اکتیسویں فصل :

ماچھیواڑہ کی فتح — — — — ۱۶۹

بتیسویں فصل :

حضرت بادشاہ کا مقام سرہند پر فتح حاصل کرنا اور سکندر سور کا شکست کھانا — — — ۱۷۲

Marfat.com

صفحہ

١ تینتیسویں فصل :
بادشاہ کا دار فنا سے داربقا کی طرف رحلت فرمانا اور حضرت ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی خلداللہ ملکہ و سلطنتہ کا تخت پر جلوس فرمانا — — ۱۷۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر و تمم بالخیر

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

بیت : بعد حمد خدا و نعت رسول — بشنو این قصہ را بسمع قبول

یہ نامۂ نامی ، صحیفۂ گرامی ، شہنشاہ عالم جو اپنی شان عدل گستری میں غیاث المستغیثین ہیں اور جن کا خطاب غیاث الدنیا والدین ہے ، یعنی حضرت بادشاہ غازی نصیرالدین محمد ہمایوں نوراللہ مضجعہ کے نام نامی سے معنون کیا جاتا ہے :

جاہ تو اسپ برسر مہر سپہر تاخت — جود تو داغ بردل دریا و کان نہاد

اس کے بعد جوہر ، جو درگاہ خلایق پناہ اکبر کا ایک ادنیٰ غلام ہے ، یوں عرض کرتا ہے کہ چونکہ سعادت ازلی و عنایت سرمدی شامل حال تھی اس لیے بندہ کو بچپن ہی میں اس درگاہ فلک اشتباہ کی آستانہ بوسی اور دولت ابدی و سعادت سرمدی نصیب ہوئی اور میں حضرت (ہمایوں) کے غلاموں کے زمرہ میں داخل ہوکر ہر حالت اور ہر موقع پر حضور والا کی خدمت اقدس میں حاضر رہتا تھا ۔

میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ تیمناً و تبرکاً حالات و معاملات کو بطور یادگار اپنی بساط و حیثیت کے مطابق ، نہ شاہان عالم کی فہم کے لائق ، سہو و نسیان پر عفو و درگزر کی توقع رکھتے ہوئے ، قلمبند کروں ، جیسا کہ ایک بزرگ نے کہا ہے :

سخن را بنوک قلم بند کن — کہ از یاد مردم گریزد سخن

جب یہ خواہش میرے دل میں پیدا ہوئی تو حضرت خواجہ حافظ کی روح پر فتوح سے طالب امداد ہوا(۱) (یعنی دیوان حافظ سے فال نکالی) کہ اپنے حسب حال کیا نکلتا ہے (۲)

---

۱ درخواست از روح حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کرد ۔

۲ بعض نسخوں میں اس عبارت کے بعد یہ الفاظ اور ہیں ''غزل برآمد''

Marfat.com

مطرب عشق عجب ساز و نوائے دارد نقش ہر پردہ کہ زد راہ بجائے دارد
عالم از نالہ عشاق مبادا خالی کہ خوش آہنگ وفرح بخش صدائے دارد
پیر دردی کش ما گرچہ ندارد زر و زور خوش عطابخش و خطا پوش خدائے دارد
محترم دار دلم کاین مگس قند پرست تا ہوا خواہ تو شد فرّ ہمائے دارد
از عدالت نہ بود دور گرش پرسد حال بادشا ہے کے بہ ہمسایہ گدائے دارد
اشک خونین بہ طبیبان چو نمودم گفتند درد عشقست جگر سوز دوائے دارد
ستم از غمزہ میاموز کہ در مذہب عشق ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد
نغز گفت آن بت ترسا پسر بادہ فروش شادی از روے کسے جو کہ صفائے دارد
خسروا حافظ درگاہ نشین فاتحہ خواند و ز زبان تو تمنائے دعائے دارد

اس فال کی بنا پر اس باب میں چند فصلیں ترتیب دے کر اس مجموعہ کا نام ''تذکرۃ الواقعات،، رکھا ۔ باللہ العصمۃ التوفیق ۔ اس قصہ کی ابتدا سنہ ۹۹۵ھ میں یوں ہوئی کہ شروع میں جوں جوں واقعات پیش آئے سب سن اور تاریخ وار قلم بند کر لئے گئے اور اگر یہی سلسلہ جاری رہتا تو ہر واقعہ کی تاریخ اور سن برابر لکھتا رہتا ۔ بہر حال یہ یاد داشت حضرت کے مبارک قدموں کے صدقہ میں تیار ہوگئی، تاکہ شرف قبولیت حاصل کرے ۔

یہ امر محال ہے کہ کوئی بادشاہ معزول کیے جانے کے بعد دوبارہ اپنے ہی ملک کی بادشاہت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے، مگر نیک نیتی کی بدولت (ہمایوں کے ساتھ یہ ہوا) ۔

جب یہ خیال میرے دل میں جم گیا تو ابتدائے خلافت سے اس وقت تک کے واقعات کو میں نے قلمبند کیا جب کہ حضرت بادشاہ نے دوبارہ حکومت کو حاصل کیا تاکہ اس نامراد کی یاد دنیا میں باقی رہے ۔ اس سے میری غرض صرف یہ تھی کہ تمام لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ اس قدر مصائب اور ذلتوں کے باوجود حضرت جادۂ استقلال سے نہ ہٹے نیز یہ کہ حضرت کی محنت و مشقت پوشیدہ نہ رہے اور یہ ظاہر ہوجائے کہ کس مشقت اور دشواری کے ساتھ بادشاہ نے خدا کے فضل سے اپنی سلطنت کا انتظام پھر سے سنبھال لیا ۔

Marfat.com

پہلی فصل

ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ غازی فردوس مکانی کا اس جہان فانی سے جہان باقی کی طرف انتقال فرمانا اور نصیرالدین محمد همایوں بادشاہ غازی کا (خدا ان کی قبر کو روشن کرے) تخت خلافت پر بیٹھنا۔

یہ وہ خلافت ہے جس کے متعلق حضرت رب العالمین کی جانب سے ''انی جاعلٌ فی الارضْ خلیفہ'' کی ندا آئی تو عرش، کرسی، لوح و قلم اور ساتوں آسمانوں، پہاڑوں اور فرشتوں میں سے ہرایک نے آرزو کی کہ خدائے تعالی جل جلالہ کا خلیفہ ہم میں سے ہو۔ جب سب کو خدا کی طرف سے جواب مل گیا تو فرشتوں نے عرض کیا۔ ''اتجعل فیھا من یفسد فیھا''۔ (خدائے تعالی کے) لطف قدیم نے فرمایا ''انی اعلم مالا تعلمون''، جب خدائے تعالی نے اپنے غایت لطف و کرم کی بنا پر ''توتی الملک من تشاءُ و تنزع الملک ممن تشاء'' کے دروازے اپنے بندوں پر کھول دئے اور ایک دوسرے مقام پر دنیا کے تمام انسانوں کو ''انا جعلناک خلیفہ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق'' کی ندا دی اس وقت فتح و نصرت اور اقلیم دولت کی کنجی اپنے بندوں کو عنایت کی

پس حضرت بادشاہ، خداوند تعالی کی عنایت سے دولت ابدی و سعادت سرمدی سے (بہرہ اندوز ہوکر) تخت خلافت پر متمکن ہوئے (۱) ببن، بایزید اور ابراھیم خان لودھی نے سرکشی کی اور علم بغوت بلند کیا۔

بادشاہ فتحمند لشکر ہمراہ لے کر بموجب ''انا فتحنالک فتحاً مبینا''، مخالفوں کی جماعت کی طرف شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوا (۲)۔ بیت

نخستین فراواں کو شک بلند بہ طالع خجستہ شدہ ارجمند
بکوچ تواتر از آنجا براند کہ نصر من اللہ بر خود بخواند

---

۱ ۹ جمادی الاول سنہ ۹۳۷ھ مطابق ۲۹ دسمبر سنہ ۱۵۳۰ع۔

۲ جوہر نے کالنجر کے محاصرہ کا ذکر نہیں کیا جو اس حملہ سے قبل ہوا تھا۔

Marfat.com

متواتر کوچ کرتے ہوئے سائی کے کنارے دورہ (۱) کے مقام پر پہنچے تھے کہ مذکورہ بالا باغی ایک کثیر جماعت کے ساتھ اس طرف سے آکر مقابل ہوئے۔ چند روز بعد زبردست لڑائی ہوئی مخالفین کو شکست کھاکر بھاگنا پڑا اور منتشر ہو گئے۔

ابیات

هزیمت در ایشان چناں افتاد   که از سهم خود را نیاورد یاد

چنیں فتح ز اقبال سلطان شده   غنیمت بهر کس فراواں شده

بین ، بایزید ، ابراهیم لودھی اور اکثر سر کش سردار قتل کردئیے گئے ۔ یہاں سے فتحمند لشکر فتح و نصرت کے ساتھ آگے بڑھا ۔ اور قلعہ چنارہ کی جانب روانہ ہوا ۔ جب یہ لشکر وہاں پہنچا تو شیر خاں کے بیٹے جلال خاں کو مع چند اور امرا کے جو چنار کے قلعہ میں موجود تھے محصور کرلیا ۔ چار مہینہ تک قلعہ کا محاصرہ کیے رہے ۔ جب شیر خاں نے دیکھا کہ قلعہ آج کل ہی میں فتح ہوجائے گا تو اس نے اطاعت قبول کرلی اور اپنے بیٹے قطب خاں کو بادشاہ کے پاس بھیجا اور صلح کرلی :-

به پابوسی شاه اجابت نمود   زخدمت بهر یک اطاعت نمود

بادشاہ (ہمایوں نے) وہاں سے کوچ کیا اور اپنے پایہ تخت آگرہ واپس آگئے (۲) ۔

---

۱ دورہ - اس نام پر مورخوں میں اختلاف ہے ۔ ڈاکٹر بنرجی نے اس کو دادرہ لکھا ہے ۔ رچرڈ برن کی رائے میں دان رواہے جو سائی دریا کے کنارے پر واقع ہے ۔ موخرالذکر کی تجویز کوتقویت اس چیز سے بھی پہنچتی ہے کہ یہ مقام دریا کے کنارے پر ہے ۔ پیش نظر نسخوں میں دریا کا نام ستی لکھا ہے جس کے متعلق خیال کیا گیا ہے کہ کتابت کی غلطی ہے (دیکھو کیمبرج ہسٹری آف انڈیا ۔ جلد چہارم صفحہ ۲۱)

۲ بہار و جونپور کے حملوں کو جوہر نے بہت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے ' دوسری تاریخوں میں ان کی تفصیل ہے ۔ اس بغاوت کا سر گروہ سلطان ابراہیم لودھی کا بھائی محمود لودھی تھا ۔ جوہر نے غلطی سے ابراہیم کا نام لکھ دیا ہے ۔

Marfat.com

دوسری فصل

حضرت (بادشاہ) کا گجرات کی جانب متوجہ ہونا اور اس ملک کو فتح کرنا۔

حضرت بادشاہ گجرات کی جانب متوجہ ہوئے اور فتحمند لشکر بلور (۱) کے قلعہ پر پہنچا تھا کہ سلطان بہادر گجراتی کی عرضداشت خدمت والا میں پہنچی کہ میں اس وقت قلعہ چتوڑ کو گھیرے ہوئے ہوں اور چاہتا ہوں کہ کفّار کو زیر کیا جائے اور اسلام کی فتح ہو۔ اس لیے حضرت بادشاہ نے ایک مدت تک قلعہ بلور کی نواح میں قیام کیا سلطان بہادر نے چتوڑ کے قلعہ کو فتح کر لیا اور گجرات واپس چلا گیا۔ حضرت بادشاہ بھی گجرات کی جانب روانہ ہوئے۔ اور موضع موری (۲) کے قریب جو سرکار برھانپور میں واقع تھا پہنچے ہی تھے کہ سلطان بہادر نے آکر مقابلہ کیا۔ حضرت بادشاہ نے اپنے امرا اور ارکان دولت سے مشورہ کیا کہ سلطان بہادر شاہ کے ساتھ کس طریقے سے جنگ کی جائے۔ ہر شخص نے اپنی عقل کے مطابق رائے دی آخر کار حضرت بادشاہ نے اپنی مبارک زبان سے فرمایا کہ بہادر شاہ کے لشکر کو ہر طرف سے ہمارے سپاہی گھیرلیں اور اس کے لشکر میں غلہ نہ جانے دیں۔ القصہ یہی طے پایا کیونکہ اسی صورت سے دشمن تباہ ہوسکتا تھا۔

چنانچہ چند امراء مقرر کیے گئے۔ مثلاً میر بچکہ مع اپنے بیٹوں کے، گرگ علی، ننہ بیگ، مغل بیگ اور مرزا جان اور ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ ان

۱ گوالیار کو تلوز اور بعض نسخوں میں بلور لکھ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمایوں ایک مرتبہ گجرات کے قصد سے روانہ ہوا تو گوالیار میں دو ماہ قیام کر کے واپس آگیا دوسری مرتبہ پھر روانہ ہوا تو سارنگپور تک پہنچا تھا کہ بہادر کا پیام ملا۔ جوہر نے دونوں کو ملا دیا ہے جس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ دیکھو طبقات اکبری مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۹۵۔

۲ موری ' جوہر نے ان واقعات کی ترتیب اور بیان میں غلطی کی ہے ' دوسری ہم عصر تاریخوں میں یہ واقعات بہ تفصیل مذکور ہیں۔ مقام جنگ بھی موری نہیں بلکہ مندسور تھا (دیکھو طبقات اکبری ص ۱۹۵ اور بنرجی کی کتاب 'ہمایون بادشاہ ' جلد اول ص ۱۲۳ ' تاریخ فرشتہ بمبئی ایڈیشن۔ جلد اول ص ۳۹۹)۔

Marfat.com

کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ لوٹ مار کریں اور اس کے لشکر تک غلہ نہ پہنچنے دیں - جب تین چار مہینے اسی طرح گذر گئے اور غلہ بے حد گراں ہوگیا ، یہاں تک کہ ایک سیر غلہ چار پانچ تنکہ میں بھی لشکر میں نہیں ملتا تھا ، اس سے بہادر شاہ کے سپاہی عاجز آگئے اور ان کا ایسا برا حال ہوگیا کہ گھوڑوں کے گوشت کے علاوہ ان کے پاس کچھ کھانے کو نہ رہا اور کوئی دن ایسا نہ جاتا تھا کہ دونوں طرف سے لڑائی نہ ہوتی ہو - چونکہ بادشاہ کا ستارۂ اقبال بلندی پر تھا (ایک روز) آدھی رات کو ایک عجیب شور و غوغا ہوا - استاد علی قلی دروازے سے اندر آئے اور خدمت میں حاضر ہوئے - بادشاہ نے دریافت کیا کہ یہ شور کیسا ہے ؟ اس نے عرض کیا کہ جہاں پناہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہادر شاہ فرار ہوگیا ہے - اور رومی خاں نے لیلیٰ و مجنوں نامی توپوں کو توڑ ڈالا ہے - یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا "اے میرے بادشاہ ! مبارک ہو سلطان بہادر بھاگ گیا" ، حضرت بادشاہ نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی (۱) -

بعون خدائے جہاں آفریں شدہ فتح و نصرت بہ سلطان دیں

حضرت بادشاہ بھی اسی وقت سلطان بہادر کا پیچھا کرنے کی غرض سے سوار ہوگئے - اسی اثنا میں رومی خاں نے آکر شرف قدم بوسی حاصل کیا - سلطان بہادر نے بھاگ کر مندو کے قلعہ میں پناہ لی - فتحمند لشکر نے یورش کرکے مندو کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا - اس کے بعد سلطان بہادر ہندو بیگ (۲) کی مدد سے اس مورچہ کو بھی چھوڑ کر بھاگ گیا اور چنپانیر کے قلعہ میں داخل ہوا - قلعہ مندو کو شاہی لشکر نے فتح کرلیا اور کافی مال و اسباب ہاتھ آیا لیکن حضرت بادشاہ نے اس خزانہ اور اسباب کی طرف ذرا توجہ نہ کی اور سلطان بہادر کا پیچھا کرتے رہے اور یورش کرکے قلعہ چنپانیر کا محاصرہ کرلیا - اس بد خواہ (بہادر شاہ) کی اطلاع کے بغیر ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا ، اور عرض کیا کہ بندہ ایک راستہ سے حضرت بادشاہ کو قلعہ کے اوپر ایسی جگہ لیجائے گا جہاں سے قلعہ کی تمام آبادی حضرت والا کے

---

۱ ۲۱ شوال سنہ ۹۴۱ھ مطابق سنہ ۱۵۳۵ع

۲ ہندو بیگ کی غداری کا ذکر طبقات اکبری اور فرشتہ وغیرہ نے نہیں کیا - ارسکن کا خیال ہے کہ جوہر نے ہندو بیگ پر الزام اس لیئے لگایا ہے کہ وہ بیرم خاں کے خلاف تھا - (دیکھو جلد دوم ص ۵۷) -

Marfat.com

قدموں کے نیچے ہوگی - آخر کار حضرت بادشاہ نے اس کی درخواست کو قبول کیا - راستہ طے کر کے حضرت بادشاہ کو چند قورچیوں، ایک جوڑا نقارہ اور ایک صورنائی سمیت قلعہ کے اوپر لے گئے - قلعہ کے اوپر پہنچ کر نقارہ اور صورنائی کو بجایا -

در آمد بغریدن آواز کوس فلک در دہان دہل داد بوس
چناں آمد از نائے ترکی خروش کہ از پائے ترکاں فروہشت کوس

غرض کہ دوسرے امیر جو قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، ہرطرف سے حملہ آور ہوئے، مخالفوں نے امان چاہی اور (ان میں سے) اکثر قلعہ سے باہر نکل آئے - سلطان بہادر بھاگ کر سورت کے بندرگاہ میں پہنچ گیا اور حضرت (بادشاہ) نے قلعہ کو دولت و اقبال کے ساتھ فتح کرلیا (۱) اسی دن سلطان بہادر شاہ کے امیروں میں سے ایک امیر عالم خاں نامی آیا اور حضرت بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا - بادشاہ نے بہت استفسار کیا کہ کسی طرح بہادر شاہ کا خزانہ ہاتھ آجائے لیکن کچھ پتہ نہ چلا - بعض امرا نے عرض کیا کہ عالم خاں پر شدت اور سختی کی جائے، (ممکن ہے) سلطان بہادر خاں کے خزانہ کا پتہ بتلائے - حضرت بادشاہ نے فرمایا چوں کہ وہ از خود حاضر ہوا ہے اس لیے یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ اس پر سختی کی جائے :-

چو کارے بر آید بہ لطف و خوشی چہ حاجت بہ تندی و گردن کشی

حضرت بادشاہ نے فرمایا کہ ایک مجلس شراب منعقد کی جائے اور شراب کا پیالہ اس کو دیا جائے اور اس حالت میں اس سے دریافت کیا جائے، ممکن ہے کچھ پتہ بتا دے - کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ان اللہ یحب المحسنین،، دوسرے مقام پر فرمایا ''ان اللہ لایضیع اجر المحسنین،، اور جیسا کہ حافظ رح نے فرمایا ہے :-

چہ جاے شکر و شکایت

۱ قلعہ چنپانیر فتح ہونے کے جو تفصیلی واقعات جوہر نے بیان کیے ہیں وہ دوسری تاریخوں سے کچھ مختلف ہیں سب سے بہتر تفصیل ہم کو مرآۃ سکندری میں ملتی ہے اس میں کسی غداری کا ذکر نہیں بلکہ ہمایوں کے سپاہیوں نے کچھ کولیوں کو گرفتار کیا جو قلعہ میں رسد پہنچاتے تھے اور ان پر سختی کی گئی تو انہوں نے پوشیدہ راستہ بتلادیا - طبقات میں اس روایت کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ خود بادشاہ قلعہ کے چاروں طرف گھوم رہے تھے کہ کچھ لوگوں پر نظر پڑی ان کو پکڑوایا تو معلوم ہوا غلہ لے جانے والے ہیں - ان ہی سے راستہ معلوم ہوا - (ص ۱۹۷)

Marfat.com

حضرت بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی ۔ چند امرا نے مجلس آراستہ کی اور شراب کا جام اس کو دیا ۔ جب عالم خاں شراب کے نشہ میں چور ہو گیا تو اس سے کہا کہ بہادر شاہ کے خزانہ میں سے کچھ ہاتھ نہیں آیا ۔ عالم خاں نے کہا کہ اگر بادشاہ خزانہ چاہتے ہیں تو اس حوض کا پانی جس کے کنارے ہم سب بیٹھے ہیں نکالنے کا حکم صادر فرمائیں اس حوض سے اتنا خزانہ ملے گا کہ سارے لشکر کو کافی ہوگا ۔ جب امرا نے یہ بات سنی تو بادشاہ کے حضور میں عرض کیا ۔ حکم ہوا کہ آدمی کوزوں اور پیالوں سے پانی نکال کر حوض کو خالی کر دیں ۔ پھر عالم خاں نے کہا کہ اس طرح حوض نہیں خالی ہوگا ۔ اس میں ایک طرف نالی ہے وہ کھودی جائے تاکہ پانی نکل جائے ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جس جگہ کے لئے کہا گیا تھا کھودی گئی اور سب پانی نکل گیا اور محمود کے زمانہ کا بے شمار خزانہ ہاتھ آیا ۔ حضرت بادشاہ نے ڈھال میں بھر بھر کر لشکر میں تقسیم کیا ۔ اس کے علاوہ اس نے کنواں دکھایا جس میں سونے اور چاندی کو پگھلا کر بھروا دیا گیا تھا ، مگر اس کنویں کو (مصلحتاً) اسی حالت میں رہنے دیا (۱) حضرت بادشاہ تردی بیگ (۲) کو قلعہ چنپانیر میں چھوڑ کر بہ نفس نفیس سلطان بہادر کے تعاقب میں کھنبایت کی طرف روانہ ہوئے ، چونکہ خداوند تعالیٰ کی عنایت اور دولت بادشاہی کی برکت سے بے اندازہ نئی فتوحات حاصل ہوئیں ، ہندو بیگ اور چند دیگر ارکان دولت اور امرا نے بادشاہ سے عرض کیا :- ''چوں کہ حضرت باری تعالیٰ نے اپنے فضل اور مدد سے بادشاہ کو فتح و نصرت عطا فرمائی یہاں تک کہ سلطان بہادر میدان جنگ سے بھاگ نکلا اور مقابلہ نہ کر سکا اور قلعہ مندو میں گھس گیا ۔ پھر وہاں سے فرار ہوکر چنپانیر کے قلعہ میں گیا ۔ بعدہ وہاں سے بھی بھاگ کر بندرگاہ سورت میں

---

۱ شاہ ابو تراب ولی اپنی تاریخ گجرات میں خزانہ کے مال و اسباب کی زیادتی کا سبب بیان کرتے ہوئے کہتا ہے '' چہ ہفت طبقہ' سلاطین گجرات باوجود کمال امنیت و استقلال اندوختہ بودند '' دیکھو تاریخ گجرات از ابو تراب ص ۳ طبقات اکبری ص ۱۹۸ میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے ۔ محمود سے مراد سلطان محمود بیگڑہ ہے ۔

۲ تردی بیگ ۔ ہمایوں کے بڑے امیروں میں سے تھا ' لیکن ہمایوں کی مصیبت کے وقت اس نے غداری کی ۔ بعد میں معافی مانگ لی اور پھر درباریوں میں داخل ہو گیا ۔ اکبر کی تخت نشینی کے بعد جب ہیمو نے دھلی پر حملہ کیا تو تردی بیگ نے اس کا مقابلہ نہیں کیا بلکہ شہر چھوڑ کر اکبر کے پاس سر ہند پہنچا ۔ بیرم خاں نے اس قصور میں اس کو مروا ڈالا ۔ ابوالفضل کے بیان کے مطابق ہندو بیگ کو قلعہ چنپانیر پر چھوڑا گیا تھا ۔

Marfat.com

پناہ لی اور اب نہایت پریشان اور لاچار ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ جو خزانہ و دولت قبضہ میں آیا ہے اس میں سے ایک یا دو سال کی تنخواہ سپاہیوں کو دے دی جائے اور بقیہ خزانے کو امانت کے طور پر رکھا جائے کہ ضرورت کے وقت مل سکے اور گجرات کا ملک سلطان بہادر کو عنایت فرما کر اپنی جانب سے اس کا تقرر فرمائیں تاکہ زمانہ میں آپ کی یادگار رہے،،۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- 'احسن کما احسن اللہ الیک ان اللہ یحب المحسنین'

کسی نے خوب کہا ہے :

برین رواق زبرجد نوشتہ اند بزر   کہ جز نکوئی اھل کرم نخواھد ماند

اور خود بدولت فتح و نصرت کے ساتھ دارالخلافت آگرہ کی جانب مراجعت فرمائیں کیوں کہ یہ پریشان خبریں موصول ہوئی ہیں کہ سلطان مرزا و الغ مرزا و شاہ مرزا اور محمد علی مرزا باغی ہو گئے ہیں اور گنگا کے کنارے قنوج سے جون پور تک (کے علاقہ پر) انھوں نے قبضہ کر لیا ہے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوا رہے ہیں۔،،

حضرت بادشاہ نے یہ سن کر منہہ پھیر لیا اور امرا و ارکان دولت پر ناراض ہوئے اور فرمایا وہ ملک جس کو بزور شمشیر حاصل کیا ہے اسے اس طرح رائگاں نہیں جانے دینا چاہیے۔ اس ملک پر قبضہ کرینگے اور سلطنت دھلی پر بھی حکومت کرینگے۔ جب امرا اور ارکان دولت نے دیکھا کہ حضرت بادشاہ نے انکی رائے پسند نہیں کی بلکہ اسکی مخالفت کی تو امراء مذکور نے مرزا عسکری کو ورغلایا کہ تم دھلی چلے جاؤ اور وہاں جاکر بغاوت پھیلاؤ، تب حضرت بادشاہ (مجبوراً) وھیں جائیں گے۔ امراء کے ساتھ مرزا عسکری دارالسلطنت دھلی کی طرف گیا۔ یادگار ناصر مرزا نے قلعہ چنپانیر میں آکر تردی بیگ سے کہا کہ خزانہ میرے سپرد کردو۔ اس پر تردی بیگ نے جواب دیا کہ حضرت بادشاہ کے حکم کے بغیر میں خزانہ تم کو نہیں دے سکتا تردی بیگ نے حضرات بادشاہ کی درگاہ میں عرض داشت پیش کی، کہ یادگار ناصر مرزا خزانہ لینے کا خیال رکھتا ہے۔ اس کے متعلق جو حکم صادر فرمایا جائے (اس پر عمل کیا جائے گا) بادشاہ نے جواب دیا کہ اسے کچھ بھی نہ دیا جائے کیوں کہ چند روز کے بعد ہم خود اس طرف آئیں گے۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا

Marfat.com

کہ اُمرا نے میرزاؤں سے ساز باز کرلی ہے اور بغاوت پر آمادہ ہیں اور حضرت بادشاہ کا فتحمند لشکر گجرات کے مختلف مقامات پر منتشر ہے اور وہ خود ایک قلیل جماعت کے ساتھ کھنبائت میں مقیم ہیں، تو دل میں خیال کیا کہ اس جگہ سے احمدآباد کی طرف کوچ کیا جائے کیوں کہ وہاں تمام لشکر جمع ہوجائے، لہذا اسی روز آدھی رات کو حضرت بادشاہ کھمبائت سے سوار ہوئے اور کوچ فرماتے ہوئے احمدآباد پہونچے جب یہ خبر حضرت بادشاہ کے متعلق اس نواح میں مشہور ہوئی تو بعض لوگ امر فتحمند لشکر میں آکر شامل ہوگئے اور اکثر لوگ دارالخلافت کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت بادشاہ کو معلوم ہوا کہ آدمی منتشر ہوگئے ہیں اور جمع نہیں ہوتے اور سلطانْ مرزا اور اُس کے بیٹوں کی بغاوت کی خبریں آرہی ہیں تو مجبور ہوکر دارالخلافت آگرہ جانے کا ارادہ فرمایا۔ جب سلطان بہادر گجراتی کو اُمرا کی سازش اور بغاوت کی خبر معلوم ہوئی اور یہ کہ حضرت بادشاہ اور اُمرا کے تعلقات کشیدہ ہیں اور لشکر منتشر ہے اور بادشاہ خود آگرہ روانہ ہوگئے ہیں (۱) تو سلطانِ بہادر مذکور نے فرنگیوں (۲) کے ساتھ معاہدہ کیا اور پانچ چھ ہزار حبشی غلاموں کے ساتھ فرنگیوں کی مدد سے احمدآباد کی طرف روانہ ہوا۔ اور آدھی رات کو کھنبائت سے وہاں پہنچا۔

---

۱ جوہر کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ ہمایوں چاہتا تھا کہ گجرات کے انتظامات کو مکمل کرے اور مغلیہ حکومت کو وہاں مستحکم بنائے لیکن اُمرا اس کے خلاف تھے اور یہ مخالفت یہاں تک بڑھی کہ اُنھوں نے مرزا عسکری کو بغاوت پر آمادہ کردیا۔ جوہر نے یہاں بھی اختصار سے کام لیا ہے۔ دوسری تاریخوں میں تفصیل موجود ہے۔

۲ سلطان بہادر اور پرتگیزوں کے تعلقات بیان کرتے ہوئے مرآۃ سکندری کے مصنف نے چند دلچسپ باتیں لکھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ ہمایوں سے شکست کھا کر جب سلطان بہادر بھاگا اور دیو پہنچا تو پرتگیزوں نے اُس سے ایک گائے کی کھال کے برابر زمین مانگی کہ اُس میں اپنے لیے عمارت بنوالیں، بہادر شاہ نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور پرتگیزوں سے مدد بھی لی لیکن جب بہادر شاہ دیو سے چلا آیا تو اُنھوں نے چمڑے کے پتلے پتلے ٹکڑے کرکے دور تک زمین گھیرلی اور اُس پر قلعہ وغیرہ تعمیر کرلیا۔ اُس پر اس کو بہت غصہ آیا اور اُن کو تباہ کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔

بہادرشاہ اور پرتگیزوں کے باہمی تعلقات کی طرف جوہر نے مختصر الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ گجرات کی تاریخوں میں مفصل حالات موجود ہیں۔

Marfat.com

باغیوں کا حال

ابھی حضرت بادشاہ گجرات ہی میں تھے کہ کلاں بیگ (۱) کوکا، جس کی جاگیر میں پرگنہ بلگرام تھا اور شیخ پھول (۲) محمد کوکلتاش اور چند دیگر امرا جو حضرت بادشاہ کے موافق تھے مرزا ہندال کے پاس آئے اور کہا کہ مہا سلطان میرزا نے بلگرام پر قبضہ کرکے اس کو اپنا پایہ تخت بنالیا ہے اور الغ مرزا کو جونپور کی طرف بھیجا ہے اور اس نے اس کا محاصرہ کرلیا ہے، اور شاہ مرزا کو کڑا و مانکپور کی طرف روانہ کیا ہے اور خود بلگرام میں موجود ہے، لیکن چوں کہ ابھی اس کا لشکر منتشر ہے، اگر اس موقعہ پر آپ ذراسی توجہ بھی فرمائیں تو خدا کے فضل و کرم سے اور شاہی اقبال سے کامیابی ہوگی - پس شیخ پھول، محمد کوکلتاش، کلاں بیگ اور خسرو کوکلتاش کا لڑکا جو قنوج کا حاکم تھا، اور چند دیگر آمرا کے ساتھ مرزا ہندال قنوج کی جانب سلطان مرزا کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا - منازل و مراحل طے کرتے ہوئے وہ دریائے گنگ پر پہنچے - سلطان مرزا کو خبر ملی کہ مرزا ہندال قنوج میں آگیا ہے تو اس نے الغ مرزا اور شاہ مرزا کو خطوط لکھے کہ جلد واپس آجائیں کیوں کہ مرزا ہندال نے قنوج پر قبضہ کرلیا ہے - یہ خبر سن کر شاہ مرزا یلغار کرتا ہوا کڑہ سے واپس ہوا الغ مرزا نے سلطان مرزا کو عریضہ لکھا کہ میرے آنے تک کسی حیلہ سے جنگ ملتوی کرتے رہو غرض کہ سلطان مرزا و الغ مرزا بلگرام سے آکر گنگا کے کنارے پر اترے اور مقابلہ کیا - مرزا ہندال نے اپنے آمرا سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے - سب آمرا نے رائے دی کہ الغ مرزا کی اس جماعت میں ملنے سے پہلے لڑائی شروع کرنا چاہیے -

---

۱ کلاں بیگ - ڈاکٹر بنرجی نے اس کو طفلاں بیگ لکھا ہے لیکن جوہر کی عبارت غور سے پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ در اصل یہ لفظ کلاں بیگ ہی ہے اور کتابت کی غلطی سے طفلاں بیگ اور کہیں طقلاں بیگ لکھا گیا ہے

۲ شیخ پھول - یہ شیخ محمد غوث گوالیار کے بھائی تھے - دونوں بھائیوں سے ہمایوں کو بہت عقیدت تھی- ثمرات القدس کے مصنف کا قول ہے کہ ہمایوں نے ان سے بیعت کرلی تھی - ان کا نام بعض کتابوں میں شیخ بہلول لکھا ہے، مثلاً توزک جہانگیری (ص ۲۰۸) - ارسکن نے دونوں نام لکھ دیے ہیں، لیکن ترجیح پھول کو دی ہے - (کیمبرج ہسٹری کی بھی یہی صورت ہے - اکبر نامہ کے قلمی نسخے (مملوکہ مترجم) میں بھی شیخ پھول ہی ہے (ثمرات القدس ص ۹۷ ب - کیمبرج ہسٹری - جلد چہارم ص ۳۲ - منتخب التواریخ مطبوعہ نولکشور پریس ص ۲۷۹ - تاریخ ہندوستان از مولوی ذکاءاللہ جلد سوم ص ۱۴۸) بعض کتابوں میں ان کا نام شیخ چھول ہے

Marfat.com

مرزا ہندال نے کہا کہ کشتیاں اتنی تعداد میں نہیں کہ دریا عبور ہوسکے۔ کلاں بیگ کوکا نے عرض کیا کہ اس جگہ غلام کی جاگیر تھی۔ اگر حکم ہو تو ایسے آدمیوں کو تلاش کروں جو پایاب مقام ڈھونڈھ لیں۔ مرزا ہندال اس پر بہت خوش ہوا اور کلاں بیگ کو سروپا عطا کیا اور کہا کہ اس سے بہتر کیا خدمت ہوسکتی ہے، جاؤ اس خدمت کو بجالاؤ۔ کلاں بیگ مرزا سے رخصت ہوا اور اس نے ان اطراف کے تمام کشتی بانوں کو طلب کیا اور سروپا ان کو دیا اور پایاب جگہ معلوم کرنے پر ہزار تنکہ کے انعام کا وعدہ کیا۔ ملاح ہر طرف پانی میں داخل ہوگئے اور دو روز بعد مرزا کے لشکر سے پانچ کوس کے فاصلے پر ایک پایاب جگہ تلاش کرلی۔ کلاں بیگ نے آکر عرض کیا۔ مبارک ہو، بادشاہ کے اقبال سے ہم کو پایاب دستیاب ہوگیا۔ شیخ بہول کو مرزا کی خدمت میں طلب کیا گیا اور انھوں نے دعا کی۔ مرزا نے حکم دیا کہ خیمہ و خرگاہ اسی طرح قائم رہیں اور اپنے مسلح لشکر کو لے کر ہم اس پایاب سے دریا کو عبور کریں۔ تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو اور ہم تیار ہوکر جنگ کرسکیں۔

مرزا کے اس حکم کے بموجب ایک پہر رات گزری تھی کہ لوگ دریا عبور کرنے کے لیے روانہ ہوئے اور ابھی نصف شب باقی تھی کہ تمام لشکر نے بخیر و عافیت دریا کو عبور کیا۔ مرزا ہندال نے خدا کا شکر ادا کیا اور حکم دیا کہ صبح کو تمام سپاہی اپنی وردیوں اور اسلحہ سے آراستہ ہو جائیں۔ آفتاب نکلنے سے قبل ہم جنگ کریں گے۔ یہ خبر سلطان مرزا تک پہنچ گئی کہ مرزا ہندال نے مع اپنے لشکر کے دریا کو عبور کرلیا ہے۔ دوسری طرف سے دشمنوں کی جماعت بھی ہتھیار پہن کر جنگ کے لیے تیار ہوگئی۔ ایک پہر دن گزرا تھا کہ دونوں لشکروں میں جنگ شروع ہوئی۔ اچانک قبلہ کی سمت سے ایک آندھی اٹھی:

ز قبلہ برآمد یکے باد و گرد
کہ برچشم مردم جہاں تیرہ کرد

گھوڑوں کی ٹاپوں سے اس قدر گرد و غبار اڑا کہ دنیا تاریک ہوگئی:

ز سم ستوراں دراں پہن دشت زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت

Marfat.com

سلطان مرزا کے آدمیوں کو آندھی نے ایسا گھیرا (۱) کہ اُن کو اتنا موقع بھی نہ ملا کہ دوست و دشمن میں تمیز کرسکیں اور سلطان مرزا کے لشکر کو شکست ہوئی :

زاقبال آں شاہ با عدل و داد در فتح و نصرت فلک بر کشاد

الغ مرزا جونپور کی طرف بھاگا - مرزا ہندال نے پر گنہ بلگرام، کلاں بیگ کو عنایت کیا اور کہا بارک اللہ تم خوب خدمت بجا لائے - انشاءاللہ جب حضرت بادشاہ گجرات سے تشریف لائیں گے تو سفارش کی جائے گی - فتحمند لشکر بتوفیق ایزدی و بحکم ربانی

" ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم "

سلطان مرزا (۲) پسر الغ مرزا کے تعاقب میں روانہ ہوا اور کوچ کرتا ہوا اودھ (۳) کے قریب پہنچا تھا کہ الغ مرزا بھی آکر مل گیا - سب نے متحد ہوکر ہندال مرزا کا مقابلہ کیا - دو ماہ تک دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل جمے رہے - ہندال مرزا بے چین تھا کہ جنگ شروع کرے لیکن شیخ پھول نہیں مانتے تھے اور کہتے تھے کہ صبر کرو اس لئے کہ میں وظیفہ (۴) میں مشغول ہوں - انشاءاللہ وہ خود منتشر ہو جائیں گے - مرزا ہندال اس خبر سے خوش ہوا - اسی اثنا میں سلطان مرزا کو خبر ملی کہ حضرت بادشاہ دارالسلطنت آگرہ واپس تشریف لے آئے ہیں - لہذا دشمنوں نے تنگ آکر جنگ کی تیاری کی - مرزا ہندال نے شیخ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے - شیخ پھول نے جواب دیا چونکہ غنیم جنگ کے لیے تیار ہے اس لیے مجبوراً ہم کو بھی جنگ کرنی چاہیئے - آخرکار دونوں جانب سے جنگ کے نقارے بجائے گئے اور باہم جنگ شروع ہوگئی - چوں کہ حضرت بادشاہ کا اقبال بلند تھا، ہندال مرزا کامیاب ہوا :

---

۱ مردم سہا سلطان میرزا را باد در گرفت -

۲ سلطان مرزا کے باپ کا نام بھی الغ مرزا تھا اور اس کے بڑے لڑکے کا بھی یہی نام تھا -

۳ بعض مورخوں نے اجودھیا لکھا ہے - (کیمبرج ہسٹری آف انڈیا جلد ۴ - ص ۲۷)

۴ شیخ پھول اپنے وظائف اور دعا کے لیے مشہور تھے - ثمرات القدس کے الفاظ اُن کے متعلق یہ ہیں " وے را در علم دعوت مہارتے تمام بودہ تا بحدے کہ باجتہاد کشیدہ و بشرف استجابت دعوۃ رسیدہ و جمیع دعوات متعارفہ را از حزب البحر و حزب البر و سیف اللہ و سایہ احراز را دعوت می نمودہ آثار غریبہ برآں مرتب بود در عہد خود عدیل و نظیر نداشتہ " (ص ۵۷۹ - ۵۸۰) طبقات اکبری میں اس کی شہادت موجود ہے - (ص ۳۰۱)

Marfat.com

چو اقبال شہزادہ با عدل و داد در فتح و نصرت بر ویش کشاد

مہا سلطان مرزا نے مع تینوں بیٹوں کے شکست کھائی اور بھاگ کر بہار کھنڈ (۱) کے پہاڑ میں جو برنیل کے قریب اور سرحد بنگال پر ہے پہونچ گئے - مرزا ہندال نے جون پور میں قیام کیا - وہ چاہتا تھا کہ جون پور کا انتظام درست کردے کہ بادشاہ کے آگرہ میں تشریف لانے کی خبر موصول ہوئی (۲) -

---

۱ کھنڈ - ڈاکٹر بنرجی کا خیال ہے کہ یہ لفظ " بہار کھنڈ " بمعنی ملک بہار ہے - (جلد اول ص ۱۷۷) - ارسکن صاحب نے کوچ بہار لکھا ہے ص ۹۰ -

۲ مرزا ہندال کے اس حملہ کے واقعات سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ جوہر ہی نے بیان کیے ہیں - ابو الفضل نے بھی اس موقع پر خلاف معمول اختصار سے کام لیا ہے -

تیسری فصل

ہمایوں کا آگرہ واپس آنا، مرزا ہندال، شیخ پھول اورچند دیگر اُمرا کا جو شاہی دربار کے سوافق تھے اور جن کا ذکر اوپر آ ہوچکا ہے شرف قدمبوسی حاصل کرنا، بادشاہ کا شیر خاں کے متعلق دریافت کرنا اور اُس کے خلاف جنگ کے لیے روانہ ہونا اور چنار کے قلعہ پر قبضہ کرنا۔

جب بادشاہ گجرات سے آگرہ واپس آئے تو مرزا ہندال فتح و نصرت کے ساتھ مع شیخ پھول اور چند دیگر اُمرا کے جو اُس کے ہمراہ تھے، بادشاہ کی آستانہ بوسی سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے ہندال مرزا کو طرح طرح کی شاہانہ عنایات سے سرفراز فرمایا۔ ایک جشن منایا اور اُس کی شادی کی۔ مرزا عسکری کو سرکار سنبھل میں متعین کیا (۱) اور حکم دیا کہ چونکہ مہا سلطان اپنے بیٹوں کے ساتھ کوہ سنبھل (۲) کی جانب چلا گیا ہے۔ تم کو چاہیے کہ اس جماعت کے دفع کرنے میں ایسی کوشش کرو کہ دنیا میں اُن کا نشان نہ باقی رہے۔ اس کے بعد سنبھل واپس آکر قیام کرو۔ عسکری مرزا اس حکم کے مطابق سنبھل کی جانب روانہ ہوگیا انتہائی کوشش کے باوجود یہ نہ معلوم ہوسکا کہ وہ کہاں گئے اور کس پہاڑ میں چھپ گئے:

حق را ہزار شکر کہ دیدم بہ روزگار ادبار در کرانہ و اقبال در کنار

---

۱ ہمایوں نے تخت پر بیٹھنے کے بعد ہی اپنے بھائیوں کو جاگیریں دے دی تھیں اور سنبھل کی جاگیر مرزا عسکری کو عطا ہوئی تھی (دیکھو طبقات اکبری ص ۱۹۴ - فرشتہ - جلد اول ص ۳۹۷)۔

۲ کوہ سنبھل سے مراد وہ پہاڑی علاقہ ہوگا جو سنبھل کی سرکار میں شامل ہوگا یہ بھی ممکن ہے کہ سلطان مرزا اس علاقہ سے گزر کر بنگال کی طرف بھاگا ہو۔

جب بادشاہ نے دریافت کیا کہ شیر خاں کا کیا حال ہے اور وہ کس خیال میں ہے تو ارکان دولت نے عرض کیا کہ شیر خاں روھتاس اور بھرکنڈہ (۱) کے قلعہ پر قابض ہوگیا ہے اور عرصہ سے بنگالہ (۲) کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ اور جلد ہی اس پر بھی قبضہ کرلیگا۔ اس خبر کو سن کر بادشاہ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ افغانوں کا معاملہ یہاں تک پہونچ گیا ہے! ہمیں چنار کی جانب فوراً جانا چاہیے (۳) رومی خاں (۴) سے پوچھا کہ تم قلعہ چنار کے بارہ میں کیا کہتے ہو، عرض کیا انشاءاللہ قلعہ کو اپنی قوت سے فتح کرینگے۔ غرض کہ چنار کی طرف کوچ کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ شب برات تھی کہ چنار سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہنچ گئے۔ اب رومی خاں اس سوچ میں پڑگیا کہ چنار کے قلعہ کی حقیقت کیسے معلوم ہو، کونسا برج گرایا جائے اور کس طرف سے نقب لگایا جائے۔ آخرکار اس نے مصلحتاً اپنے غلام کلانات (۵) کو اس قدر مارا کہ چوٹ کے نشان اس کے جسم پر معلوم ہونے لگے اور حکم دیا کہ قلعہ میں افغانوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں رومی خاں کا غلام تھا، مجھے بیقصور اس قدر مارا ہے کہ میں بھاگ کر آپ کی پناہ میں آیا ہوں اور اس حیلہ سے قلعہ کی ساری حقیقت معلوم کرو کہ کون سے برج پر نقب لگانا چاہیے۔ اور اس کے بعد بھاگ کر یہاں واپس آجاؤ۔

کلانات نے ایسا ہی کیا۔ وہ قلعہ کے اندر داخل ہوا۔ افغانوں نے اس کا علاج

---

۱ بھرکنڈہ کو بعض نے جھرکنڈہ لکھا ہے (طبقات ص ۲۰۰ - فرشتہ جلد اول ص ۴۰۵) - غالباً جھاڑ کنڈہ صحیح ہے (کیمبرج ہسٹری جلد ۴ - ص ۳۰)۔ دیکھو نوٹ نمبر ۱ ص ۴۱ - مترجم کے ملوکہ نسخہ اکبر نامہ میں بھی جھرکھنڈا ہے

۲ بنگالہ - جوہر کا مطلب بنگال کے پائے تخت غور سے ہے - ہمایوں کو جب معلوم ہوا کہ شیر خاں غور کا محاصرہ کیے ہوئے ہے تو اس نے طے کیا کہ اب چنار پر فوراً حملہ کردینا چاہیے - شیر خاں کو بھی جب خبر ملی کہ ہمایوں چنار کی طرف روانہ ہوگیا ہے تو اس نے غور کے محاصرہ کے لیے اپنے بیٹے کو چھوڑا اور خود چنار کی طرف چلا گیا -

۳ جوہر کی عبارت سے یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ گجرات سے واپسی پر ہمایوں تقریباً ایک سال تک آگرہ میں رہا -

۴ رومی خاں نے سلطان بہادر شاہ کی ملازمت چھوڑ کر ہمایوں کی ملازمت اختیار کرلی تھی اور میر آتش کے عہدہ پر اس کا تقرر کیا گیا تھا -

۵ کلانات - الیٹ نے اس غلام کا نام " خلافات " لکھا ہے - (جلد ۵ صفحہ ۱۳۹) ارسکن نے اپنے نوٹ میں جوہر آفتابچی کی عبارت کا انگریزی ترجمہ دیا ہے جس میں اس غلام کا نام تو نہیں، لیکن یہ لکھا ہے کہ حبشی غلام تھا جس سے یہ خدمت لی گئی (جلد ۲ صفحہ ۱۴۰) اسٹورٹ کے ترجمہ میں کلانات ہے۔ مولوی ذکاءاللہ نے کلامات لکھا ہے۔ پیش نظر نسخوں میں کلانات صاف طور پر تحریر ہے۔

133532

Marfat.com

کرایا اور جب اُس کے زخم اچھے ہوگئے تو اُس نے افغانوں سے کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو قلعہ اور برجوں کی حقیقت سے مجھے آگاہ کریں ، تاکہ میں قلعہ کی محافظت کا انتظام کروں اور ہر جانب توپیں نصب کرنے کی مناسب جگہ بتاؤں اور کوئی جگہ ایسی نہ چھوڑوں کہ رومی خاں قلعہ کے قریب بھی آسکے ۔ افغانوں نے ایسا ہی کیا اور قلعہ کی مکمل حقیقت کلانات پر ظاہر کردی کہ وہ جس طرح سے چاہے تدبیر کرسکے ۔ کچھ عرصہ تک کلانات قلعہ میں مقیم رہا ۔ اور جب پورے طور سے اُس کی حقیقت سے واقف ہو گیا تو بھاگ کر رومی خاں کے پاس آگیا اور قلعہ کی ساری حقیقت رومی خاں کو بتائی اور مشورہ دیا کہ جو برج دریا کی طرف ہے گرانا چاہئے اور وہیں نقب بھی لگانا مناسب ہوگا ۔ تا کہ لوگ قلعہ کے قریب نہ آسکیں اور مورچے نہ بنا سکیں (۱)۔ رومی خاں نے بڑی توپ دریا کے کنارے والے برج کے مقابل قلعہ کی برابر نصب کی اور برج مذکور کو گراکر قلعہ کا محاصرہ کیا ۔ اور مورچوں پر اُمرا کو متعین کردیا ۔ اسی اثنا میں محمد زماں مرزا ، اور سلطان مرزا مع اپنے بیٹوں کے خدمت میں حاضر ہوئے ، بادشاہ نے اُن کا قصور معاف کردیا ۔

چو سلطان در و شرط اخلاص دید   بد و رحم و شفقت بیامد پدید

اور اُن کے حسب حال اُن پر نوازش و مہربانی فرمائی ۔ رومی خاں نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ایک سرکوب (۲) کشتی میں تیار کیا جائے ، تاکہ قلعہ والوں پر پانی بند کردیا جائے اور اس سے جو لوگ قلعہ کے اندر ہوں ، اُن سب کو ختم کردیا جائے ۔ حکم ملا کہ جو مصلحت جانو کرو ۔ پس رومی خاں نے تین کشتیوں میں ایک سرکوب مرتب کیا اور وہ اس قدر بلند بنایا گیا تھا کہ قلعہ اس سے نیچا ہو گیا ۔ یہ سرکوب چھ مہینہ میں مکمل ہوا ۔ رومی خاں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو سرکوب کو آگے بڑھایا جائے اور قلعہ کے قریب لے جا کر مضبوطی سے لگا دیا جائے پھر لشکر چاروں طرف سے حملہ کرے ، تاکہ فتح حاصل ہو ۔ بادشاہ کے حکم کے بموجب سرکوب کو لائے اور قلعہ تک پہنچایا اور پھر ہر طرف سے حملہ کردیا ۔ آدھی رات تک لڑائی جاری رہی اور سات سو مغل مارے گئے ۔ ہر چند کوشش کی

---

۱ الیٹ کے ترجمہ میں یہ فقرہ نہیں ہے ۔

۲ ایک اونچا اور چوڑا مینار تین کشتیوں پر تیار کیا گیا ۔ اس میں یہہ سہولت تھی کہ قلعہ کے قریب تک لایا جاسکتا تھا ۔

Marfat.com

مگر قلعه فتح نه هوسکا - سر کوب کا ایک حصه دشمن نے گولے مار مار کر توڑدیا (۱) صبح سویرے سر کوب کو پھر سے درست کیا جب افغانوں نے دیکھا که لشکر قوی هے اور امروز فردا میں بادشاه اور اس کے اُمرا قلعه کو فتح کرلیں گے ، تو اُنھوں نے صلح کرلی -

بخواهش نمودن زباں برکشاد | بسے آفریں شاہ را کرد یاد
که چوں درجهاں اوست هوشتیار تر | جهاں داری اورا سزاوار تر
اگر میل دارد به جانے خوشم | به دندان گرفته بخدمت کشم

یعنی اماں طلب کی تاکه قلعه آپ کے حواله کریں - بادشاه نے اماں دی اور قلعه پر قبضه کرلیا - رومی خاں نے قلعه کے اندر کے توپچیوں میں سے جو افغانوں کی فوج میں تھے تین سو آدمیوں کے دونوں هاتھ کٹوادئے - بادشاه رومی خاں کی اس حرکت پر بہت غصه هوئے اور فرمایا که جب ان آدمیوں نے اماں طلب کی تھی تو یه مناسب نه تھا که ان کے هاتھ کاٹے جاتے (۲) قلعه فتح کرنے کے بعد بادشاہ نے ایک جشن منایا اور اُمرا کو بھی شریک کیا - ان کو خلعتیں عطا کیں اور سب کو بڑے بڑے عہدے دیے اور رومی خاں سے دریافت کیا که قلعه چنار کو تم نے کیسا پایا - اوس نے عرض کیا که اگر ایسا قلعه میرے هاتھ میں هو تو میں کسی کو اس کے قریب نه آنے دوں - اس کے بعد دریافت کیا که اس قلعه کو تمهاری رائے میں کسے دیا جائے - عرض کیا - ان اُمرا میں سے بجز بیگ میرک کے میں کسی کو اس کا مستحق نہیں سمجھتا - بادشاہ نے قلعه کو بیگ میرک کے سپرد کیا - اس سے سب امیر رومی خاں کے مخالف هوگئے اور مخالفت کی بنا پر سب نے متفق هوکر رومی خاں کو زهر دیدیا - جس سے اُس کا انتقال هوگیا - (۳)

---

۱ پیش نظر نسخوں میں کتابت کی غلطی معلوم هوتی هے -" بطرف جنگ " کی جگه غالباً " بضرب تفنگ" هونا چاهئے الیٹ کے نسخه میں اس جگه " به ضرب زنگ " هے - (صفحه ۱۴۰) -

۲ تاریخ کی دوسری کتابوں میں توپچیوں کے هاتھ کٹوانے کا واقعه مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا هے مثلاً ابوالفضل کے نزدیک اس کا ذمه دار موید بیگ تھا - نظام الدین احمد بخشی نے اس حکم کو همایوں کی طرف منسوب کیا هے وہ لکھتا هے که "تو پچیانے که درآں قلعه بودند بحکم اشرف مقطوع الید گشتند" (اکبر نامه صفحه ۱۵۴ طبقات اکبری صفحه ۲۰۲) لیکن همایوں کی فطرت سے یه امر بعید معلوم هوتاهے که اس نے هاتھ کٹوانے کا حکم دیا هو - اس لیے جوهر کا بیان هی صحیح سمجھنا چاهئے -

۳ پیالهٔ رحلت سرائے بقا دادند -

Marfat.com

چوتھی فصل

بادشاہ کا بنگالہ (۱) کی طرف کوچ فرمانا

چنار کا قلعہ فتح ہونے کے بعد بادشاہ وہاں سے روانہ ہوئے اور بنارس کے قریب قیام کیا اور شیر خاں سوری کے متعلق دریافت کیا کہ کیا خبر ھے ۔ رائے بوچا (۲) نے عرض کیا کہ شیرخاں بنگالہ کا محاصرہ کیے ہوئے ھے اور تباہ کرچکا ھے۔ اور اس بات کا اندیشہ ھے کہ وہ جلدھی بنگالہ پر قابض ہوجائے گا ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک افغان بنگالہ کے محاصرہ میں مصروف ھیں مناسب معلوم ہوتا ھے کہ ہم قلعہ روھتاس اور بہرکنڈہ کی طرف متوجہ ہوں ۔ چنانچہ بادشاہ بہرکنڈہ کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے سون پر پہنچے تھے کہ خبر ملی کہ شیر خاں نے بنگالہ (۳) پر قبضہ کرلیا ، اور اس کو اپنے تصرف میں لے لیا اور ملک بنگالہ کا خزانہ رھتاس اور بہرکنڈہ میں لے آیا ۔ بادشاہ نے مرزا ھندال اور یادگار خسرو اور کوکلتاش کو دھلی کی جانب رخصت کیا اور (فرمایا) کہ مرزا یادگار ناصر اور فخر علی بیگ پایۂ تخت دھلی میں ٹھہریں اور مرزا ھندال اور نور محمد مرزا اور خسرو کوکلتاش دارالخلافہ آگرہ میں اقامت پذیر ہوں ۔ جب ان لوگوں کو دھلی اور آگرہ کی طرف روانہ کردیا تو خود بادشاہ بہرکنڈہ کے قلعہ کی طرف بڑھے ۔ شاھی

---

۱ قرون وسطیٰ میں اکثر "بنگالہ" ھی استعمال ہوتا تھا۔ جوھر نے بھی اسی طرح لکھا ھے ۔ چنانچہ ترجمہ میں اوسی طرح قائم رکھا ھے ۔ خواجہ حافظ رح کا مشہور شعر ھے :

شکر شکن شوند همه طوطیان هند ز ین قند پارسی که به بنگاله می‌رود

۲ رائے بوچا ۔ پیش نظر نسخوں میں یہ نام اسی طرح ھے۔ اسٹورٹ کے ترجمہ میں اس کو "رائے پوجا راجہ بنارس" لکھا ھے۔

۳ غور جیسا کہ پہلے بتلایا گیا ھے جوھر نے " بنگالہ " لکھا ھے ، لیکن اس سے مطلب غور ھی ھے۔ جو بنگال کا پایہ تخت تھا ۔

Marfat.com

لشکر بھر کنڈہ کے اطراف میں پہنچ گیا۔ بادشاہ نے قبل حسین ترکمان (۱) کو بطور قاصد شیر خاں کے پاس بھیجا اور فرمان صادر کیا کہ چتر اور تخت اور خزانہ ہماری درگاہ میں بھیج دے اور ملک بنگالہ اور قلعہ رھتاس کو خالی کر کے شاہی ملازموں کے سپرد کردے۔ اس کے بدلے قلعہ چنار، شہر جونپور اور ہر وہ مقام جو اس کو پسند ہو، دیدیا جائے گا۔ شیر خاں نے اس کو منظور نہیں کیا اور کہا کہ میں نے پانچ چھ سال کی مسلسل جد و جہد کے بعد تلوار کے زور سے بنگالہ فتح کیا ہے اور میرے لشکر کا بیشتر حصہ اس میں مارا گیا ہے پھر میں کس طرح بنگالہ کا ملک دے سکتا ہوں۔ اسی اثنا میں شاہ بنگالہ کی عرضداشت آئی کہ بادشاہ کوچ کرتے ہوئے گڑھی (۲) کی طرف تشریف لائیں۔ اس عرضداشت کو سنتے ہی بادشاہ نے کوچ کیا، اتنے میں حسین ترکمان جو قاصد ہوکر گیا ہوا تھا واپس آیا اور عرض کیا کہ شیر خاں نے شاہی فرمان قبول نہیں کیا اور پہاڑ کے پیچھے سے بنگالہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ شاہی لشکر مینہ (۳) کے قریب پہنچا تھا کہ سید محمود شاہ بنگالہ جو شکست خوردہ اور زخمی تھا، حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کیا کہ بنگالہ میں ہمارے پاس اس قدر ذخیرہ ہے کہ اگر ہاتھ آ جائے تو ساری دنیا کے خراج کے برابر ہوگا۔ بادشاہ نے تسلی بخش اور شفقت آمیز الفاظ سے اس کو سرفراز فرمایا کہ تمہارا ملک فتح کرنے کے بعد تم ہی کو واپس کر دیا جائے گا اور کہا کہ ہمت سے کام لو، مردوں کے ساتھ یہی ہوتا چلا آیا ہے۔ بادشاہ نے جہانگیر قلی بیگ، بیگ علی، زندار بیگ، مغل بیگ، حاجی محمد کوکہ، علی خاں مہاولی (۴) حیدر بخشی اور مہر زنبور (۵) اور چند امرا کو مقرر کیا کہ بنگالہ کی طرف جائیں

۱ پیش نظر نسخوں میں یہ نام اسی طرح ہے۔ مولوی ذکاءاللہ نے تاریخ ہند (جلد سویم صفحہ ۱۵۳) میں بھی قبل حسین ترکمان ہی لکھا ہے۔ مولوی احمدالدین نے اپنے ترجمہ میں صرف حسین ترکمان لکھا ہے

۲ یہ مقام بہار و بنگال کی سرحد کے قریب تھا۔

۳ مینہ۔ ولیم ارسکن نے بھی اپنی تاریخ میں اس مقام کا نام مونیہ لکھا ہے جو آرہ اور دیناپور کے درمیان گنگا اور سون کے سنگم پر واقع ہے (جلد دویم صفحہ ۱۳۴)۔

۴ اکبر نامہ میں علی خاں مہاونی ہے۔ مولوی ذکاءاللہ نے مہاوتی لکھا ہے۔ ابوالفضل کی مرتب کردہ فہرست ان ناموں سے کچھ مختلف ہے۔ (اکبرنامہ دفتر اول ص ۱۵۲)۔

۵ مہر زنبور۔ یہ نام ہر نسخہ میں مختلف طریقہ پر لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتبوں نے بغیر سمجھے ہوئے نقل کر دیا ہے۔ عبدالسلام کلیکشن کے نسخہ میں مہر زنبور لکھا ہے۔ شیفتہ کلیکشن اور دہلی کے نسخہ میں میر زانبور پڑھنے میں آتا ہے۔ اسٹورٹ نے اپنے ترجمہ میں ان ناموں کے لکھنے کی زحمت ہی نہیں فرمائی۔ صرف جہانگیر قلی کے نام پر اکتفا کیا ہے (ترجمہ اسٹیورٹ ص ۱۲۔ نسخہ عبدالسلام کلیکشن ص ۱۱۳)۔

Marfat.com

اور گڑھی پر قبضہ کرلیں - امرائے مذکور حکم ملتے ہی روانہ ہو گئے - گڑھی کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ شیر خاں کا بیٹا جلال خاں اس جگہ موجود ہے - شاہی امرا لڑنے کے لیے آگے بڑھے اور گڑھی کے قریب ایک وسطی مقام (۱) پر آگئے جلال خاں نے اپنے آدمیوں کو متعین کیا (اور کہا کہ) ایک طرف گنگا ہے اور دوسری طرف پہاڑ جہاں ایک تنگ راستہ ہے، اس تنگ راستہ سے جا کر پیش قدمی کرو - چنانچہ لشکر کے پیچھے سے آکر اسی تنگ راستہ پر قبضہ کر لیا - اور وہ خود بھی اسی طرف سے فوج کو ترتیب دے کر لایا اور جنگ شروع کر دی - بادشاہ کے امرا نے شکست کھائی - علی خاں مہاولی اور حیدر بخش شہید ہوئے یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو وہ بہت رنجیدہ ہوئے - وہ امرا جو زندہ بچ گئے تھے بادشاہ کی خدمت میں کہل گرام (۲) کے مقام پر حاضر ہوئے - اب گڑھی کی طرف سے کوچ کیا - اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بارش شروع ہو گئی - چند گھنٹوں کے بعد جب بارش بند ہو گئی تو شامیانے اور خیمے نصب کئے گئے اور حاجی محمد بیگ کو مقرر کیا گیا کہ گڑھی کی خبر لائے اور یہ کہ جلال خاں کہاں ہے - حاجی محمد گیا اور خبر لایا کہ جلال خاں گڑھی میں موجود ہے - اور شیر خاں نے اپنے بیٹے جلال خاں کو لکھا ہے کہ میں خزانہ رہتاس روانہ کرتا ہوں - جب تک میں اس کام کو مکمل کروں تم بہرکنڈہ کی طرف سے ہوتے ہوئے آؤ تاکہ بادشاہ بنگالہ میں آجائیں - اس کے بعد مہم کے متعلق جو مناسب ہوگا، کیا جائے گا - اور دیکھیں کیا ہوتا ہے - جب جلال خاں کو خبر ملی کہ شیر خاں رہتاس پہنچ گیا، تو وہ بھی گڑھی کو چھوڑ کر چلا گیا (۳) اور آدھی رات گئی تھی کہ حاجی محمد قشقہ اور مغل بیگ نے آکر مبارک باد پیش کی کہ جلال خاں گڑھی کو چھوڑ کر چلا گیا ہے - اسی وقت بادشاہ نے بنگالہ (غور) کی جانب کوچ کیا اور چند روز بعد (غور) پہنچ گئے (۴)

---

۱ جائے قلب -

۲ اکبر نامہ (مطبوعہ کلکتہ) میں کہلگام لکھا ہے - ارسکن نے بھی کہلگام ہی لکھا ہے دیکھو (اکبر نامہ جلد دویم ص ۱۲۶) -

۳ گڑھی سے روانہ ہونے سے پہلے جلال خاں نے ہمایوں کی فوج کے ایک دستہ کو جو جہانگیر قلی کی سرکردگی میں آگے بڑھ گیا تھا شکست دی - جوہر نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے، لیکن اور تاریخوں میں یہ واقعہ موجود ہے (طبقات اکبری ص ۲۰۰) -

۴ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جلال خاں نے ہمایوں کو روکے رکھا اور اس عرصہ میں شیر شاہ کو موقع مل گیا کہ بنگال کا خزانہ غور سے روھتاس گڑھ منتقل کردے -

ملک بنگالہ کے باشندے افغانوں کے ظلم و ستم سے خستہ اور پریشان حال تھے ۔ غور میں ہر طرف مردے پڑے ہوئے تھے اور گلیوں اور بازاروں میں تعفن پھیلا ہوا تھا ، لیکن بادشاہ کے مبارک قدموں کی برکت سے تھوڑے ھی عرصہ میں از سر نو اباد ہوگیا ۔ ملک بنگالہ کو بادشاہ نے اپنے خاص آمرا میں تقسیم کردیا اور یہاں نو ماہ تک مقیم رہے (۱) اور اس قدر عیش و آرام میں محو رہے کہ ایک ماہ تک بادشاہ کو کوئی نہ دیکھ سکا ۔ کیونکہ وہ محل کے اندر ہمیشہ خلوت میں رہتے تھے ۔ یہاں تک کہ خبر پہنچی کہ شیر خاں نے بنارس پر قبضہ کرلیا ہے ۔ اور میر نذرین کو مع سات سو مغلوں کے قتل کردیا ہے (۲) اور قلعہ چنار و جون پور کا محاصرہ کیے ہوئے ہے اور اپنی فوجیں قنوج تک بھیج کر اس پر بھی قبضہ کرلیا ہے ۔ اور میران سید علاؤالدین بخاری کے خاندان کو قید کرکے روھتاس بھیج دیا ہے ۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو ان کو اس کا یقین نہیں آیا کیونکہ (ان کے خیال) میں شیر خاں کی یہ مجال نہ تھی کہ ایسا کرسکے ۔ پھر مجلس خاص بلائی اور آمرا سے دریافت کیا کہ ملک بنگالہ کس کے سپرد کیا جائے ۔ آمرا اور ارکان دولت نے عرض کیا کہ حضرت بادشاہ جس کو مناسب اور مستحق خیال فرمائیں اس کو بخش دیں ۔ شاہی حکم ہوا چوں.کہ زاھد بیگ ہمیشہ سے ہمارے لطف و کرم کا خواہاں اور امید وار رہے ، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بنگالہ کی حکومت اسی کے سپرد کی جائے ، اور چند آمرا کو مثلاً حاجی محمد کوکا ، قاسم بیگ و زندار بیگ کو اس کے ساتھ متعین کیا جائے ۔ زاھد بیگ نے اسی مجلس میں عرض کیا کہ کوئی اور جگہ ایسی نہیں جو میرے قتل کے لیے مقرر ہوسکے کہ آپ بنگالہ میں مجھے متعین فرما رہے ہیں ۔ اس جواب پر بادشاہ کو بے حد غصہ آیا اور فرمایا کہ اس بزدل کو ابھی قتل کیا جائے ۔ زاھد بیگ اٹھ کھڑا ہوا اور باہر چلا گیا ۔ حضرت بیگہ بیگم (۳) نے ہر چند درخواست کی کہ میری خاطر اس کا گناہ بخش دیا

---

۱ طبقات اکبری اور فرشتہ نے تین ماہ لکھا ہے ۔ (طبقات ص ۲۰۰ ۔ فرشتہ جلد اول ص ۴۰۵) ۔
۲ پروفیسر قانون گو اپنی تاریخ شیر شاہ میں لکھتے ہیں کہ جوھر نے یہ نہیں بتلایا کہ سات سو مغلوں کو شیر شاہ نے کس جگہ قتل کیا ' لیکن پیش نظر نسخوں سے صاف ظاھر ہے کہ یہ واقعہ بنارس میں ہوا ۔ غالباً پروفیسر مذکور کے نسخہ میں عبارت مختلف ہوگی (شیر شاہ ص ۱۷۰) ۔ میر نذرین صحیح نہیں معلوم ہوتا ۔ ارسکن اور دوسرے مورخوں نے میر فضل لکھا ہے ۔ (ارسکن جلد دوم ص ۱۵۱) ۔ میر فضل بنارس کا حاکم تھا ۔
۳ بیگہ بیگم ھمایوں کی بیوی کا نام تھا ۔

Marfat.com

جائے اور حضور اس کے خون سے در گذر فرمائیں، اور تشفی تسلی دے کر اس کو بنگالہ میں چھوڑ دیں، لیکن بادشاہ نے قبول نہ کیا اور اُس کو سزا کا حکم دیا۔ بیگہ بیگم نے زاھد بیگ سے کہلا بھیجا کہ میں نے تمہارے قصور کی معافی کے لیے بادشاہ سے بہت کچھ درخواست کی، مگر قبول نہ ہوئی اب اپنی فکر خود کرو۔ بیگہ بیگم کو اُس کے ساتھ اتنی ہمدردی اس لیے تھی کہ اُس کی ہمشیرہ زاھد بیگ کے گھر میں تھی۔ اب زاھد بیگ نے یہی بہتر سمجھا کہ وہاں سے فرار ہوجائے۔ پس حاجی محمد کوکہ اور زندار بیگ کو زاھد بیگ نے ورغلایا اور تینوں متفق ہوکر فرار ہوگئے، اور آگرہ پہنچے اور مرزا ہندال کو فریب دے کر بغاوت پر آمادہ کیا۔ مرزا ہندال چاہتا تھا کہ اُن کے اور خسرو کوکلتاش اور چند دوسرے امیروں کے مشورے سے جو وہاں موجود تھے خطبہ اپنے نام پر پڑھوائے (لیکن) نورالدین محمد مرزا نے مرزا ہندال سے کہا کہ تم شیخ پھول کو قتل کردو۔ تا کہ ہم کو یقین آجائے کہ تم بادشاہ سے واقعی برگشتہ ہوگئے ہو۔ اُس وقت ہم بھی تمہاری اطاعت کریں گے اور تمہارے نام کا خطبہ پڑھیں گے۔ پس مرزا ہندال نے نورالدین محمد مرزا کو حکم دیا کہ جاؤ اور شیخ پھول کو حیلہ سے ختم کردو۔ پھر شیخ پھول پر بہتان لگایا کہ تم نے شیر خاں کو سامان جنگ بھیجا۔ اور اُس سے خط و کتابت کی۔ اس بہانہ سے شیخ مذکور کو قتل کردیا گیا۔ اس کے بعد مرزا ہندال کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

جب یہ خبر لاہور میں مرزا کامران کو پہنچی کہ بادشاہ بنگالہ میں ھیں اور مرزا ہندال دھلی میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوا رہا ہے تو اُس نے کہا کہ یہ اچھا نہ ہوا۔ چنانچہ اُس نے اُمرا سے مشورہ کیا کہ دھلی اور آگرہ جاکر اس فتنہ کو فرو کرنا چاہیئے۔ اور کوچ کرتا ہوا دھلی کی طرف روانہ ہوا۔ مرزا یادگار ناصر و فخرالدین علی بیگ دھلی میں قلعہ کے اندر موجود تھے اور مرزا ہندال دھلی کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ جب شیخ پھول کے مارے جانے اور مرزا ہندال کے نام سے خطبہ پڑھے جانے کی خبر بنگالہ میں بادشاہ کو پہنچی تو وہ نہایت پریشان ہوئے اور خان خاناں لودھی کو متعین کیا کہ جائے اور منگیر میں ٹھہرے اور اُس وقت تک وہیں قیام کرے جب تک عقب سے لشکر نہ پہنچے۔ خان خاناں مذکور رخصت ہوکر آیا منگیر میں قیام پذیر ہوا۔ بادشاہ بنگالہ کے انتظامات کی طرف

Marfat.com

متوجہ ہوئے کہ کس کو وہاں چھوڑیں - آیا جہانگیر قلی بیگ ، شادمان بیگ ، نہال ابوتراب بیگ اور چند اور آمرا کو وہاں چھوڑیں - آخر یہ طے پایا کہ جہانگیر قلی بیگ ، نہال بیگ اور چند دوسرے امیروں کو بنگالہ میں چھوڑ جائیں - چناں چہ وہ خود وہاں سے روانہ ہوئے اور منگیر کی طرف چلے - اسی اثنا میں یہ خبر موصول ہوئی کہ خواص خان نے یورش کر کے منگیر کے دروازوں کو جلا ڈالا اور خانخانان لودھی کو زندہ گرفتار کر کے شیر خاں کے پاس لے گیا - بادشاہ اس خبر سے بہت متردد ہوئے (۱) اور مرزا عسکری سے فرمایا کہ تم اپنی چار آرزوئیں مجھ سے طلب کرو - مرزا نے عرض کیا کہ میں اپنے امیروں سے مشورہ کر کے عرض کروں گا - حکم ہوا کہ ایسا ھی کرو - مرزا نے اپنے امیروں پوچھا کہ بادشاہ سے کیا مانگوں - آمرا نے عرض کیا کہ ہم آپس میں مشورہ کر کے آپ کو بتائیں گے -

مرزا کے امیروں نے سوچا کہ پہلے مرزا ھی سے معلوم کرنا چاہیے کہ ان کی اپنی کیا خواھش ھے - چناں چہ وہ آئے اور مرزا سے دریافت کیا کہ اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ھے - مرزا نے کہا کہ کچھ مال اور جنس اور کچھ بنگالہ کا سامان ، چند خوب صورت کنیزیں اور چند خواجہ سرا لینا چاھتا ہوں - مرزا کے آمرا کو اس جواب سے بڑا تعجب ہوا - مرزا نے جب یہ دیکھا کہ آس کے آمرا اس رائے سے متفق نہیں اور اس سے آن کا مقصود حاصل نہیں ھوسکتا تو اصرار کے ساتھ دریافت کیا کہ اس بارے میں آن کی کیا رائے ھے ، بتلائیں - آمرا نے عرض کیا کہ اس وقت بادشاہ کا شیر خاں سے مقابلہ ھے - سرفروشی اور سپہ گری کا وقت ھے آپ کو چاھیئے کہ اس موقعہ پر بادشاہ سے بہادر اور دلیر سپاھی اور کچھ آزمودہ کار آدمی اور ایک کثیر رقم کا مطالبہ کریں اور درخواست کریں کہ یہ مہم ھمارے سپرد کی جائے - پھر ہم جانیں اور شیر خاں -

مرزا عسکری نے اس رائے کو پسند کیا اور بادشاہ کی خدمت میں یہی عرض

---

۱ اس موقع پر یہ بتانا بے محل نہ ہوگا کہ ھمایوں نے اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر کے اپنی قوت کو کمزور کردیا تھا - فوج کا ایک حصہ خانخانان لودھی کے ھمراہ منگیر چلا گیا ، دوسرا حصہ جہانگیر قلی کے پاس غور میں رہا اور تیسرا حصہ خود بادشاہ کے ساتھ روانہ ھوا - شیر خاں نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا اور نہایت ھوشیاری سے تینوں حصوں کو علیحدہ علیحدہ شکستیں دیں -

Marfat.com

کیا - بادشاہ نے درخواست منظور فرمائی اور کثیر مال وزرعنایت فرمایا اور چند نامی آمرا مثلاً قاسم قراچہ ، کلاں بیگ کوکہ ، بابا شیخ قوربیگی اور چند اور ہوشیار آمرا کی ایک جماعت اس کے ساتھ کردی اور شیر خاں کے خلاف مہم پر روانہ کیا اور ہدایت کی کہ چند منزل آگے جائیں اور گڑھی سے گزر کر کھل گرام میں لشکر کے پہنچنے تک انتظار کریں اور شیر خاں کی بابت خبریں معلوم کرکے بادشاہ کو مطلع کرتے رہیں -

چناں چہ شاہی حکم کے بموجب مرزا کوچ کرتا ہوا کھل گرام پہنچا - وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ شیر خاں کے لشکر نے چنار اور جون پور کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا ہے اور قنوج تک تمام ملک پر قابض ہے - نیز یہ کہ اس نے اپنا تمام لشکر رہتاس کے اطراف و اکناف میں جمع کرکے راستے بند کردیے ہیں -

مرزا عسکری نے بادشاہ کی خدمت میں عرض داشت بھیجی - بادشاہ بنگالہ (غور) سے کوچ کرتے ہوئے مونگیر پہنچے - مرزا عسکری اور اس کے ساتھی آمرا بادشاہ سے دریا کے کنارے ملے - بادشاہ نے تمام مرزاؤں اور آمرا کو طلب کیا اور مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے - دریائے گنگا کو عبور کیا جائے یا نہیں - پھول بیگ اور ملا محمد فرخ علی (۱) اور دوسرے آمرا نے مشورہ دیا کہ دریا کو عبور کرنا مناسب نہیں ، بلکہ کنارے کنارے سیدھا جونپور کی طرف جانا چاہیے اور جون پور میں اس وقت تک توقف کرنا چاہیے جب تک اس علاقہ کی اور دھلی (۲) کی فوج اور ساز و سامان وہاں پہنچے تاکہ موسم برسات کے بعد فوجوں کو اکٹھا کر کے لڑائی شروع کی جائے - موید بیگ نے اس رائے کی مخالفت کی اور کہا کہ اس سے شیر خاں یہ سمجھے گا کہ بادشاہ نے اس میں تردد کیا (۳) کہ دریا کو عبور کریں اور وہ زیادہ دلیر ہو جائے گا ، اس لیے دریا کو ضرور عبور کرنا چاہیے ، اور چوں کہ جب قضا آتی ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے ، بادشاہ نے موید بیگ کی رائے کو پسند کیا اور لشکر کو دریا پار کرنے کا حکم

---

۱ بعض نسخوں میں ان دونوں امیروں کو " محرم خاص " لکھا ہے ایک نسخے میں " فرخ علی " کی جگہ " فرع علی " لکھا ہے ، جو غالباً کتابت کی غلطی ہے - پھول بیگ - یہ یقینی امر ہے کہ یہاں شیخ پھول سے مراد نہیں - اس وقت جو نسخے پیش نظر ہیں ان میں صاف طور پر پھول بیگ لکھا ہے - لیکن صحیح پہلوان بیگ معلوم ہوتا ہے -

۲ " لشکر آن ولایت دھلی " غالباً آن ولایت یعنی جونپور اور دھلی کے درمیان ' و ' رہ گئی ہے -

۳ ملاحظہ کردند -

Marfat.com

جاری فرما دیا ۔ اگرچہ پھول بیگ و ملا احمد فرخ علی نے بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ رائے کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتی ، حضرت پر یہ روشن ہو جانا چاہیے (۱)۔

غرض کہ جب تمام لشکر دریا کے پار ہوگیا اور کوچ کرتا ہوا حضرت شیخ یحییٰ منیری (۲) کے مقبرے کے پاس پہنچا تھا کہ چنداول (۳) کے کچھ لوگ آئے اور بادشاہ سے عرض کیا کہ افغانوں کا لشکر عقب سے نمودار ہوا ہے۔ بادشاہ نے حکم صادر فرمایا کہ منادی کر دی جائے کہ تمام سپاہی اپنا اپنا سامان ساتھ رکھیں۔ پھر وہاں سے روانہ ہوے۔ دوسرے دن خبر ملی کہ آج دونوں لشکر مقابل ہوئے اور تیر و تفنگ سے جنگ ہوئی۔

تیسرے دن پھر کوچ کیا ۔ خبر ملی کہ اس کوہ شکن توپ کو جس سے قلعہ چنار کے برج کو منہدم کیا تھا اور جو کشتی میں تھی ، افغان لے گئے۔ بادشاہ نے سپاہیوں کو مسلح ہو کر سوار ہو جانے کا حکم دیا۔ چوتھے دن لشکر کے سپاہی مسلح ہو کر سوار ہو گئے ۔ ایک پہر دن گذرا تھا کہ چوسہ پر پہنچ گئے ۔ ہنوز لشکر نے پڑاؤ نہ کیا تھا کہ مشرق سے بے اندازہ غبار اٹھتا دکھائی دیا ۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ معلوم کرو ، یہ غبار کیسا ہے ، کچھ ہی دیر گزری تھی کہ لوگوں نے خبر دی کہ شیر خاں یلغار کرتا ہوا آ پہنچا ہے۔ بادشاہ نے امرا سے مشورہ کیا کہ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے ۔

قاسم حسین سلطان نے عرض کیا کہ شیر خاں آج اٹھارہ انیس کوس چل کر آیا ہے ، اس کے گھوڑے خستہ ہو گئے ہیں اور ہمارے لشکر کے گھوڑے نسبتاً

---

۱ ہمایوں نے اس موقع پر غلط مشورے پر عمل کیا ' اس وقت یہی مصلحت تھی کہ دریا کو عبور نہ کرتا اور کسی محفوظ راستہ سے جونپور پہنچ جاتا ۔ ابوالفضل نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ یہ بہتر ہوتا کہ اس وقت جنگ ملتوی کر دی جاتی ، لیکن اس نے اپنے مخصوص طرز میں اس خیال کو ظاہر کیا ہے۔

۲ شیخ شرف الدین یحییٰ منیری ۔ آپ کے حالات مختلف تذکروں میں ملتے ہیں ۔ ثمرات القدس میں مفصل ذکر ہے۔

۳ چنداول- یہ ترکی لفظ ہے ، اس کے معنی ہیں فوج کا وہ دستہ جو فوج کے پیچھے پیچھے حفاظت کے لے چلتا ہے بخلاف ہراول کے جو حفاظت کے لیے فوج سے آگے چلتا ہے۔ اصل نسخہ میں چنڈول ہے ۔

Marfat.com

(۱)قابل جنگ ھیں - اس لیے آج ھی لڑنا چاھیے - دیکھیے خدائے تعالیٰ کس کو فتح نصیب فرمائے (ع) ''تا درمیان خواستہ' کردگار چیست ''۔

بادشاہ نے اس کو منظور کر لیا، لیکن موید بیگ کو یہ رائے پسند نہیں آئی - اس پر بادشاہ نے بھی موید بیگ سے اتفاق کرتے ہوے فرمایا کہ جنگ میں توقف کرنا چاھیے - عجلت مناسب نہیں - جب امرا اور سپاھیوں نے زبان مبارک سے یہ بات سنی تو اُن کا دل ٹوٹ گیا -

(بہر حال) لشکر نے قیام کیا اور شیر خاں نے بھی اپنے لشکر کو مقابل ھی ٹھہرا دیا اور مٹی کا عارضی قلعہ تیار کیا اور اپنی ساری فوج کو اُس کے اندر لے لیا- (تقریباً) دو ماہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے اور روزانہ ھی آپس میں لڑائی ھوتی تھی اور جانبین کے آدمی کام آتے تھے - ڈھائی ماہ بعد برسات کا زور ھوا اور شیر خاں کے قلعہ میں پانی بھر گیا - چنانچہ وھاں سے سیدھی جانب تین چار کوس ھٹ کر ایک پہاڑ کے دامن میں شیر خاں نے پڑاؤ کیا اور روزانہ کی جنگ بند ھو گئی (۲) آخر یہ مصلحت سمجھی کہ شیر خاں کے سامنے صلح کی تجویز پیش کریں اور صلح کر لی جائے - چنانچہ مشیخت مآب سلالۃ المشائخ شیخ خلیل کو جو قطب الاقطاب شیخ الاسلام حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے ، شیر خاں کے پاس مصالحت کے لیے روانہ کیا گیا - شیخ مذکور نے وھاں پہنچ کر شیر خاں کو بہت کچھ نصیحت کی - وہ صلح پر راضی ھو گیا اور کہنے لگا کہ اس شرط پر کہ قلعہ چنار مجھے دیدیا جائے (صلح ھو سکتی ھے) -

شیخ مذکور نے بادشاہ کو لکھا کہ شیر خاں قلعہ چنار سے متعلق گفت و شنید کررھا ھے اگر قلعہ اس کو دیدیا جائے تو وہ مصالحت کے لیے رضامند ھے - بادشاہ کے امراء نے اس کو مصلحت کے خلاف سمجھا کہ قلعہ چنار شیر خاں کو دیا جائے آخرکار

---

۱ پیش نظر نسخوں میں کتابت کی غلطیوں سے عبارت بے ربط ھوگئی ھے - ترجمہ ارسکن اور اسٹورٹ کی عبارات کی مدد سے کیا گیا ھے -

۲ مسلم یونیورسٹی کے نسخہ میں '' جنگ ھر روزہ ھر طرف شد'' تحریر ھے - یہ غلط معلوم ھوتا ھے - دھلی کے نسخہ میں ''بر طرف'' صحیح معلوم ھوتا ھے۔

Marfat.com

اسی وجہ سے صلح کا معاملہ ختم ہوگیا (۱) ۔

---

۱ فرشتہ ، نظام الدین اور بدایونی نے اس واقعہ کو مختلف طریقہ پر بیان کیا ہے ' بدایونی کا قول ہے کہ ہمایوں نے پہلے ملامحمد برغری کو شیر خاں کے پاس صلح کا پیغام لے کر بھیجا تھا ۔ اس پر شیر خاں نے اپنے مرشد شیخ خلیل کو ہمایوں کے پاس قاصد بنا کر روانہ کیا اور یہ شرط پیش کی اس کو (شیر خاں کو) بنگال کا ملک دیدیا جائے ' لیکن جوہر نے چنار کے قلعہ کا ذکر کیا ہے ۔ ہم ان دونوں روایتوں سے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ شیر خاں بنگال کے علاوہ چنار پر بھی اپنا قبضہ چاہتا تھا۔ ہمایوں اس وقت سخت فکرمند تھا کہ کیا کرے ، ادھر اس کے بھائی ہندال اور کامران مرزا نے دھلی اور آگرہ میں بغاوت کا علم بلند کر رکھا تھا ۔ شیر خاں اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا ۔ اس کو یقین تھا کہ اس نازک وقت میں جو شرط بھی میں پیش کروں گا وہ منظور ہوگی ' ایسی صورت میں محض قلعہ چنار طلب کرنا سمجھ میں نہیں آتا ۔ بلکہ یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ملک بنگال کے ساتھ ساتھ چنار کے مضبوط اور اہم قلعہ اور اس کے قرب و جوار کے علاقہ کو بھی قبضہ میں رکھنے کی شرط کی ہوگی تاکہ شاہان دھلی کے حملوں سے بنگال کو محفوظ رکھنے کا مکمل انتظام کیا جاسکے ۔ نظام الدین ' فرشتہ اور بدایونی کے مطابق صلح مکمل ہوگئی تھی اور شیر خاں نے کلام اللہ کی قسم کے ساتھ شرائط صلح کی پابندی کرنے کا وعدہ کیا تھا ' لیکن بعد میں دھوکہ سے اس وقت حملہ کردیا جب کہ مغلیہ فوج کو اطمینان ہوگیا تھا کہ اب لڑائی نہ ہوگی ۔ ان مورخوں کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ شیخ خلیل کو جو شیر شاہ کے پیر تھے خود شیر شاہ ہی نے ہمایوں کے پاس پیغام صلح لے کر بھیجا تھا ۔ شیر شاہی اصول سیاست سے یہ امر بعید نہیں معلوم ہوتا کہ دھوکہ دے کر مخالفین پر کامیابی حاصل کی جائے ' لیکن ہم اس کو بھی نظر انداز نہیں کرسکتے کہ جوہر نے صاف طور پر کہا ہے کہ صلح نہیں ہوئی تھی ۔

جوہر اور عباس سروانی مصنف تاریخ شیر شاہی ، اس پر متفق ہیں کہ شیخ خلیل کو ہمایوں نے بھیجا تھا ۔ (دیکھو طبقات اکبری صفحہ ۲۰۱ ۔ منتخب التواریخ بدایونی نولکشور ایڈیشن صفحہ ۳۴۹ ۔ تاریخ فرشتہ بمبئی ایڈیشن ۔ جلد اول صفحہ ۴۰۶ ۔ تاریخ شیر شاہی نقل نسخہ حبیب گنج صفحہ ۴۳) ۔

Marfat.com

پانچویں فصل

افغانوں کا شب خون مارنا

جب صلح کا معاملہ ختم ہوگیا ' تو شیر خاں نے اپنے امراء کو طلب کیا اور کہا ' کیا امراء میں کوئی ہےجو تلوار باندھےاور مغل بادشاہ کے لشکر میں جائے۔ افغان امراء میں سے کسی نے بھی جرأت نہیں کی (لیکن) خواص خاں تیار ہوگیا اور اس نے کہا کہ نامی جوان ' مست ہاتھی اور بہادر فوج مجھے عنایت کی جائے۔ میں بادشاہ کے لشکر میں جاتا ہوں اور اپنی امکانی کوشش کروں گا۔ آگے جو کچھ بھی ہو۔ یہ خدمت ایک سعادت ہے' دیکھیے خدا کس کو عطا فرماتا ہے۔

شیر خاں نے بہت سے سپاہی اور جنگ آزمودہ ہاتھی خواص خاں کے سپرد کیے۔ خواص خاں نے مصلحتاً حیلہ کیا کہ دن میں جنگ کرنا اس کے امکان سے باہر ہے۔ اس لیے وہ شبخون مارے گا اور لشکر سے باہر آگیا (۱)۔

شیخ خلیل نے بادشاہ کو لکھا کہ ہم نے شیر خاں کو صلح پر راضی کرلیا تھا۔ لیکن معاملہ طے نہیں ہوسکا۔ آج ظہر کے وقت خواص خاں ایک بڑی فوج کو لیے لشکرگاہ سے باہر آگیا ہے' آپ ہوشیار رہیں ممکن ہے کہ کوئی حرکت (آپ کے خلاف) ہو۔ بادشاہ نے بحکم " اذاجاء القضاء عمی البصر " (یعنی جب قضا آتی ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے)' اس کی مطلق پروا نہ کی۔ موید بیگ نے کہا کہ اس کا باپ غلام تھا

---

۱ پیش نظر نسخوں میں غلطیاں بھی ہیں اور اختلاف بھی۔ عبارت غلط معلوم ہوتی ہے۔ ترجمہ دھلی والے نسخہ کی عبارت کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی بعض الفاظ مشکوک معلوم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

(یعنی وہ غلاموں کی اولاد میں ہے) مقابلہ پر کیسے آسکتا ہے(۱) اور یہ نہیں سمجھا کہ اسمیں غیرت خداوندی کارفرماں ہے اور غرور و تکبر اس کو پسند نہیں۔ چشم زدن میں وہ کیا سے کیا کر سکتا ہے۔ سنو۔ جب امیر المومنین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ہندہ کے بیٹے کو نیزے سے مار ڈالا تو اس کی ماں نے شاہان روم و حبش و فرنگ و مصر و شام کے لشکر جمع کئے اور ہرمز بن نوشیرواں کے سامنے عرض کیا کہ اے ابن! عربی نژاد حمزہ نے میرے لڑکے کو مار ڈالا ہے اس لئے میں نے لا تعداد فوج جمع کی ہے اور تیرے سامنے لائی ہوں اگر تو مدد کرے تو عرب بچہ کی اولاد سے (اپنے مظلوم لڑکے کا) انتقام لوں اور مکہ کو تباہ کردوں۔ ہرمز تین لاکھ سواروں (۲) کے ساتھ مدائن سے آیا اور مکہ کی سمت روانہ ہوا۔ مکہ کے قریب پہنچ کر اُحد کی پہاڑی پر پڑاؤ کیا۔ جناب رسول مقبول کو خبر ہوئی کہ تمام روئے زمین کی فوج جمع ہو کر آئی ہے، حضرت رسول مقبول کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ ان لشکروں کی وجہ سے ہم کو کوئی فکر نہیں، کیونکہ تنہا حمزہ ان کے لیے بہت کافی ہیں۔ خدائے لایزال کی غیرت کار فرما ہوئی اور اسلام کے لشکر نے شکست کھائی (۳)۔

الغرض ساری رات غفلت میں بسر ہوئی اور علی الصباح ابھی آفتاب طلوع ہی ہوا تھا کہ خواص خان جس کی قبلہ کی طرف پشت تھی نخاس (یعنی اصطبل) پر پہنچ گیا اور وہاں لوٹ مار شروع کر دی (۴) تمام لشکر میں ہل چل مچ گئی۔

---

۱ اس مقام پر کتابت کی غلطی سے عبارت مسخ ہوگئی ہے، پیش نظر نسخوں کے الفاظ یہ ہیں: ''کہ جد آن غلام شد کہ اول صاحب او نتواند . . . '' اس قدر یقینی ہے کہ جوہر ملک خواص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ '' وہ غلام زادہ ہے '' خواص خاں کے باپ کو فرشتہ نے '' ملک سکھہ نام غلام او '' اور نظام الدین نے '' سکہ نام او '' لکھا ہے (طبقات اکبری ص ۳۲۵ - تاریخ فرشتہ بمبئی ایڈیشن جلد اول ص ۲۱۶)۔

۲ پیش نظر نسخوں میں ''سی لکھ'' صاف طور پر لکھا ہے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتابت کی غلطی سے سہ کاسی ہو گیا ہے۔

۳ جنگ اُحد کا حال بیان کرنے میں جوہر نے غلط بیانی کی ہے اور بے بنیاد روایتوں پر اعتبار کیا ہے۔

۴ نخاس - اگر اس کو نخاس سمجھا جائے تو کیمپ کا وہ حصہ مراد ہو سکتا ہے جہاں جانور رکھے جاتے ہیں - ابو الفضل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیر شاہ نے اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا تھا - ایک حصہ جو خواص خاں کی کمان میں تھا گھوم کر مغل لشکر کے عقب میں پہنچ گیا اور اچانک ان پر حملہ کر دیا - اسی وقت دوسری طرف سے بقیہ فوج بھی مغلوں پر ٹوٹ پڑی اور ان کو مسلح ہونے تک کا موقعہ نہ دیا (اکبر نامہ دفتر اول ص ۱۰۰)۔

Marfat.com

تھوڑی دیر میں خواص خاں (۱) نے لشکر کو درہم برہم کردیا ۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو سوار ہوے اور جنگ کا نقارہ بجوایا ، کم و بیش تین سو آدمی ہوگئے ۔ دیکھا کہ ایک شخص ہاتھی پر سوار آ رہا ہے ۔ بادشاہ نے میر بچکہ کی طرف نظر کی مگر وہ آگے نہ بڑھا اور سر جھکا لیا ۔ اس کے دو بیٹے تھے ایک گرگ علی اور دوسرا ننھہ بیگ (۲) ۔ ایک کے ہاتھ میں بادشاہ کی دو نالی بندوق (۳) تھی اور دوسرے کے پاس نیزہ ۔ تینوں باپ بیٹے بہادری میں بے مثل تھے ۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ انہوں نے بھی دل چھوڑ دیا ہے اور کسی میں ہمت نہیں کہ لڑے تو بادشاہ نے گرگ علی کے ہاتھ سے نیزہ لے لیا اور ہاتھی کی طرف لپکے ، اس کی پیشانی پر نیزہ مارا ۔ ہاتھی پرھودہ میں ایک تیرانداز بیٹھا ہوا تھا ۔ اس نے بادشاہ پر تیر چلایا جو ان کے ہاتھ میں لگا ۔ نیزہ ہاتھی کی پیشانی میں اس قدر پیوست ہو گیا تھا کہ زور کرنے پر بھی نہیں نکل سکا ۔ بالآخر نیزہ کو اسی طرح چھوڑ دیا اور بادشاہ اپنے ساتھیوں میں واپس آئے اور بلند آواز سے کہا کہ آؤ حملہ کریں ، لیکن ان کے ساتھیوں میں سے کوئی ہمت افزا آواز بلند نہ ہوئی ۔ ادھر افغانوں نے تمام فوج کو زیر زبر کر دیا ۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور بادشاہ کے گھوڑے کی لگام پکڑی اور کہنے لگا کہ یہ کھڑے رہنے کا وقت نہیں ہے ، تمام جمیعت (۴) منتشر ہو گئی ۔ آپ کس کے بل پر کھڑے ہیں (۵) :

---

۱ لٹن لائبریری کے نسخہ میں "خواص خاں" کا ذکر نہیں ہے ۔ دوسرے نسخوں میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب سے چھوٹ گیا ہے ۔

۲ اسٹورٹ نے تہٹہ بیگ لکھا ہے ۔ دیکھو ص ۲۰ کلکتہ ایڈیشن ۔

۳ ذولقہ ۔ اس کا ترجمہ اسٹورٹ نے دونالی بندوق کیا ہے ۔ ص ۲۰ ۔

۴ صحبت ۔ غالباً جمیعت کی بجاے کتابت کی غلطی سے لکھا گیا ہے ۔

۵ اس جنگ کو جوہر نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ۔ لیکن بعض واقعات رہ گئے ہیں جو ابوالفضل اور گلبدن بیگم کے یہاں ملتے ہیں مثلاً بابا جلایر ، تردی بیگ اور قوچ بیگ کا اس ہنگامہ میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کے حکم سے ملکہ حاجی بیگم کو افغانوں سے بچا کر واپس لانے کے لیے جانا اور اس کوشش میں ان کا قتل ہو جانا وغیرہ (اکبر نامہ دفتر اول ص ۱۰۹) ۔

(الیٹ جلد چہارم ص ۳۷۵—۳۷۶ ۔ ہمایوں نامہ گلبدن بیگم ص ۴۱) ۔

نظام الدین اور عبدالقادر بدایونی نے لکھا ہے کہ صلح ہو گئی تھی اور شیر خان نے دھوکہ سے اس وقت حملہ کر دیا ۔ جب کہ بادشاہ ہمایوں صلح کی وجہ سے بالکل مطمئن ہو گیا تھا (طبقات ص ۲۰۱) ۔

چو بینی کہ یاران نباشند یار   هزیمت زمیدان غنیمت شمار

جب بادشاہ دریا کے کنارے پہنچے ' گردباد نامی ہاتھی ان کے همراہ تھا ۔ فیلبان کو حکم دیا کہ پل کو توڑ دے ۔

اس نے پل کو توڑ ڈالا (۱) ۔ بادشاہ نے اپنا گھوڑا پانی میں ڈال دیا لیکن وہ اس کے نیچے سے نکل گیا ۔ اسی وقت ایک شخص سامنے آیا اور مشک میں ہوا بھر کے بادشاہ سے اشارہ سے کہا کہ آپ مشک کو پکڑلیں ۔ بادشاہ نے مشک پکڑلی اور پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے ۔ اس نے کہا " نظام " ۔ ہمایون نے کہا یعنی حضرت نظام الدین اولیاءؒ (۲) القصہ بادشاہ اس خطرہ سے بچ گئے اور اس سے وعدہ کیا کہ تجھ کو تخت پر بٹھاؤں گا ۔ کچھ لوگ دریا میں ڈوب گئے ' کچھ جدا ہوگئے ۔ بادشاہ وہاں سے آگرہ تشریف لائے ۔ خبر آئی کہ میر فرید غور پیچھے سے آتا ہے دوسری خبر ملی کہ شاہ محمد افغان نے آگے راستہ روک لیا ہے ۔ اس خبر سے لشکر کے آدمی بہت هراساں اور پریشان ہوئے ۔ اس پر راجہ پربھان نے عرض کیا میر فرید غور کو جو پیچھے سے آرہا ہے میں سمجھ لوں گا ۔ آپ روانہ ہوں ۔ اس کی کیا مجال جو مقابلہ پر ٹھہر سکے ۔

---

۱ ابوالفضل ، نظام الدین ' بدایونی ' اور فرشتہ وغیرہؒ کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ پل ہمایون نے نہیں بلکہ افغانوں نے توڑا تھا تاکہ ہمایوں دریا کو عبور نہ کرسکے ۔ اکبر نامہ کے الفاظ یہ ہیں " چوں آنحضرت متوجہ پل شدند پل را شکستہ یافتند " ۔ اور یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ افغانوں نے پل کو توڑ کر مغلوں کا راستہ بند کردیا ہوگا (اکبر نامہ دفتر اول ۱۵۹ ۔طبقات ص ۲۰۱ منتخب التواریخ ۔ ص ۳۹ فرشتہ جلد اول ۲۰۶) ۔

۲ جوہر کے الفاظ یہ ہیں " یعنی حضرت نظام الدین اولیا خواهد بود " ہمایوں کو جب معلوم ہوا کہ اس نازک موقع پر اس کی جان بچانے والا نظام نامی کوئی شخص ہے تو حسن عقیدت کی بنا پر ہم نام ہونے کی وجہ سے ہمایوں کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ اس موقع پر نظام الدین اولیاء ہی کی برکت سے خدا نے میری مدد فرمائی ۔ ابوالفضل کے بیان سے اس کی تائید ہوتی ہے ' وہ لکھتا ہے کہ " آنحضرت دریں ثنا ازوے پرسیدند کہ نام توچیست او بعرض رسائید کہ نظام فرمودند کہ نظام اولیائی ؟ " (اکبر نامہ دفتر اول صفحہ ۱۵۹) ۔

فرشتہ کا قول ہے کہ ہندوستانی سپاہیوں کے علاوہ اس جنگ میں ہمایوں کے ساتھ آٹھ ہزار مغل سپاہی اور سردار کام آئے ۔ اس کے علاوہ گلبدن بیگم نے لکھا ہے کہ ہمایوں کی دو بیویاں یعنی چاند بی بی اور شاد بی بی ، ایک لڑکی عقیقہ (غالباً عفیفہ ہوگا) بیگم اور چند عورتیں اس جنگ میں ماری گئیں ، یا دریا میں ڈوب کر ہلاک ہوگئیں ۔ کیوں کہ اس کے بعد ان کی کوئی خبر نہیں ملی (گلبدن بیگم صفحہ ۳۴) ابوالفضل کے مطابق یہ "قصہ پر غصہ" ۹ صفر سنہ ۹۴۶ھ کو واقع ہوا ۔

Marfat.com

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ۔ شاہ محمد مقابلہ پر نہ آیا اور راستہ دے دیا ۔ بادشاہ متواتر کوچ کرتے ہوئے کالپی پہنچے ۔ قاسم قراچہ کے بیٹے نے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بہت سے تحائف جمع کیے تھے ۔ اس کے باپ نے جو بادشاہ کے ہمراہ آیا تھا اس کو روک دیا، اس لیے اس نے ان تحائف میں سے چند تحفے بادشاہ کو پیش کیے ۔ (کیونکہ) یہ واقعہ بادشاہ کے گوش گزار ہو چکا تھا اس لیے انہوں نے بجز ایک مرصع زین کے اس کی نذر قبول نہ فرمائی ، اور فرمایا کہ یہ مرزا کامران کو دے دیں گے ۔

وہاں سے کوچ کر کے آگرہ تشریف لائے ۔ جس وقت بادشاہ وہاں پہنچے مرزا کامران زر افشاں باغ میں تھے، بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر ملتے ہی دوڑ کر مرزا کامران بادشاہ کے خلوتخانہ میں حاضر ہوا اور شرف قدم بوسی حاصل کیا ۔ بادشاہ گھوڑے سے اترے ۔ اور مرزا کامران سے بغل گیر ہوئے ۔ اور اس کے خیمہ میں قدم رنجہ فرمایا ۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد مرزا نے عرض کیا کہ بادشاہ (صحیح سلامت) تشریف لے آئے ہیں اور تھکے ہوئے ہیں ۔ بہتر ہوگا کہ تخت پر تشریف رکھیں(۱) اور مرزا ہندال کے قصور کو میری خاطر معاف کردیں ۔ مرزا ہندال اس وقت الور میں تھے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس کے قصور کو تمہاری خاطر میں نے بخش دیا ۔ اس کو اطلاع دے دو کہ وہ یہاں آجائے ۔ اب بادشاہ اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوئے اور نظام کو جس نے دریائے گنگا پر مشک بادشاہ کو پیش کی تھی ، وعدہ کے مطابق دو گھڑی کے واسطے اس کو تخت پر بٹھایا (۲) ، اس نے ان دو ساعت میں اپنا حکم جاری کیا ۔

بادشاہ کے تشریف لانے کے دو تین دن بعد مرزا ہندال ، یادگار ناصر مرزا اور مرزا عسکری سب حاضر خدمت ہوئے ۔ بادشاہ نے فردوس مکانی (بابر) کے باغ کے

---

(۱) پیش نظر نسخوں میں کتابت کی کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے ۔ طبقات اکبری کے بیان کے مطابق ہمایون کے آنے کی خبر کامران کو نہیں ہوئی بلکہ بادشاہ خود براہ راست کامران کے خیمہ میں چلا گیا ۔ (ص ۲۰۱) جوہر کی عبارت کا ترجمہ اسٹوارٹ کے ترجمہ کی مدد لے کر قیاساً کیا گیا ہے ۔

(۲) ابوالفضل اور فرشتہ نے لکھا ہے کہ نظام سقہ نصف دن کے لیے تخت پر بیٹھا ۔

Marfat.com

سنگین محل میں ایک مجلس منعقد کی اور مرزا کامران کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم ہی انصاف کرو۔ کس کا قصور ہے، مرزا ہندال نے بغاوت کی ہے، کیوں۔ کس وجہ سے؟ مرزا کامران نے مرزا ہندال سے دریافت کیا اور کہا کہ تم نے بادشاہ سلامت سے معاونت نہیں کی اور روگردانی کی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ مرزا ہندال نے ندامت سے جواب دیا کہ میں کم سن ہوں، چند امرا زاہد بیگ، خسرو کوکلتاش اور حاجی محمد کوکی نے مجھے ورغلا کر غلط راہ پر ڈال دیا تھا۔ میں خود اپنی اس غلطی پر شرمندہ اور پشیمان ہوں۔ بادشاہ نے فرمایا، اچھا ہم نے مرزا کامران کی خاطر تمہارے قصور کو معاف کردیا۔ تم کو چاہیے کہ توبہ و استغفار کرو اور اب مخالفین کی باتوں میں نہ آجانا۔ منافق برے ہوتے ہیں۔

حضرت رسالت پناہ کی صحبت میں عبداللہ بن اُبیؔ (۱) نے جو منافقوں کا سردار تھا چند مرتبہ مخالفت اور منافقت سے صحابہ میں باہم نفاق پیدا کردیا تھا، مگر چوں کہ صحابہ کے باہمی خلوص اور عقیدت میں کوئی فرق نہ تھا اس لیے انہوں نے اس کی باتوں کا یقین نہیں کیا۔ خدا نے عبداللہ بن اُبیؔ کو منافقوں کا سردار فرمایا ہے۔

اس گفتگو کے بعد بادشاہ نے فرمایا جو کچھ ہونا تھا ہوگیا، اب ہمیں شیر خاں اور دیگر مخالفین کے استیصال کی تدبیر کرنا چاہیے، جنہوں نے صلح کے دھوکے سے چوسہ کی لڑائی میں شکست دی، شبخوں مارا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ دریائے گنگا کے ساحل کے علاقوں پر قنوج تک قابض ہوگئے۔

جملہ امرا اور میرزاؤں نے جواب دیا کہ خدا کی عنایت اور بادشاہ کے اقبال سے اس مرتبہ بہادری اور جان نثاری دکھاکر ایسی کوشش کریں گے کہ اس کے

---

(۱) نسخۂ مملوکۂ مسلم یونیورسٹی و نسخہ مملوکۂ مولوی ظفرحسن میں عبداللہ ابید لکھا ہے، اس میں شک نہیں کہ یہاں جوہر نے عبداللہ بن آبی ہی لکھا ہوگا، یہ شخص ہجرت نبوی سے پہلے رئیس الانصار تھا۔ جنگ بدر سے قبل کفار مکہ نے اس کو خط لکھا تھا۔ ان واقعات کی تفصیل کے لیے دیکھو سیرت النبی (شبلی) جلد اول ص ۳۰۵۔

دماغ کا کیڑا نکال دیں گے(۱) - اس بات کے ختم ہونے پر فاتحہ پڑھی گئی اور یہ طے کیا گیا کہ ۷ ذی قعدہ کو زرافشاں باغ میں ایک جشن خانہ تیار کرایا جائے - مرزا کامران نے عرض کیا کہ حضور والا پایہ تخت میں مقیم رہیں اور غلام کو یہ خدمت سپرد فرمائیں، تاکہ وہ اسے بجالائے - بادشاہ نے جواب دیا کہ اس نے میرے ساتھ جنگ کی ہے، مجھے خود ہی اپنا انتقام اس سے لینا چاہیے - تم اس جگہ ٹھہرو - آخرالامر یہ طے پایا کہ مرزا کامران آگرہ میں قیام کریں -

چھٹی فصل

بادشاہ کا شیر خاں کی جانب جنگ کے لیے دوبارہ روانہ ہونا	مرزا کامران کو رخصت (۲) کرکے بادشاہ بنفس نفیس جنگ کے لیے روانہ ہوئے اور الٰہی پور میں قیام کیا (۳)

(۱) اس جگہ عبارت کتابت کی غلطی سے بے ربط معلوم ہوتی ہے - قیاساً ہم نے اس کو ''دود از دمار آوریم،، پڑھا ہے -

(۲) ہمایوں کی خواہش تھی کہ کامران اسی کے ساتھ رہے اور شیر خاں کے خلاف اس کی مدد کرے لیکن کامران اس پر راضی نہ ہوا اور بھائی کے اصرار کے باوجود واپس چلا گیا - اس میں شک نہیں کہ وہ خود بیمار تھا - لیکن وہ اس پر بھی راضی نہ ہوا، کہ اس کی علالت کے زمانہ میں اس کی فوج ہمایوں کے پاس رہے- جب ہمایوں نے بہت کچھ کہا تو صرف ایک ہزار سپاہی اس کے لیے چھوڑدیے - کامران کے اس رویے سے مغلوں کی طاقت کو بہت نقصان پہنچا مرزا حیدر مصنف تاریخ رشیدی کا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ شیر خاں کی کامیابی اور چغتائی خاندان کی شکست کی بہت بڑی وجہ مرزا کامران کی واپسی تھی -

گلبدن بیگم کے خیال میں مرزا کامران کے دل میں شک تھا کہ شاید ہمایوں نے اس کو زہر دلوایا ہے (اکبر نامہ دفتر اول ص ۱۶۰ و ۱۶۱)، طبقات اکبری ص ۲۰۲، ہمایوں نامہ گلبدن بیگم ص ۴۵، تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۲۰۷)

(۳) ہمایوں آگرہ ہی میں تھا کہ شیر خاں کا لڑکا قطب خاں کالپی کے نزدیک پہنچ گیا - یہاں مغل سرداروں نے اس کا مقابلہ کیا اور شکست دی، اس کا سر کاٹ کر ہمایوں کے پاس بھیجا گیا - جوہر نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے - (طبقات ص ۲۰۲ - تاریخ فرشتہ جلد اول ص ۲۰۸)-

Marfat.com

وهاں تمام مرزاؤں کو ان کی حیثیت کے موافق گھوڑے اور خلعتیں بخشیں اور مناسب حال سامان عطا فرمایا ـ نوے ہزار مسلح سپاہی مع وردی اور ہتھیاروں کے تحریر میں آئے (۱) مرزا کامران کو اس جگہ سے آگرہ کی طرف رخصت کیا ، اور خود کوچ کرتے ہوئے روانہ ہوئے ـ مرزا کامران آگرہ میں پہنچ کر بیمار ہوگیا اور میر ابوالبقا اور چند دیگر عمائد کو جو آگرہ میں تھے ہمراہ لےکر لاہور چلا گیا ـ بادشاہ نے شیر خاں کے مقابلہ کے لیے کوچ کیا اور منزلیں طے کرنے کے بعد قنوج کے مقام پر دریاے گنگا کے کنارے قیام کیا ـ شیر خاں ان کے مقابل مقیم تھا ـ اس وقت ارایل (۲) کے راجہ کی جس کا نام پیربھان تھا ، ایک عرضداشت آئی اس میں لکھا تھا کہ بادشاہ پٹنہ (۳) کی طرف تشریف لائیں تا کہ یہ خادم بھی ہم رکاب ہوسکے اور دشمنوں سے انتقام لے سکے ـ بادشاہ نے اس کو قبول نہیں کیا اور یہ طے کیا کہ یہیں دریا عبور کر کے جنگ کریں گے ـ یفعل اللہ مایشاء و یحکم ما یرید ـ ماہ محرم عاشورہ کا دن تھا کہ لشکر نے دریائے گنگا کو عبور کیا ـ ہتھیار باندھے اور جنگ کا نقارہ بجوایا گیا ـ میمنہ اور میسرہ کی فوجیں تیار ہوئیں ـ سیدھے ہاتھ کی طرف مرزا ہندال مع امرا کے جلال خاں یعنی شیر خاں کے بیٹے کے مقابل تھا ـ بائیں جانب مرزا عسکری ، خواص خاں کے مد مقابل تھا اور باقی تمام لشکر دوسرے افغانوں کے مقابل متعین کیا گیا ـ (فریقین) اس طرح لڑائی میں مصروف ہوے کہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے :

دو دستے چناں تیز کردند تیغ — کہ جاں دادن خصم ناید دریغ

---

(۱) یہ تعداد کاغذ ھی پر تھی یا غالباً جوہر نے سپاہیوں کے علاوہ ان لوگوں کو بھی شامل کرلیا ہے جو لشکر کے ہمراہ جاتے ہیں ـ مرزا حیدر نے سپاہیوں کی تعداد چالیس ہزار لکھی ہے ـ (دیکھو ارسکن ص ۱۸۹)ـ برخلاف اس کے ابوالفضل ''قلت اولیا،، اور ''کثرت اعداء،، کی شکایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ''آنحضرت با لشکرے اندک متوجہ بسیارے از دشمن شدند،،ـ نظام‌الدین نے مغلوں کی تعداد ایک لاکھ اور افغانوں کی پچاس ہزار لکھی ہے ـ

(۲) ارایل ـ نینی اسٹیشنز کے قریب ایک مقام کا نام ہے ـ

(۳) یہ لفظ صاف نہیں پڑھا جاسکتا ـ پٹنہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ وہ بہت فاصلہ پر تھا ـ

ابھی جنگ میں مصروف تھے کہ بادشاہ کو خبر پہنچی کہ مرزا ہندال نے دشمن کے اس حصے پر جو اس کے مقابل تھا، فتح حاصل کرلی، مگر میرزا عسکری جو خواص خاں سے مقابلہ کر رہا تھا، شکست کھا گیا۔ مرزا حیدر نے عرض کیا کہ حکم دیجیے کہ ارابہ کے قلابے (زنجیریں) کھول دیں۔ بادشاہ نے اجازت دی اور قلابے کھول دیے گئے۔ روانہ ہوچکے تھے اور لشکر کو شکست ہوگئی تھی کہ ایک شخص سیاہ پوش آیا اور بادشاہ کے گھوڑے کی پیشانی کو اس زور سے مارا کہ گھوڑے کی لگام پلٹ گئی(۱) قولہ تعالیٰ: مالک الملک توتی الملک من تشاء ...... قدیر (۲)۔ اے جوان مرد ارادے کی لگام باری تعالیٰ شانہ کے دست قدرت میں ہے، اس کا حکم سب حکموں پر غالب ہے۔ قولہ تعالیٰ واللہ غالب علیٰ امرہ .... الآیہ (۳)۔ خواجہ حافظ فرماتے ہیں :-

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند　　چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

بادشاہ نے اپنی زبان مبارک سے خود فرمایا کہ جس وقت میں نے یہ دیکھا کہ دریا کی طرف افغانوں کے لشکر نے مغلوں کی فوج کو گھیر لیا تو

---

(۱) اس لڑائی کا مفصل حال دوسری کتابوں میں ملتا ہے۔ سب سے زیادہ وقعت مرزا حیدر کے بیان کو دینا چاہیے اس لیے کہ وہ خود اس جنگ میں شریک تھا۔ لیکن اس کے بعض بیانات صریحاً غلط معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ شیر خاں کی فوج کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اور ہمایوں کی چالیس ہزار، یا یہ کہ طرفین کا ایک آدمی بھی زخمی نہیں ہوا اور یہ لڑائی نہیں بلکہ بھگدڑ تھی (ترجمہ تاریخ رشیدی ص ۴۷۴-۴۷۶) اس میں شک نہیں کہ ہمایوں کی شکست کی سب سے بڑی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کی فوج میں کثیر تعداد نا تجربہ کار اور نئے لوگوں کی تھی۔ اس کے علاوہ بہت سے سردار اس کی فوج میں سے بھاگ بھاگ کر چلے جارہے تھے۔ طبقات اکبری کے الفاظ یہ ہیں: "اکثر سپاہیان بخت برگشتہ بے جنگ فرار نمودند ص ۲۰۲"۔

(۲) قرآن شریف۔

(۳) قرآن شریف۔

Marfat.com

اُس وقت میں نے اُن پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ، کہ ایک شخص نے میرے گھوڑے کی لگام پکڑلی ، اور دریا کے کنارے لایا ۔ ایک پرانا ہاتھی جو فردوس مکانی کے ہاتھیوں میں سے باقی تھا ، نظر پڑا ۔ میں نے فیل بان کو آواز دی ، وہ ہاتھی کو میرے سامنے لایا ۔ میر شاہو شہنہ کا خدمت گار ہودے میں بیٹھا ہوا تھا ۔ اُس نے مجھے سلام کیا ۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا نام ہے ۔ عرض کیا ، کافور ۔ اُس نے ہاتھی کو بٹھایا ۔ اس پر سوار ہوکر ہم نے فیل بان کو حکم دیا کہ دریا کو عبور کرو ۔ فیل بان نے کہا ، ہاتھی ڈوب جائے گا ۔ کافور نے اشارہ سے عرض کیا کہ فیل بان ہاتھی کو افغانوں کی طرف لیے جانا چاہتا ہے ۔ اگر حضور اس کی گردن مار دیں تو بہتر ہے ۔ بادشاہ نے دریافت کیا پھر ہاتھی کون چلائے گا ۔ کافور نے عرض کیا کہ یہ غلام ہاتھی کو ہانکنا جانتا ہے ۔ اس بات پر بادشاہ نے فیل بان کو اپنی تلوار (۱) سے مار دیا ۔ کافور نے اس کو دریا میں ڈال دیا اور خود اُس کی جگہ پر بیٹھ گیا اور ہاتھی کو دریا کے پار لے گیا ۔ بادشاہ نے کافور کو بہت تسلی دی اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جب ہاتھی سے اُترے تو ہم کو راستہ نہ ملا کہ دریا کے کنارے پر چڑھ سکیں ۔ دیکھا کہ چند مغل آہ و زاری کر رہے ہیں اور ہماری تلاش میں ہیں ۔ اتنے میں علم برداروں (۲) کی جماعت کی ہم پر نظر

(۱) حمائل ۔ فارسی نسخوں میں جابل لکھا ہے ۔ غالباً کاتبوں نے حمائل کو بگاڑا ہے ، حمائل ایک قسم کی تلوار ہوتی تھی ۔

(۲) توعیاں پیر نظر نسخوں میں اس کو نوعیاں لکھا ہے ، لیکن اسٹورٹ کے نسخہ میں ” توغ براں ،، ہے اس لیے ترجمہ علم بردار کیا گیا ہے ۔ ارسکن کا خیال ہے کہ توغ داراں ہوگا (اسٹورٹ ص ۲۲) (ارسکن جلد دوم ص ۱۹۱) ۔ ابولفضل کا بیان ہے کہ ایک سپاہی جو خود ڈوبنے سے بچ گیا تھا موقع پر پہنچ گیا اور اس نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر کنارے پر جو بلند تھا چڑھا لیا ۔ بادشاہ نے اس کا نام دریافت کیا تو اس نے شمس الدین محمد اور وطن غزنی بتلایا اور کہا کہ وہ مرزا کامران کے ملازموں میں سے ہے ۔ طبقات میں اس قدر اور اضافہ کیا ہے کہ یہ وہی شمس الدین ہے جو بعد میں ” اتکہ خان حضرت خلیفہ الہی شدہ بخطاب خان اعظمی امتیاز یافتہ بود ،، ۔

پڑی ۔ انہوں نے اپنی پگڑیوں کو آتار کر نیچے ڈالا اور ہم کو دریا کے کنارے سے لاکر ایک گھوڑا پیش کیا ۔ اس پر سوار ہو کر ہم آگرہ کی طرف روانہ ہوئے اور ان علم برداروں میں جو خدمت میں حاضر تھے ، بابا بیگ جلائر کے بیٹے مرزا محمد اور ترش بیگ (۱) تھے ۔ ہمارے دل میں خیال گذرا کہ کیا اچھا ہو کہ جیسے یہ بھائی ایک جگہ جمع ہوگئے اسی طرح ہمارا بھائی هندال بھی ہم سے مل جائے ۔ ایک گھڑی گزری تھی کہ دعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر لگا اور مرزا هندال آگیا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ بے حد شکر ہے اس قادر مطلق کا کہ وہ ابھی ک ن کے ساتھ متصل نہیں ہوا تھا کہ تمام موجودات عالم ظہور میں لایا ، یعنی کن فیکون ۔ الحمد للہ علے کل حال، بادشاہ بہت خوش ہوئے ۔

اے عزیز ! یہ کیوں کر نہ ہوتا اس لیے کہ حضرت بادشاہ مستجاب الدعوات ہیں ، لیکن خدا کے حکم سے کسی کو چارہ نہیں ۔ قولہ تعالیٰ : اذا جاء اجلہم . . . الآیہ

اقبال اور ادبار اپنے اپنے وقت پر رونما ہوتے ہیں ۔ خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ اپنی خدائی کو ظاہر کرے اس لیے نظام عالم مرتب کیا ۔ اے جوان مرد ! امیر المومنین محمد بن حنفیہ کا قصہ جو حضرت علی کے بیٹے تھے بہت طویل ہے ، لیکن تھوڑا سا بیان کرتا ہوں ۔ خدا کا حکم تمام احکام پر غالب ہے ۔

جب محمد حنفیہ اپنے بھائی امیر المومنین حسین علیہ السلام کا یزید لعین سے انتقام لینے کے لیے دمشق میں داخل ہوئے تو یزید لعبن بارہ لاکھ سوار چالیس ہزار پیادے اور پانچ سو ہاتھیوں کے ساتھ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آیا ۔ ہزار آدمیوں اور چالیس ہاتھیوں کو امیر المومنین محمد حنفیہ نے ایک حملہ میں مارڈالا ۔ جب یزید لعین نے امیر المومنین محمد حنفیہ کو دیکھا تو بھاگ کر دمشق کے قلعہ میں داخل ہوگیا اور دروازے بند کر لیے ۔ اس کو ساری رات چین نہ آیا ۔ مروان وزیر کو طلب کیا اور اپنے بارہ لاکھ سوار ، پیادے اور ہاتھی مروان کے سپرد کردئے جب مروان امیرالمومنین محمد حنیفہ کے مقابلہ میں آیا تو ان کی نظر اس لشکر پر پڑی ، انہوں نے شیر کی طرح نعرہ لگایا اور اپنے والد بزرگوار کی ذوالفقار کو کھینچ کر حملہ آور ہوئے اور پچاس ہزار آدمی اور تین سو ہاتھیوں کو مار ڈالا ۔ اسی طرح

(۱) ترش بیگ ۔ ارسکن نے اس کو ترس بیگ لکھا ہے ۔

Marfat.com

چند مرتبہ حملہ کیا ، اور لشکر کے اتنے آدمی مار ڈالے کہ ان کی تعداد بس اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ یزید لعین کے سپاہیوں نے ہاتھیوں کو ان کے گرد جمع کیا یہاں تک کہ امیر المومنین محمد بن حنفیہ بالکل محصور ہوگئے اور بیچ میں آگئے ایک ہاتھی کی طرف بڑھے۔ جب قریب پہنچے تو ہاتھی بان نے موقع پاکر پیچھے سے تلوار کھینچی ، اور امیرالمومنین محمد بن حنفیہ پر چلائی اور ان کا ہاتھ کٹ کر تلوار کے ساتھ زمین پر گر پڑا ۔ شہزادے بغیر ہاتھ کے کس طرح لڑسکتے تھے۔ یزید لعین کے لشکر نے شہزادے کو زندہ گرفتار کر کے یزید لعین کے سامنے پیش کیا ۔ آخر کار یہ طے ہوا کہ امام معصوم کو جلادیا جائے ۔ یزید لعین کے وزیر مروان نے امیرالمومنین محمد بن حنفیہ کے بھائیوں کو لکھا اور خود اپنے غلام کے ہاتھ (خط) روانہ کیا۔ غلام نے رات ہی رات میں وہ خط ان کے پاس پہنچایا (اس خط میں کہا گیا تھا) کہ فلاں دروازے پر اور فلاں وقت امیرالمومنین محمد بن حنفیہ کو جلائیں گے۔ اگر ممکن ہو تو تیار ہوکر آجاؤ ۔ اور ان کو بچاکر لے جاؤ ۔ خدائے تبارک و تعالیٰ کے حکم سے جوں ہی امام معصوم کو جلانے کے لیے دروازہ پر لائے ان کے بھائی آگئے اور بچا لیا اور بہت مال و زر صدقہ کر کے عرض کیا : اے امام معصوم ! کیا کریں کہ ہم سے آپ کا ہاتھ ٹھیک نہیں ہوسکتا ۔ اس رات کو امیرالمومنین محمد بن حنفیہ علیہ‌السلام نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے جمال جہاں آرا کو خواب میں دیکھا ۔ حضور نے فرمایا : اے فرزند ! خدائے لا یزال کا حکم تھا جو واقع ہوا ، اے فرزند تمہارا ہاتھ اور پنجہ اسی جگہ پر تین سو ہاتھیوں اور چالیس ہزار آدمیوں کے درمیان جن کو تم نے قتل کیا تھا پڑے ہوئے ہیں ۔ آدمیوں کو حکم دو کہ وہاں سے لے آئیں اور اپنے ہاتھ پر مہر نبوت ملو۔ قادر بے ہمتا کے حکم سے تمہارا ہاتھ شانے میں پیوست ہوجائے گا ، اور چند روز میں بالکل درست ہوجائے گا ۔ اپنے بھائیوں کی دشمنی اور غصہ کو روکیے (۱)۔ اس کے بعد آپ کی فتح اور نصرت ہے۔ امیرالمومنین محمد بن حنفیہ علیہ‌السلام نے ایسا ہی کیا اور حاکم لا یزال کے حکم سے ان کا ہاتھ ٹھیک ہوگیا اور اتنی قوت آگئی کہ

---

(۱) فارسی عبارت یہ ہے ” غصہ و کینۂ برادران خود بکش ،،

Marfat.com

ذوالفقار حیدر علیہ السلام کو کھینچ کر لشکر یزید لعین پر اس طرح حملہ آور ہوئے کہ جس طرح بھیڑیا بھیڑوں کے گلے پر حملہ آور ہوتا ہے اور ذولفقار کو ایسا چلایا کہ خون کی نہر بہہ نکلی، الغرض یزید لعین بھاگ گیا ۔ اور امیر المومنین محمد بن حنفیہ علیہ السلام کے ڈر سے ایک گندے گڑھے میں گر گیا ۔ اس کے بعد امیر المومنین محمد بن حنفیہ علیہ السلام نے گڑھے سے نکال کر اسی جگہ آسے قتل کیا ؛ پس اے بھائی! اقبال اور ادبار وقت پر موقوف ہیں، اور غازیوں اور بہادروں کے متعلق یہ حکم ہے (۱) : قولہ تعالیٰ "تلک الایام نداولہا بین الناس (۲)"، اس کے بعد بادشاہ اپنے بھائی، میرزا ہندال اور اپنی جمیعت کے ساتھ جس میں میرزا یادگار ناصر وغیرہ تھے آگرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بہن گاؤں (۳) کے پاس پہنچے تو گاؤں والوں نے راستہ روک کر رہزنی کی ۔ ناگاہ ایک تیر یادگار مرزا کے لگا ۔ انہوں نے مرزا عسکری سے کہا کہ آپ ان دیہاتیوں سے جاکر لڑیں جب تک میں اپنے زخم کی مرہم پٹی کرلوں ۔ مرزا مذکور کو یہ بات اچھی نہ معلوم ہوئی ۔ اس نے گالی دی ۔ مرزا یادگار ناصر مرزا نے بھی سخت جواب دیا ۔ اس کے بعد مرزا عسکری نے تین چابک

---

(۱) محمد بن حنفیہ کے متعلق جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ ظاہر ہے کہ غلط ہے ۔ سب سے زیادہ دلچسپ بیان کا وہ حصہ ہے جہاں جوہر نے یزید کی فوج میں پانچ سو ہاتھی داخل کیے ہیں اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ میں کس قدر غلط روایتیں مشہور ہوگئی تھیں ۔

(۲) قرآن مجید ۔ سورۃ ال عمران رکوع ۱۳۔

(۳) یہ نام پیش نظر نسخوں میں صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ جیرٹ نے آئین اکبری کے ترجمہ میں بھو گاؤں لکھا ہے (جلد دوم ص ۱۸۴) آئین اکبری (مطبوعہ فارسی میں) بھونگانو ہے (ص ۲۷۸) اکبر نامہ مطبوعہ کلکتہ میں بھنگاپور ہے ۔ لیکن ایڈیٹر کے پیش نظر جو نسخے تھے ان میں بھنگنور اور بھنگانو بھی تھا ۔ میرے ذاتی نسخہ میں ہنگانو ہے ۔ اسٹورٹ کے نسخہ میں بھنگانگ ہے ۔ ان سب کو مقابلہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ درحقیقت بھوں گاؤں یا بھنگاؤں ہے، جس کی شکل کاتبوں نے مسخ کردی ہے ۔ (اکبر نامہ دفتر اول ص ۱۶۶ ارسکن جلد دوم ص ۱۹۲)

Marfat.com

مارے ۔ اس نے کہا کہ یہ تین چابک میں نے بادشاہوں کے طور پر قبول کیے ۔ اور چند چابک مرزا عسکری کے پاؤں میں مارے ۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی ۔ فرمایا بہتر تھا کہ اس نامرد کو مار ڈالا جاتا ۔ جو کچھ ہونا تھا ہوچکا ۔ بادشاہ آگرے میں سید رفیع الدین (۱) کے محل میں مقیم ہوئے ۔ اس کے بعد مرزا ہندال کو حکم دیا کہ قلعہ کے اندر آؤ اور اپنی والدہ بیوی بچوں اور خدمت گاروں میں سے جسے مناسب سمجھو معہ خزانہ کے ساتھ لے جاؤ ۔ میراں سید رفیع الدین نے روٹی اور خرپزے جو حاضر تھے پیش کیے ۔ اس وجہ سے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ '' من زار . . . . الخ ،، بادشاہ نے تناول فرمائے ۔ اس کے بعد امیر موصوف نے بادشاہ سے عرض کیا کہ دنیا کے معاملات ایک نہر رواں کے مانند ہیں ۔ بعد میں دیکھیے کیا ہوگا ۔ حضور کے لیے مناسب یہ ہے کہ روانہ ہوجائیں ۔ گھوڑا مع ساز (۲) پیش کیے اور دعائیں دیں ۔ بادشاہ سوار ہوکر قصبۂ سیکری کی طرف روانہ ہوئے ۔ مرزا ہندال بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اس خزانے میں سے جو مرزا ہندال باہر لائے تھے ، ایک خنجر مع پیٹی اور ایک مرصع شمشیر کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیے ۔ صبح کا وقت تھا اور بادشاہ فردوس مکانی (بابر) کے باغ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سیکری پہاڑ کی طرف سے ایک تیر آیا ۔ تیر کے آنے کے بعد مرزا حیدر قشتاری اور مہتر نے کہا کہ (۳) رکابدار تیر کی بابت معلوم کرنے کے لیے کوہ مذکور کی طرف گئے ۔ دونوں زخمی ہوکر بادشاہ کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کرنے لگے کہ یہ جگہ ٹھیک نہیں ۔ وہ سوار ہوکر بجونہ (۴) کی طرف

(۱) ابوالفضل نے ان کو '' قدوۃ الاکابر میر رفیع کہ از سادات صفوی بکمال علم و عقل منفرد و بہ اکرام و اجلال سلاطین ممتاز وقت بود ،، لکھا ہے (نسخہ مملوکہ خود (ص ۹۰ ب) ۔

(۲) اسپ و توغ ۔

(۳) مہتر سہاکہ رکابدار (دیکھو تاریخ ہمایوں و اکبر ، بایزید ص ۱۳۵ نسخہ مملوکہ مولوی ظفر حسن میں یہ نام صحیح طریقہ پر تحریر ہے ۔

(۴) لٹن لائبریری کے نسخہ میں '' بجوسہ ،، ہے ۔ لیکن دوسرے نسخوں میں بجوتہ ہے ۔ اسٹورٹ نے چوتہ پڑھا ہے ۔

Marfat.com

روانہ ہوئے۔ اس وقت بادشاہ کی خدمت میں سرداروں اور بزرگوں میں سے جو حاضر تھے ان میں مرزا حیدر قشقاری ، خدا دوست ، مرزا روشن بیگ اور میر برکا (۱) اور خدمتگاروں کی ایک جماعت ہمراہ چل رہی تھی ۔کیا دیکھتے ہیں کہ فخر علی بادشاہ کے آگے چل رہا ہے۔ بادشاہ فخرعلی پر خفا ہوئے اور فرمایا تیری رائے سے ہم نے دریائے گنگ کو عبور کیا تھا (۲) بہتر ہوتا کہ تو اس جگہ مارا جاتا تاکہ تجھ سے یہ (خطا) سر زد نہ ہوتی کہ اس وقت تو ہم سے جدا ہوکر جاتا ہے۔ اس پر فخرعلی واپس آیا اور بادشاہ کی ہم رکابی میں پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ جب بادشاہ قصبہ بجونہ میں دریائے کنبیر کے کنارے مقیم ہوئے(۳) تو اس جگہ مرزا عسکری نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ہم نے خبر سنی ہے کہ شیر خاں نے میر فرید گور کو تعاقب کے لیے روانہ کیا ہے، بادشاہ فوراً سوار ہوکر چلے جائیں۔ لوگ عقب سے آجائیں گے۔ اگر اس جگہ سے فوراً کوچ کریں تو بہتر ہے۔ میرزا عسکری نے یہ مشورہ دیا اور بادشاہ کو سوار کر کے روانہ کردیا ۔ اس پر لشکر میں ایک کہرام سا مچ گیا اور وحشت پھیل گئی لوگ حیران تھے کہ کیا کریں ۔ کوئی کسی کی مدد نہیں کرتا تھا ۔ نہ باپ بیٹے کی نہ بیٹا باپ کی اور جو کچھ مال و اسباب تھا ہر شخص اپنے ہی پاس رکھتا تھا ، بغیر دیکھے لوگ بھاگ رہے تھے۔ بارش اور آندھی نے گھیر لیا اور اس قدر (لوگ) ہلاک ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے دن سے پناہ میں رکھے قولہ تعالیٰ یوم یفرّالمرءُ من اخیہ .... الآیہ(۴)) گویا روز حشر یہی ہے :

آہ ازاں روزکہ از مہر و فا نہ نماید عاصی از ہمت و از غیر اماں نہ ستاند

جب بادشاہ نے دیکھا کہ لوگ شکستہ خاطر اور پریشان ہو رہے ہیں تو لگام کھینچ کر

---

(۱) اصل نسخوں میں اس نام کو ”میرند کار“ لکھا ہے ، لیکن یہ غلط ہے۔

(۲) لٹن لائبریری علی گڑھ کے نسخہ میں ”گنگ“ نہیں ہے صرف ”دریا“ ہے۔ اصل نسخہ مملوکہٗ مولوی ظفر حسن میں دریائے گنگ ہے۔ ارسکن کے پیش نظر جو نسخہ تھا اس میں بھی دریائے گنگ تھا ۔ (دیکھو ص ۱۹۴)۔

(۳) کنبیر ۔ نسخہ (الف) و (ب) میں کبیر ہے۔ ارسکن ، اسٹورٹ اور بنرجی نے کنبیر ہی لکھا ہے۔

(۴) قرآن شریف ۔

Marfat.com

کھڑے ہوگئے ۔ ہندال ، یادگار ناصر ، تردی بیگ اور امیروں کی جماعت جو موجود تھی حاضر خدمت ہوئے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ روم ، شام اور عراق ہر طرف کے آدمی ہماری ملازمت میں تھے ۔ کچھ تو چوسہ کی جنگ میں کام آگئے اور کچھ قنوج کی لڑائی میں ، جو تھوڑے بہت بچے ہیں وہ یہاں تباہ ہوئے جاتے ہیں ۔ بہتر یہ ہے کہ صبر کے ساتھ اب ہم (یہاں سے) روانہ ہوجائیں ۔ اگر کہیں مارے بھی جائیں تو بھی خوش ہیں ۔ اور فرمایا کہ آدمیوں کو جمع کر لو اور اتنے شکستہ خاطر نہ ہو ، یہاں سے کچھ طے کر کے چلیں گے ۔ آخرالامر یہ طے ہوا کہ بادشاہ پہلے روانہ ہوں اور میرزا ہندال دائیں جانب اور میرزا یادگار ناصر بائیں جانب اور دوسرے امیر ان کے پیچھے ۔ اور جہاں تک بھی یہ لوگ جاسکیں اس طریقہ سے جائیں ۔ یہ حکم ہوا کہ جو شخص بادشاہ سے آگے چلے گا ، اسے سزا دی جائے گی اور اس کا خانہ خراب کردیا جائے گا ۔ اس اثنا میں ایک مغل آیا اور بادشاہ سے دادخواہ ہوا کہ چوبہ (۱) بہادر نے میرا گھوڑا چھین لیا ہے ۔ بادشاہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کا گھوڑا اس کو واپس کرا دیا جائے ۔ بادشاہ کے حکم پر وہ حاضر ہوا ، اس سے کہا گیا کہ مغل کا گھوڑا واپس کردے ، مگر چوبہ بہادر نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اور گھوڑا واپس نہ دیا ۔ بلکہ سختی سے پیش آیا ۔ یہ بات بادشاہ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے حکم دیا کہ اس کی گردن مار دی جائے ۔ چنانچہ اس حکم پر اس کی گردن مار دی گئی ۔ اس کا سر کاٹ کر ایک نیزے پر لٹکایا ، اور تمام لشکر میں اس کا گشت کرایا ۔ اس وقت ساری فوج پر ایک خوف تھا اور لوگ لا پرواہی سے باز آئے اور ظلم و تعدی کی باگ کو کھینچ لیا (۲) ۔

---

(۱) ڈاکٹر بنرجی نے اس نام کو چوبتہ بہادر لکھا ہے ۔ لیکن پیش نظر نسخوں میں چوبہ بہادر ہے ۔ چنانچہ ہم نے یہی لکھا ہے ۔ اسٹورٹ نے اپنے نسخہ میں چمپتی بہادر پڑھا ہے ۔ (اسٹورٹ ص ۲۴ ۔ بنرجی ۔ ہمایوں بادشاہ ، جلد اول ص ۲۵۲) ۔

(۲) اسٹورٹ کا ترجمہ حسب معمول اصل عبارت سے مختلف ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ اس شخص کو اس غرض سے قتل کیا گیا تھا کہ فوج کے سپاہیوں کے دل میں خوف پیدا ہو اور وہ حکم عدولی نہ کریں اور گاؤں کی لوٹ مار بند کردیں ۔ (ص ۲۵) ۔

Marfat.com

اس مقام سے روانہ ہوکر کبھی دس اور کبھی بارہ کوس کی منزل کرتے ہوئے (١) سرھند کے مقام پر پہونچے ۔ مرزا ہندال کو سرھند میں چھوڑ کر خود ماچھی واڑہ (٢) کے مقام پر اقامت پذیر ہوئے ۔ دریا میں پانی بہت تھا اور کشتیاں میسر نہ ہوسکیں ، بہر حال جس طرح سے بھی سمجھ میں آیا دریائے ماچھی واڑہ عبور کیا اور آگے بڑھے ۔ شیر خاں خود اس وقت دھلی میں تھا ۔ اس کی فوج پچاس کوس کے فاصلہ سے آرھی تھی ۔ بادشاہ قصبۂ جالندھر میں پہنچے مرزا ہندال بھی وھیں (جالندھر) آگیا ۔ اور افغانوں کی فوج سرھند پہونچ گئی ۔ بادشاہ نے مرزا ہندال کو جالندھر میں چھوڑا اور خود منزلیں طے کرتے ہوئے لاہور پہنچے اور روشن عیسی (٣) کی حویلی میں مقیم ہوئے ، اور مظفر بیگ ترکمان کو حکم فرمایا کہ مرزا ہندال جالندھر میں ھیں ، تم وھاں جاؤ اور دوسرے کی مدد کرو ۔ چنانچہ مظفر بیگ نے گوجندوال میں (٤) بیاس کے کنارے قیام کیا ۔ مرزا ہندال دریا عبور کرکے لاہور آیا ۔

---

(١) جوہر نے بادشاہ کی منزلوں اور قیام گاھوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ نہیں کیا ۔ ابوالفضل کہتا ہے کہ ھمایوں ١٨ محرم سنہ ٩٤٧ء کو دھلی پہنچا اور وھاں سے چل کر رھتک میں مقیم ھوا ۔ مرزا ہندال جو دھلی سے الور چلا گیا تھا اسی مقام پر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ھوا اور لشکر کے ساتھ ھوگیا ۔ یہاں سے روانہ ھوکر یہ لوگ ١٧ صفر سنہ ٩٤٧ ھ کو سرھند پہنچے (اکبر نامہ دفتر اول صفحہ ١٦٧)

(٢) یہ مقام لدھیانہ سے ٢٢ میل مشرق کی طرف ہے ۔ سولھویں صدی میں ستلج اس کے قریب تھا ، اور جوہر کا بیان کہ دریا کو اسی جگہ عبور کیا صحیح ہے ۔ (جیرٹ ترجمہ آئین اکبری جلد دویم صفحہ ٣١٠)

(٣) ابوالفضل کے قول کے مطابق ھمایوں لاہور میں خواجہ دوست منشی کی حویلی میں مقیم ھوا تھا ۔ اسٹورٹ نے اپنے ترجمہ میں روشن عیشں لکھا ہے ۔ کتابت کی غلطی سے یہ اختلاف ھوگیا ہے ۔

(٤) ارسکن نے غلطی سے اس کو راوی دریا کا نام سمجھا ہے ۔ یہ مقام بیاس کے کنارے پر ہے ۔

Marfat.com

اب مظفر بیگ اور افغانوں کے درمیان صرف آب گو ہندال (یعنی بیاس) حائل تھا۔ الغرض جب بادشاہ مع مرزاؤں کے لاہور میں موجود تھے، تو خبر آئی کہ شیر شاہ کا سفیر آیا ہے۔ بادشاہ نے مرزاؤں سے دریافت کیا کہ اس سے کہاں ملنا مناسب ہوگا۔ یہ طے ہوا کہ مرزا کامران کے باغ میں ایک مجلس منعقد کی جائے (چنانچہ مجلس منعقد کی گئی)۔ حکم ہوا کہ سات سال سے ستر سال تک کے آدمی اس باغ میں جمع ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شیر خان کا سفیر حاضر ہوا۔ اسی روز اس کو رخصت کردیا گیا۔ مرزا کامران نے اپنی جانب سے شیر خاں کو لکھا کہ تونے ہم سے عہد کیا تھا کہ میں صلح کرلوں گا۔ شیر خاں نے جواب دیا کہ کس قوت پر صلح کروگے۔ معاملات کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں اور صلح پر راضی نہ ہوا(۱)۔ بادشاہ نے مرزاؤں اور امراء کو طلب کر کے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ (بہرحال کچھ) طے ہوگیا اور (آخر میں) دعا مانگی۔ ایک مہینہ تک اس عمل میں ٹھیرے رہے۔ مرزا ہندال اور چند امراء نے آپس میں مشورہ کیا اور بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مرزا کامران کا معاملہ ختم کیا جائے(۲)، تاکہ سارا لشکر ایک ایک دل اور ایک جان ہوجائے اور دوئی جاتی رہے اور پھر کچھ کام ہوسکے۔ بادشاہ نے اس رائے کو پسند نہ کیا اور فرمایا کہ اس ناپائدار اور فانی دنیا کی خاطر میں اپنے بھائی کا خون نہیں کروں گا، اور فردوس مکانی (بابر) کی نصیحت کا ذکر کیا کہ اے ہمایوں! ہرگز ہرگز بھائیوں میں رنجش پیدا نہ کرنا، اور

---

(۱) لاہور میں ہمایوں نے اپنے بھائیوں اور سربرآوردہ سرداروں کو جمع کر کے مشورہ لیا، لیکن کوئی متفقہ فیصلہ نہ ہوسکا۔ کامران اس وقت بھی مکر و فریب سے کام لے رہا تھا۔ اس نے خفیہ طور پر قاضی عبداللہ صدر کو شیر شاہ کے پاس نہیں بھیجا تھا۔ جوہر نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، دوسری تاریخوں میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ جب شیر شاہ کو معلوم تھا کہ مغلوں میں اب بھی نااتفاقی ہے تو وہ صلح پر کیوں راضی ہوتا (اکبر نامہ دفتر اول صفحہ ۱۶۸ و ۱۶۹، خلاصۃ التواریخ صفحہ ۳۰۳)۔

(۲) ”کہ مہم مرزا کامران یکسو باید کرد“۔

ارادہ بد نہ کرنا(۱) ۔ حضرت قبلہ کی اس بات میں ہمیشہ لحاظ رکھتا ہوں اور اس قسم کی ناشایستہ حرکت مجھ سے کبھی سرزد نہ ہوگی ۔

ساتویں فصل

بادشاہ کا لاہور سے روانہ ہونا اور اوچھ میں پہونچنا، اور مرزا کامران کو کابل کی طرف جانے کی اجازت مرحمت فرمانا ۔

الغرض اسی اثنا میں مرزا کامران نے اپنا اسباب کشتی میں رکھا اور اپنے لشکر کو ساتھ لے کر روانہ ہوگیا ۔ اس کے بعد بادشاہ کوچ کرتے ہوئے منزل بہ منزل قصبہ ہزارہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ جب اس مقام پر پہنچے تو صبح کا وقت تھا ۔ لوگوں نے خبر دی کہ مرزا کامران اپنے ساتھیوں اور مسلح فوج کے ساتھ بادشاہ کے خلاف آرہا ہے، حکم ہو تو ہم خادم بھی مسلح ہوجائیں ۔ فرمایا کوئی ضرورت نہیں، آنے دو اور دیکھو کیا ہوتا ہے ۔ کچھ عرصہ بعد مرزا کامران خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا ۔ ایک ساعت نہ گزری تھی کہ عرض کیا ۔ جس وقت سے آپ کا غلام ہندستان میں حاضر ہوا ہے، ایک دم کے لیے بھی چین نہ پا سکا، کیونکہ پے در پے مہمیں پیش آئیں ۔ میرے ملازم سخت پریشان ہیں، اجازت ہو تو کابل جاکر اپنے آدمیوں کے لیے انتظام کر آؤں اور پھر خدمت والا میں حاضر ہوں ۔ بادشا نے دعائے خیر کے بعد اس کو رخصت فرمایا اور خود وہاں سے روانہ ہوکر ہزارہ سے چار کوس پر خیمہ زن ہوئے (۲) ۔ خبر ملی کہ مرزا ہندال اور یادگار، ناصر مرزا اور قاسم حسین سلطان کو بیگ میرک نے بھکادیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ گجرات کی طرف چلے جائیں ۔ اس لیے بادشاہ کے خدمتگاروں

---

(۱) بابر نے ۲۸ نومبر ۱۵۲۸ء کو جو خط ہمایوں کو لکھا تھا اور بابر نامہ میں موجود ہے ۔ اس میں ہمایوں کو تاکید کی ہے کہ اپنے بھائیوں سے مشورہ کرتا رہا کرے اور کامران کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے ۔ اس نصیحت پر وہ ہمیشہ کاربند رہا ۔ باوجودیکہ اس سے اس کو نقصان پہنچا اور ایک حد تک یہی امر اس کی سلطنت کی تباہی کا باعث ہوا (انگریزی ترجمہ بابر نامہ از لیڈن وارسکن مطبوعہ اکسفورڈ یونیورسٹی پریس ۱۹۲۱ جلد دویم صفحہ ۳۰۳)

(۲) اسٹورٹ نے اس موقع پر لکھا ہے کہ ہمایوں ملتان جانا چاہتا تھا اور اس غرض سے وہ ہزارہ گاؤں کی طرف روانہ ہوا ۔

Marfat.com

میں سے بہت سے لوگ مرزا ہندال کے لشکر میں چلے گئے اور مرزا بلوچستان کی طرف روانہ ہوگیا ۔

مرزا کامران کا واقعہ

خواجہ کلاں بیگ بھیرہ کے مقام پر تھا ۔ اس نے ایک عرضداشت بادشاہ کی خدمت میں بھیجی کہ اگر بھیرہ پر عنایت ہو تو میں خدمت اور جاں نثاری کے لیے حاضر ہوں ۔ (انشاء اللہ) حضور کی خدمت سے دریغ نہ کروں گا(۱) ۔ مرزا کامران کو بھی اسی مضمون کی عرضداشت لکھی ۔ بہر حال بادشاہ اس خبر کے سنتے ہی روانہ ہوئے اور عصر کے وقت تک قصبہ بھیرہ کے قریب پہنچ گئے ۔ مرزا تردی بیگ سے فرمایا ، دریا میں گھوڑا ڈالدو ۔ مرزائے مذکور نے گھوڑا پانی میں ڈال دیا ، تھوڑی دیر تک تیرنے کے بعد واپس ہوا اور آگے بڑھنے کی ہمت نہ کی ۔ اس کے بعد ہاتھی کو دریا میں ڈالا اور پیچھے سے بادشاہ خود روانہ ہوئے ۔ مغرب کی نماز کا وقت تھا کہ چالیس آدمیوں کے ساتھ دریا کو عبور کیا ۔ رات بھر چلنے کے بعد صبح کو بھیرہ پہنچ گئے(۲) ۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ مرزا کامران پہلے پہنچ گیا ہے اور خواجہ کلاں بیگ کو اپنی ملازمت میں لے چکا ہے ۔ جبار قلی قورچی نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مرزا کامران پر دست اندازی کی جائے(۳) ۔ فرمایا کہ لاہور میں مرزا ہندال نے عرض

---

(۱) ''از ہمت آن حضرت دریغ نہ خواہم کرد'' ۔

(۲) جوہر نے ذکر نہیں کیا ۔ لیکن دوسرے مورخین نے بتایا ہے کہ ہمایوں کشمیر جانا چاہتا تھا ، مگر اپنے بھائیوں اور سرداروں کی غداری ، نیز شیر شاہ کے نزدیک پہنچ جانے کی وجہ سے اس کو واپس آنا پڑا (اکبر نامہ دفتر اول صفحہ ۱۷۱ ۔ ارسکن کی تاریخ ہند ، جلد دوم ۔ صفحہ ۲۰۳)

(۳) ''جبار قلی قورچی بحضرت بادشاہ عرض کرد کہ اگر حکم باشد دست اندازی بمیرزا کامران کنم'' ۔

احمد الدین صاحب کے ترجمہ کی عبارت یوں ہے ''اس پر جبار قلی قورچی نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مرزا کامران کو مداخلت بیجا اور دست اندازی کا مزہ چکھایا جائے'' صفحہ ۲۸ ۔

Marfat.com

کیا تھا کہ مرزا (کامران) کو قتل کردوں ، مگر ہم راضی نہیں تھے ، اب یہ کیسے ممکن ہے ۔ جاؤ .. یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم خوشاب کے مقام پر پہنچ جائیں اور حسین تمر سلطان اور اس کے بیٹوں کو اپنے قبضہ میں کرلیں ۔ بادشاہ اس جگہ سے روانہ ہوکر ظہر کے وقت خوشاب پہنچے ۔ حسین تمر سلطان مذکور نے مع اپنے بیٹوں کے حاضر ہوکر بادشاہ کی رکاب بوسی کی ۔ بادشاہ نے بہت دلاسا دیا اور دریافت کیا کہ اگر اس وقت مرزا کامران آجائے تو تو کیا کرے گا ۔ اس نے عرض کیا کہ بندہ آپ کا غلام ہے ۔ میدان کارزار میں جاں‌نثاری سے دریغ نہ کرے گا ۔ حکم ہوا کہ اپنے اسباب کو باندھ کر ہمارے لشکر میں پہنچاؤ اور خود تم ہمارے ہمراہ چلو ۔ اس نے ایسا ہی کیا ۔ علی الصباح اس مقام سے کوچ کر کے ملتان کی طرف روانہ ہوئے ۔ خوشاب سے کوئی چھ کوس چلے ہوں گے کہ ایک ایسا راستہ آیا کہ اگر دو لشکر ہوں تو اس راستے پر نہ جاسکتے تھے ۔ اس سے آگے بڑھ کر دو راستے جدا ہوتے ہیں ۔ ایک کابل کی جانب اور دوسرا ملتان کی طرف جاتا ہے ۔ مرزا کامران نے کہا کہ اس راستہ سے پہلے ہم گزریں گے اور بعد میں آپ ۔ بادشاہ کو اس کی یہ بات ناگوار معلوم ہوئی ۔ امیر ابو البقاء ایک بزرگ تھے ۔ وہ مرزا کے پاس گیے اور اس کو بہت سمجھایا کہ لڑنا مناسب نہیں ۔ پہلے بادشاہ گزریں گے اس کے بعد تم چلے جانا ۔ مرزا کامران (ان کے سمجھانے سے) مان گیا ۔ اور بادشاہ اس راستہ سے گزر کر ملتان چلے گئے ۔ پھر مرزا نے اپنا راستہ لیا ۔ بادشاہ کوچ کرتے ہوے مقام گل بلوچاں پر پہنچے یہاں خبر ملی کہ ہندال مرزا ، یادگار ناصر مرزا ، اور قاسم حسین سلطان کو بلوچیوں سے لڑنا پڑا اور انہوں نے گجرات جانے کے لیے انہیں راستہ نہیں دیا ۔ بادشاہ نے اس جگہ قیام کیا ۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ خواص خاں جو جنگ کے ارادے سے آرہا ہے ، بیس کوس کے فاصلے پر ہے ۔ یہ طے ہوا کہ اس سے لڑیں گے ۔ پھر معلوم ہوا کہ الغ مرزا فریقین کے درمیان سے ہوکر گزرا ہے ۔ خواص خاں وہیں رک گیا اور آگے نہ بڑھا ۔ چوں کہ مرزایان مذکور کو گجرات جانے کے لیے راستہ نہیں ملا تھا ، وہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر قدم بوسی سے مشرف ہوے اور دونوں وہاں سے روانہ ہوے اور آچھ مقام کے سامنے قیام کیا ۔ ایک مقتدر فرمان بخشوی لنگا

Marfat.com

کے پاس مع پرچم ، نقارہ (۱) اور چار ھاتھی کے بھیجا اور لکھا کہ خان جہانی کا خطاب تمہیں مبارک ھو - غلہ ، رسد ، اور کشتیاں روانہ کردو - بخشوی خود خدمت والا میں نہیں گیا ، مگر کشتیاں بھیج دیں -

آٹھویں فصل

بادشاہ کا اچھہ سے بھکر کی جانب کوچ کرنا

جب بخشوی لنگا نے کشتیاں بھیجیں تو بادشاہ اوچھ پر دریا عبور کر کے منزلیں طے کرتے ھوے بھکر پہونچے اور شاہ حسن مرزا کے باغ میں مقیم ھوے - کیونکہ وہ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا اور اس کے اجداد نے چغتائی بادشاھوں کی اطاعت کی تھی اور ذوالنون ارغون (۲) کی نسل سے تھا - بعد ازاں مرزا ھندال کو حکم دیا کہ دریا سے گزر کر مقام پاتر (۳) پر پہنچے ' جو سیہوان کے نواح میں تھا - یادگار ناصر مرزا کو حکم ھوا کہ بھیلہ(۴) کے مقام پر جو بھکر سے بیس کوس کے فاصلہ پر ہے چلا جائے - قیصر بیگ باربکی و میر طاھر پیرزادہ کو حکم دیا کہ

---

(۱) اصل نسخہ (الف) میں ذوالحجہ ھے - یہ کتابت کی غلطی معلوم ھوتی ھے - جوں کہ ابوالفضل اور دوسرے مورخین نے علم و نقارہ لکھا ھے - اس لیے ترجمہ میں بھی نقارہ کا لفظ استعمال کیا ھے - اسٹورٹ نے اس لفظ کا ترجمہ سپر کیا ھے ، لیکن وہ قابل اعتبار نہیں (اکبر نامہ دفتر اول صفحہ ۱۷۲ اسٹورٹ صفحہ ۲۹)

(۲) یہاں کتابت کی غلطی معلوم ھوتی ھے - غالباً ذوالنون کی طرف اشارہ ھے (ذوالنون کے حالات کے لیے دیکھو تاریخ سندھ صفحہ ۸۰ ، تاریخ فرشتہ مطبوعہ بمبئی جلد دوم صفحہ ۶۲۰)

(۳) پیش نظر نسخوں میں پٹ غلط ھے پاتر ھونا چاھیے - (تاریخ معصومی صفحہ ۱۷۱) معلوم ھوتا ھے کہ اسٹورٹ کے نسخہ میں پاٹ ھے (جیریٹ جلد دوم صفحہ ۳۴۰)

(۴) بھیلہ تاریخ معصومی میں دربیلہ ھے ، ارسکن نے بھی دربیلہ ھی لکھا ھے - (تاریخ معصومی صفحہ ۱۷۱ ، ارسکن جلد دوم صفحہ ۲۱۵) -

ایلچی کی حیثیت سے شاہ حسین مرزا کے پاس ٹھٹھہ جائیں(۱) ۔ وہ جاکر شاہ حسین مرزا سے ملے ۔ چوں‌کہ مدت دراز گزرگئی اور خبر نہ آئی ، اس لیے بادشاہ نے ایک فرمان صادر کیا کہ اگر وہ ٹالتا ہے تو ہم کو لکھو کہ اس کا انتظار کریں ۔ ان لوگوں نے بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ وہ آرہا ہے فکر نہ کریں ۔ اس پر چند دن انتظار کیا (لیکن وہ) نہیں آیا ۔ دوسرا فرمان صادر ہوا کہ اگر وہ آنے میں سستی کرتا ہے تو تم فوراً واپس آؤ ، کیوں کہ ہم اچھ کے مقام پر آگئے ہیں اور وہ (ہنوز) خدمت میں حاضر نہیں ہوا ۔ اس حکم کے پہنچتے ہی قنبر بیگ درگاہ عالی کی طرف روانہ ہوا اور میر طاہر کو اس جگہ پر چھوڑ دیا ۔ ایک خیمہ ، ایک قالین ، نو گھوڑے ، ایک اونٹ اور ایک خچر نذر کر کے بادشاہ کی رکاب بوسی سے مشرف ہوا(۲)۔ قنبر بیگ مذکور نے التماس کیا ، ''حضور بہت جلد روانہ ہوجائیں ۔ شاہ حسین مرزا رکاب بوسی کے لیے تیار تھا ، لیکن جب اس کو حضور والا کے فرمان عالی‌شان کا مضمون معلوم ہوا تو عذر پیش کیا اور عرض کیا کہ بادشاہ تو چلے گئے ہیں ، ہم ان کے پیچھے کہاں جائیں ۔ اس وجہ سے نہیں آیا،، ۔ اس سے قبل مرزا ہندال کی ایک عرضداشت پہنچی تھی کہ اگر حکم ہو تو ہم حضور کی طرف سے سیوہان پر قبضہ کرلیں ۔ مرزا کے نام فرمان صادر ہوا کہ شاہ حسین ایک چالاک آدمی ہے ۔ قنبر بیگ کو ہم نے ایلچی بناکر بھیجا ہے ، دیکھو کیا حال کھلتا ہے ۔

قنبر بیگ کی واپسی پر مرزا کے نام حکم صادر ہوا کہ قنبر بیگ واپس آگیا ہے اور شاہ حسین نے بڑی غلطی کی ہے ، اب ہم آتے ہیں اور اب ایک جگہ جمع

---

(۱) ابو الفضل نے ایلچیوں کے نام امیر طاہر صدر اور امیر سمندر بیگ لکھے ہیں ۔ تاریخ معصومی میں بھی یہی نام ہیں ۔ نظام الدین نے صرف میر طاہر کا نام لکھا ہے ۔ اسٹوارٹ اور ارسکن کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تذکرۃ الواقعات کے اکثر نسخوں میں طاہر بیگ اور کبیر (یا قنبر) بیگ ہے پیش نظر نسخوں میں طاہر کی بجائے کتابت کی غلطی سے طاہر ہو لکھا گیا ہے ۔ تاریخ معصومی صفحہ ۱۶۸) (ارسکن جلد دوم صفحہ ۲۰۶ اسٹوارٹ صفحہ ۲۹)

(۲) شاہ حسین مرزا نے شیخ میرک پورانی اور مرزا قاسم طغائی کو اپنی طرف سے ہمایوں کے پاس بھیجا تھا (تاریخ معصومی صفحہ ۱۶۸)

Marfat.com

ہوکر طے کریں گے کہ کیا کرنا چاہیے ۔ اس کے بعد بادشاہ نے کوچ کیا اور مرزا ہندال کی طرف روانہ ہوگئے ۔ چار روز بعد اس مقام پر پہنچے جہاں مرزا یادگار ناصر تھا ۔ مرزا نے استقبال کے لیے حاضر ہوکر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا ۔ دو روز وہاں قیام کیا اور اس نے بادشاہ کی مہمانداری کی ۔ تیسرے دن وہاں سے کوچ کیا ۔ اور یادگار ناصر مرزا کو وہیں چھوڑا ۔ اور کہا کہ مرزا سے جو کچھ طے ہوگا اس کے متعلق ہم تم کو لکھیں گے ، تم اس پر عمل کرنا ۔ پھر اس کو رخصت کر کے روانہ ہوگئے ۔ تین دن بعد مقام پاتر پر پہونچے ۔ مرزا ہندال دریاے سندھ سے دس کوس اس طرف مقیم تھا ۔ اس کو خبر ملی کہ بادشاہ وہاں آگئے ہیں تو استقبال کے لیے حاضر ہوا اور شرف قدمبوسی حاصل کیا ۔ اور بڑے اشتیاق سے بادشاہ کو اپنی قیام گاہ پر لایا ، اور خوب خاطر مدارات کی ۔

نویں فصل

بادشاہ کا زین المستورات عفیفہ مریم مکانی حمیدہ بانو بیگم کو نکاح میں لانا اور مقام آچھ کی جانب واپسی

ایک دن مرزا ہندال کی والدہ نے بادشاہ کی دعوت کی تھی کہ بادشاہ کی مبارک نظر ایک نیک اور عبادت گذار عفیفہؑ یعنی حضرت بیگم پر پڑی ۔ دریافت فرمایا کہ یہ لڑکی کس کی ہے ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مرزا ہندال کے استاد کی لڑکی ہے ۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا اس کی نسبت کہیں ہوگئی ہے ؟ عرض کیا گیا کہ سلسلہ پیام جاری ہے (۱)، حکم ہوا یہ ہمیں قبول ہے (۲)۔ مرزا ہندال کو یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوئی ، برہم ہوکر کہنے لگا ، یہ میری تسلی کے لیے نہیں آئے بلکہ اپنی شادی کے لیے آئے ہیں ، اگر بادشاہ یہ کام (یہاں شادی) کریں گے تو ہم لوگ قطع تعلق کرلیں گے ۔ مرزا ہندال کی والدہ دلدار بیگم نے اس کو ڈانٹا اور سخت سست کہا کہ تو بادشاہ کے حضور میں گستاخی سے پیش آتا ہے ۔ تجھ کو بادشاہ ہی

---

(۱) اصل عبارت یہ ہے '' پرسیدند کہ جائے نامزد شدہ است عرض کردند ہنوز درمیان است ،، ۔

(۲) گلبدن بیگم کے ہمایوں نامہ میں اس واقعہ کی تفصیل قدرے مختلف ہے (صفحہ ۵۲)

Marfat.com

نے پرورش کیا ھے - فردوس مکانی کو تو نے دیکھا بھی نہیں(۱)- مگر مرزا اپنی بات سے باز نہیں آیا اور بادشاہ ناراض ہوکر چلے آئے اور کشتی میں سوار ہوگئے - مرزا ہندال کی والدہ نے بادشاہ کو اطمینان دلایا اور قیام گاہ پر لوٹا لائیں مرزا ہندال کو بھی راضی کرلیا اور بادشاہ سے حضرت بیگم کی شادی کرادی - اور دعا مانگی(۲)، اور بادشاہ کی سپردگی میں دیدیا - وہاں سے آکر کشتی میں سوار ہوگئے - مرزا ہندال کوچ کر کے قندھار کی جانب چلے گئے - بادشاہ بھکر کے باغ میں جہاں پہلے مقیم ہوئے تھے آترے - مرزا یادگار ناصر دو بھکر میں چھوڑ کر وہاں سے کوچ کیا(۳) اور سیوہان کے مقام پر پہنچے - سیوہان کا حاکم میر علیقہ (۴) شاہ حسین کے امراء میں سے تھا - وہ لڑائی کے لیے قلعہ سے باہر آیا - امرائے شاہی نے آپس میں طے کیا کہ دست اندازی کر کے ہم جائیں گے ، اور جب وہ قلعہ کے اندر پہونچ جائے گا تو اس کے ساتھ ہی ساتھ قلعہ میں داخل ہوجائیں گے - بادشاہ نے وضو کیا اور تعطل پیدا ہوگیا - چنانچہ رات ہوگئی اور میر علیقہ مذکور جلدی سے قلعہ کے اندر پہنچ

---

(۱) مرزا ہندال کی پیدایش کی تاریخ ابوالفضل نے ۲ ربیع الاول سنہ ۹۲۵ھ لکھی ھے ، چوں کہ اس وقت بابر نے ہندستان پر حملہ کیا تھا اس لیے اپنے اس لڑکے کا نام ہندال رکھا تھا (اکبر نامہ دفتر اول صفحہ ۹۳، ۱۱۶)- یہ عبارت مبالغہ آمیز ھے -

(۲) شادی کی صحیح تاریخ نہ ابوالفضل نے دی ھے اور نہ گلبدن بیگم نے - دونوں لکھتے ہیں کہ نکاح جمادی الاول سنہ ۹۴۸ھ میں ہوا - گلبدن کا قول ھے کہ پیر کا دن تھا اور دوپہر کا وقت کہ ہمایوں نے میر ابوالبقاء کو بلا کر اپنا نکاح پڑھوایا - (گلبدن بیگم ، ہمایوں نامہ صفحہ ۵۳ - اکبر نامہ دفتر اول صفحہ ۱۷۴)

(۳) بھکر سے روانگی کی تاریخ ابوالفضل نے غرہ جمادی الاخر اور معصوم نے غرہ جمادی الاول سنہ ۹۴۸ھ بتلائی ھے (تاریخ معصومی - صفحہ ۱۷۲ اکبر نامہ - قلمی نسخہ - ورق ۹۴ ب)

(۴) ہمایوں نامہ گلبدن بیگم میں میر علیقہ کو میر علیلہ لکھا ھے (صفحہ ۵۳) اسٹوارٹ کے ترجمہ میں میر الکم ھے - تاریخ معصومی (مطبوعہ) میں بھی میر علیکہ ھے (صفحہ ۱۷۳)

گیا اور بادشاہ کے امرا واپس آگئے۔ علی الصباح بادشاہ نے فرمایا کہ قلعہ کا محاصرہ کر کے جابجا مورچے بنا کر برجوں کو توڑا جائے لیکن امیروں نے شاہ حسین سے رشوت لے لی تھی ، اس لیے متحد ہوکر جنگ پر آمادہ نہیں ہوتے تھے کہ قلعہ فتح ہوسکتا ۔ میر شیخ علی بیگ جلائر نے عرض کیا کہ شاہ حسین مرزا ٹھٹھہ سے پندرہ کوس دریا کے کنارے پڑا ہوا ہے ، پانچ سو سوار بندہ کے ہمراہ روانہ فرمادیجئے ، تاکہ دن رات راستہ طے کر کے اچانک حملہ کردیا جائے ، اس کا لشکر خود بخود تباہ ہوجائے گا، اس کے بعد خدائے تعالیٰ جل جلالہ سے امید ہے کہ ہم کو فتح ہوگی۔ اس نے بہت اصرار کیا ، لیکن لشکر کے لوگ راضی نہ ہوئے جو اس کے ساتھ کسی کو بھیجا جاتا ۔ وقت غفلت میں گزار دیا ۔ اس کے بعد ایک فرمان مرزا یادگار ناصر کے نام جاری ہوا کہ تردی بیگ اور دوسرے سپاہیوں کو ہماری مدد و کمک کے لیے روانہ کرو کہ وہ کام آسکیں ۔ اس پر تردی بیگ اور میر قاسم بیگ تقریباً ایک سو پچاس سواروں کو(۱) ہمراہ لیے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے آنے پر بھی قلعہ کے لینے کی کوئی صورت نہ بن سکی ۔ بہر حال جو کچھ بھی ہوا پادشاہ کے امراء نے ان سے خواہ مخواہ وہاں سے کوچ کرادیا(۲) شاہ حسین مرزا اپنی کشتیوں کے بادبان کھینچتے ہوئے بادشاہ کے پیچھے سے آگیا ۔

---

(۱) پیش نظر نسخوں میں '' جست اندازی ،، کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے ۔ احمد الدین صاحب نے ڈیڑھ لاکھ لکھا ہے جو یقیناً غلط ہے احمدالدین صاحب نے ترجمہ یوں کیا ہے ''بادشاہ کے امیروں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہم دست اندازی نہ کریں '' یہ ترجمہ واقعات کی ترتیب اور دوسری تاریخوں کے بیانات کے مطابق نہیں معلوم ہوتا ۔

(۲) سیوھان کا محاصرہ ۱۷ رجب کو شروع ہوا تھا اور ۱۷ ذیقعدہ کو ختم ہوا ۔ یہ تاریخیں اکبر نامہ میں موجود ہیں (ملاحظہ ہو ۱۷۶ و ۱۷۸)۔

محاصرۂ سیوھان کو ترک کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ہمایوں کے سردار غداری کر رہے تھے ، مثلاً یادگار ناصر مرزا کو شاہ حسین نے بہکا کر ہمایوں کے خلاف کردیا تھا ، علاوہ ازیں رسد اور سامان جنگ کی قلت تھی ۔ شاہ حسین کے حکم سے اس کے آدمیوں نے قرب و جوار کا علاقہ تباہ کرڈالا تھا کہ مغلوں کی فوج کو ضروریات زندگی مہیا نہ ہوسکیں (دیکھو اکبرنامہ صفحہ ۱۷۷) ؛ تاریخ سندھ صفحہ ۱۷۲ و صفحہ ۱۷۳) محاصرۂ سیوھان کے واقعات ، جوہر نے بہت اختصار کے ساتھ لکھے ہیں ۔ دوسری تاریخوں میں ہم کو مفصل حالات ملتے ہیں ۔ ابوالفضل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ محاصرہ سے قبل مغل امرا کی ایک مختصر جماعت نے قلعہ سے باھر آئی ہوئی سپاہ کو شکست دی اور کمک نہ پہنچنے کی وجہ سے واپس آگئے ۔

جس وقت سوہان سے روانہ ہوئے تھے اس وقت چند واقعات پیش آئے ۔ اول یہ کہ نصیب دشمناں بادشاہ گھوڑے سے گر گئے ، ان کے ہاتھ پاؤں سبھی زخمی ہوگئے ، اور اس سامان پر جو کشتیوں میں تھا ، شاہ حسین کے آدمیوں نے قبضہ کرلیا ۔ بعض عورتیں جو کشتی میں تھیں ، برہنہ پا بھاگ کر لشکر میں آگئیں ۔ جو ایلچی شاہ حسین مرزا کے پاس بھیجا تھا وہ بھی لوٹ لیا گیا ، اس کے بعد بادشاہ نے منعم بیگ کو شاہ حسین کو مرزا کے پاس بھیجا کہ ہمارا تعاقب نہ کرو اور ہمارا لحاظ کرو ۔ اس نے منعم بیگ کو یہ جواب لکھا کہ تم نے ہمارے حق میں کیا نیکی کی کہ ہم اس کا لحاظ کریں ۔ الغرض اکثر لوگ پریشان ہوئے اور چلے گئے ۔ بادشاہ بھکر کے سامنے خیمہ زن ہوئے ۔ شاہی امرا نے عرض کیا کہ دریائے سندھ بہت وسیع ہے اس کو سلامتی کے ساتھ عبور کرلیں اور مناسب ہوگا کہ قندھار کی جانب روانہ ہوجائیں ۔ انہوں نے فرمایا جب تک کوئی مجبوری نہ ہوگی بھائیوں کی طرف ہم نہ جائیں گے اور ان کے ملک کی جانب رخ نہ کریں گے ۔ راشن بیگ کوکا کو حکم دیا کہ دس بارہ کوس تک دیہات میں جائیں ، اور وہاں سے گائیں اور بھینسیں لائیں اور ان کی کھالوں سے مشکیں تیار کریں ، تاکہ ان پر دریا کو عبور کیا جا سکے ۔ (چنانچہ) ایسا ہی کیا گیا ۔ راستہ میں ایک کشتی موجود تھی جو تردی بیگ نے اپنے قبضہ میں کر رکھی تھی ، اور شاہ میرزا حسین سے دو کوس کے فاصلہ پر دریا کو عبور کیا ۔ ہر وہ شخص جو ایک کوس کے فاصلہ پر تھا اپنے لشکر میں آ کر مل جاتا اور وہ شخص جو اس سے زیادہ آگے بڑھ جاتا مرزا شاہ حسین کے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار ہوجاتا ۔ القصہ میر خنگ اپشک آقا نے تردی بیگ سے کشتی طلب کی (اور کہا) کہ تم اپنا اسباب نکال لو اور یہ کشتی بادشاہ کے واسطے دیدو ۔ تاکہ ان کے اہل عیال دریا کو عبور کرلیں ۔ تردی بیگ نے اس کو مردک کہا اس نے جواب دیا کہ مردک وہ ہے جو اس قسم کے الفاظ کہتا ہے ۔ اس کے بعد تردی بیگ نے اپنا چابک مارا ۔ میر خنگ نے تلوار کھینچ کر ماری ، تردی بیگ کی گھوڑے کی زین کا اگلا حصہ کٹ گیا ۔ آدمیوں نے بیچ میں پڑ کر علیحدہ کردیا ۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی ۔ چونکہ میر تردیدی بیگ بڑے امرا میں سے تھا ، بادشاہ نے اس کی دل جوئی کے لیے حکم دیا کہ میر خنگ کے ہاتھ رومال سے باندھ کر تردی بیگ کے سامنے لاؤ ۔ جب تردی بیگ نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس کے ہاتھ کھول دیے اور عزت کے ساتھ

Marfat.com

اسے اچھی جگہ پر بٹھایا ۔ اور ایک گھوڑا ، اور ایک خلعت اس کو عنایت کی اور تسلی دے کہ اس کو رخصت کیا ۔

یادگار ناصر مرزا کا واقعہ

شاہ حسین نے مرزا یادگار سے طے کرلیا تھا کہ میں اپنی لڑکی تم کو دوں گا اور خطبہ تمہارے نام کا پڑھواؤں گا ۔ مرزا نے اس کو تسلیم کرلیا اور مطمئن ہوگیا ۔ اس کے بعد بادشاہ کی خدمت میں آیا اور قدم بوسی سے مشرف ہوا ۔ بادشاہ نے دیکھا کہ مرزا (یادگار) کا طرز بدلا ہوا ہے ، اس سے درگزر کی ۔ مرزا نے بہت تکلف کے ساتھ بادشاہ کی خاطر کی اور اپنی قیام‌گاہ پر لا کر بھکر کے قریب ایک اچھا مدرسہ تھا ، اس کے برج میں بٹھا دیا ۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک جنگی توپ کے گولہ سے قلعہ کے اندر ایک عمارت منہدم ہوگئی ، اس لیے بہت شور و شغب ہوا ، اور مخالفین نے کہا کہ ان کی جانب سے ابتدا ہوئی ہے (لہذا) انہوں نے بھی ایک توپ چلائی اور وہ برج جس کے نیچے بادشاہ اور یادگار ناصر مرزا بیٹھے ہوئے تھے ، مسمار کردیا ۔ بادشاہ اور مرزا اندر سے نکل آئے ۔ مرزا نے کہا کہ مجھے اس کا صلہ مل گیا ۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے آ کر بادشاہ کے کان میں عرض کیا کہ آدمیوں کو گرفتار کرانے کا باعث مرزا یادگار ہے ۔ بادشاہ نے اسی وقت حکم فرمایا کہ یخنی تیار کریں' کچھ کھا پی کر خود روانہ ہوے ۔ مرزا مذکور نے ایک گھوڑا نقرئی زین و لگام کے ساتھ پیش خدمت کیا ، اور ایک ہاتھی جس پر سوار ہوکر بادشاہ اپنی قیام‌گاہ تک تشریف لائے ۔ خواجہ معظم نے عرض کیا کہ یہ گھوڑا بندہ کو مرحمت کردیا جاے ، اسی وقت اس کو بخش دیا گیا ۔ خواجہ مذکور گھوڑے کو لے کر وہاں سے فرار ہوگیا ، اور مرزا یادگار ناصر خسرو کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا کہ یہ آدمی ٹھیک نہیں ، گھوڑا اس سے چھین لیا اور ایک ٹٹو اس کے حوالے کردیا ، اور کہا کہ یہ گھوڑا بادشاہ کے لشکر میں پہنچا دو (چنانچہ) ایسا ہی کیا گیا ۔ دوسرے دن تاخچی بیگ اور فضائل بیگ بھاگ کر یادگار کے پاس چلے گئے ۔ مرزا نے ایک خط

Marfat.com

بھیج دیا کہ جو شخص صبح تک یہاں موجود ہوگا اس کا خون اسی کی گردن پر ہوگا ۔ اس کے بعد خبر آئی کہ فضائل بیگ اپنے بھائی منعم بیگ کو یہاں سے باہر لےجانا چاہتا ہے ۔ فرمایا کہ اگر آئے گا تو اپنی تباہی خود دیکھے گا ۔ اس کے بعد سنا کہ منعم بیگ اور تردی بیگ فرار ہونے والے ہیں ۔ تمام رات بادشاہ جاگتے رہے اور وہ بھی بادشاہ کی خدمت میں حاضر رہے ۔ علی الصباح بادشاہ طہارت کے لیے گئے اور ادھر منعم بیگ اور تردی بیگ اپنے گھوڑوں کی طرف چلے ۔ روشن بیگ توشک بیگی(۱) نے بادشاہ کو یہ خبر پہنچادی کہ وہ جارہے ہیں ۔ حکم ہوا ، بلاؤ ، ہرچند بلایا گیا ،لیکن بغیر پرواہ کیے ہوے چلتے رہے ۔ آخرکار بادشاہ خود متوجہ ہوے اور فرمایا کہ یہاں آؤ ۔ اب کوئی چارۂ کار نہ تھا اس لیے واپس آئے ۔ حکم ہوا کہ منعم بیگ کو حراست میں رکھیں کہ کہیں جانے نہ پائے ۔ جب منعم بیگ مذکور کو نظر بند کرلیا گیا تو تردی بیگ بھی مجبور ہو کر رہ گیا ۔ (بعد ازاں) اس جگہ سے روانہ ہوے ۔ قافلہ کے راستہ پر بھکر کے علاقہ میں ایک گاؤں آرو نامی واقع تھا ۔ یہاں جیسلمیر کی طرف سے رسد اور غلہ آیا ہوا تھا ۔ جب قافلے والوں کو خبر ملی کہ بادشاہ آرہے ہیں ، تو انہوں نے اسباب ، غلہ اور جو کچھ سامان ممکن ہوا اونٹوں پر لاد کر فرار ہوگئے ۔ (۲) کچھ چیزیں رہ گئیں تھیں وہ شاہی لشکر کے ہاتھ آئیں ۔ شاہی لشکر نے اس مقام پر پڑاؤ کیا اور آرام کے ساتھ وقت گزرا ۔ ظہر کا وقت قریب تھا کہ وہاں سے کوچ کر کے اچھ کی جانب چلے ۔ منزل بہ منزل بغیر سامان کے بڑی دقت کے ساتھ چلے جارہے تھے ، یہاں تک کہ مئو کے مقام پر پہنچے ۔ یہ پرگنہ (مئو) بھکر کے

---

(۱) احمد الدین صاحب نے روشن بیگ کو روشنک بیگ لکھا اور توشک بیگی کو ایک دوسرے شخص کا نام تصور کیا ہے ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں روشنک بیگ اور توشک بیگی نے بادشاہ کو اطلاع دی ،، روشن بیگ خود ہی توشک بیگی کے منصب پر فائز تھا ۔ (ترجمہ احمد الدین صفحہ ۸۰ ۔ ارسکن جلد دوم ۔ صفحہ ۲۳۳)

(۲) پیش نظر نسخوں میں کتابت کی غلطیوں سے عبارت مہمل ہوگئی ہے ۔ ترجمہ ارسکن کی عبارت کے لحاظ سے کیا گیا ہے ۔ اتفاق سے اس جگہ ارسکن نے جوہر کی عبارت کا لفظی ترجمہ کیا ہے ۔

Marfat.com

سرحد پر واقع ہے۔ وہاں سے کوچ کر کے ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی میسر نہ آتا تھا ۔ بادشاہ کی گردنی بھی پانی سے خالی تھی ۔ انہوں نے خاکسار جوہر آفتابچی سے دریافت فرمایا کہ آفتابہ میں کچھ پانی ہے ، جوہر نے عرض کیا '' ہے،، ۔ اس کے بعد فرمایا اس پانی کو اس بوتل میں ڈال دو ۔ چنانچہ جس قدر پانی آفتابہ میں تھا میں نے بادشاہ کی بوتل میں ڈال دیا ۔ اور اس کے بعد جوہر نے عرض کیا کہ عجیب مقام ہے ، کہ پانی تک نہیں ملتا اور رات بھر سفر کرنا ہے ۔ اگر خدمت اقدس سے جدا ہوگیا ، تو غلام کا بغیر پانی کے کیا حال ہوگا ۔ اس پر تھوڑا سا پانی آس آفتابی میں انہوں نے ڈال دیا اور فرمایا ، یہ تیرے لیے کافی ہوگا (کہکر) روانہ ہوے ۔ صبح کے وقت لشکر ایک تالاب کے کنارے پہنچا اور وہیں مقیم ہوا ۔ غریب جوہر آفتابچی پانی سے گزر کر دوسرے کنارے گیا ہوا تھا کہ بارہ سنگھا جنگل سے نکل کر لشکر گاہ میں آگیا ۔ لوگوں نے اس کو مارنے کی بہت کوشش کی ، لیکن کامیاب نہ ہوسکے ، وہ بھاگ کر پانی میں گھس گیا اور بھاگا جاتا تھا کہ بادشاہ کو خبر پہنچی کہ ایک جنگلی بارہ سنگھا آیا تھا لیکن وہ بھاگ گیا ، فرمایا اگر ہاتھ لگ جاتا تو اچھا ہوتا ۔ پھر حضرت کی نظر حوہر پر پڑی ' فرمایا (دیکھو) پانی کے دوسرے کنارے پر ایک آدمی ہے ، اسے آوازٔ دے کر کہو کہ اس جگہ سے شکار بھاگ گیا ہے اگر ہوسکے تو اس کو پکڑ لے ۔ چنانچہ اس کو آواز دے کر یہی کہا گیا ۔ جب خاکسار جوہر نے بارہ سنگھا کو آتے ہوئے دیکھا تو جلدی سے پانی میں کود کر عرض کیا کہ ایک ران فقیر کی ہوگی ۔ بادشاہ نے کہا تم کو اختیار ہے ۔ باقی کے تین حصہ کئے جانے کا حکم صادر فرمایا ۔ بارہ سنگھا ابھی پانی میں تیرتا ہوا جا رہا تھا ۔ جلد ہی وہ خستہ ہوگیا اور میں نے اس کو قبضہ میں کرلیا ۔ (۱) میں برابر اس کو دیکھتا رہا ۔ یہاں تک کہ فتح بیگ کو حکم ہوا کہ اس کو پکڑ کر لے آئے ۔ فتح اللہ مذکور حضرت کے حکم سے پہونچ گیا ۔ اور اس کو (پکڑ کر) ذبح کر ڈالا اور بادشاہ کے سامنے پیش کیا ۔ حکم ہوا کہ اس کی چار

---

(۱) یہاں ارسکن کے ترجمہ کو ترجیح دی گئی ہے ۔ پیش نظر نسخوں کی عبارتیں یہ ہیں : ''زود زد ترسید'' (نسخۂ مملوکۂ لائن لائبریری علی گڑھ) '' زود او برسید '' (نسخہ مملوکہ مولوی ظفر حسن صاحب) ۔

Marfat.com

ٹانگوں میں سے ایک جوہر کو دی جائے - اس حکم کے بموجب ایک ران جوہر نے لے لی - باقی کے تین حصے کئے - دو حصہ اس میں سے خاصہ کے مطبخ میں بھیج دیے گئے - ایک حصہ مریم مکانی حمیدہ بانو بیگم کو دینے کے لیے لائے - اس وقت(۱) اکبر جلال الدین محمد سات مہینہ کے ان کے پیٹ میں تھے وہاں سے کوچ کیا گیا - اور منزل کرتے ہوئے آچھ کے مقام پر پہنچے ، یہاں سے ایک فرمان بخشوی بیگ لنگا کے نام صادر فرمایا کہ اگر تم ہمارے دولت خواہ ہو تو ہماری خدمت میں حاضر ہوجاؤ اور اپنے آدمیوں سے کہدو کہ غلہ وغیرہ کی رسد ہمارے لشکر میں پہونچائیں - لیکن اس بےوقوف سرکش نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی ، بلکہ شاہی آدمیوں سے بھی ، جو غلہ خریدنے جاتے تھے ، یہ باغی لوگ جو کچھ ان کے پاس ہوتا تھا ظلم اور سختی کر کے چھین لیتے تھے - ڈیڑھ ماہ تک وہاں رہے - اور غلہ نہ ملنے کی وجہ سے جنگل میں جو سنگر (۲) اور بیر کے درخت یا ان کے بیج ملتے تھے وہی کھا لیتے تھے -

دسویں فصل

بادشاہ کا آچھ سے دوبارہ کوچ کرنا ، ریگستان میں پھنس جانا اور بعض آدمیوں کا پانی نہ ملنے سے ہلاک ہوجانا -

اب اس مقام پر سنگرا اور بیر کے درخت بھی نہیں رہے تھے - ایک درویش سنگر کے جنگل میں پھر رہا تھا کہ ایک قلعہ اسے نظر آیا جو جیسلمیر کی سرحد پر مالدیو کے علاقہ میں تھا - اس قلعہ کا نام دلاورہ(۳) تھا - درویش مذکور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا - اور قلعہ کی اطلاع دی - حکم فرمایا مناسب یہ ہے کہ ہم اس قلعہ کی طرف کوچ کریں -

---

(۱) ''دران تاریخ''

(۲) ''سنگر'' ارسکن کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کے متعلق صحیح رائے قایم نہیں کرسکا - ''سنگر'' لغت میں خار پشت کو کہتے ہیں - لیکن سندھ میں مقامی طور پر ایک جھاڑی کو سنکر کہتے ہیں - اور یہاں یہی مراد ہے -

(۳) اکبرنامہ مطبوعہ کلکتہ و نیز اپنے ذاتی نسخہ میں ''دیوراول'' ہے جیرٹ نے دیوار اول اور کنگھم نے دراول لکھا ہے - تذکراۃ الواقعات کے نسخوں میں دلاورہ ہے (اکبر نامہ دفتر اول صفحہ ۱۷۹ تاریخ معصومی - صفحہ ۱۷۶)

Marfat.com

پس وہاں سے چل کر اس قلعہ کے قرب و جوار میں پہنچ گئے ۔ یہاں غلہ اور پانی بھی میسر آیا۔ تین دن وہاں قیام کیا ۔ شیخ علی بیگ نے کہا کہ کیسا ہو اگر اس قلعہ پر قبضہ کرلیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس قلعہ پر قبضہ کرلینے سے میں روئے زمین کا بادشاہ نہ ہوجاؤں گا ۔ اور مالدیو کی دل آزاری ہوگی۔ دو پہر دن باقی تھا کہ اس قلعہ سے کوچ (۱) کیا اور اگلے دن دو پہر تک سفر کیا کہ پانی مل گیا ۔ وہاں قیام کیا اور وہیں رات بسر کی ۔ دو حصہ دن باقی تھا کہ اس قلعہ سے پھر کوچ کیا ۔ اس دن کی دو پہر سے ساری رات کے چاروں پہر اور اگلے دن کے تین پہر متواتر چلتے رہے ۔ کہیں پانی نہ ملا اور لوگ قریب قریب مردہ ہوگئے ۔ ایک پہر دن باقی تھا ، سب لوگ پانی کی تلاش و فکر میں تھے کہ شاید کسی جگہ مل جائے ۔ اس عرصہ میں ظہر اور عصر کے مابین خدا کے فضل و کرم سے پانی سے لبریز ایک حوض نظر پڑا ۔ بادشاہ وہیں مقیم ہوئے۔ خدا کا شکر ادا کیا ۔ اس مقام پر خیمہ لگائے ۔ بادشاہ نے مشکیں پانی سے بھروائیں اور اپنے گھوڑوں پر بندھوالیں ۔ کہ جس کو پانی کی ضرورت ہو اس میں سے پانی دے دیا جائے اور لشکر میں پہنچایا جائے ۔ واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ایک مغل جس کے بادشاہ مقروض تھے، پانی نہ ملنے کی وجہ سے تڑپ رہا تھا اور قریب بمرگ تھا ، اس کا بیٹا سرہانے بیٹھا ہوا تھا کہ بادشاہ وہاں پہنچے اور فرمایا کہ جو کچھ تیرا قرض مجھ پر واجب ہے اگر پانی کی ایک گرتی کے عرض میں اس کو

---

(۱) دلاور پہنچنے اور وہاں سے روانہ ہونے کی تاریخیں ابوالفضل نے تحریر کی ہیں لیکن ایڈیٹر کے تمام نسخوں میں نیز میرے اپنے نسخہ میں یہ عبارت ہے :— ’’ حضرت جہانبانی بیست و یکم محرم (۹۴۹) نہصد و چہل و نہ بجانب آچھ نہضت فرمودند و از انجا ہژدہم ربیع الاولی بجانب مالدیو عنان عزیمت انعطاف دادند و در چہاردہم ایں ماہ بقلعہ دیوراول نزول اقبال فرمودند ‘‘ ظاہر ہے کہ اس میں کتابت کی غلطی ہے اور ایڈیٹر کا خیال ہے کہ ہژدہم کے بجائے سیزدہم ہوگا ۔ تاریخ میں ہشتم ربیع الاول ہے ۔ ڈاکٹر بنرجی نے ایک اور غلطی کی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ’’ ہمایوں آچھ سے ۲۱ محرم کو روانہ ہوئے ۔ واقعہ یہ ہے کہ اس تاریخ کو وہ آچھ کی طرف روانہ ہوا تھا (بنرجی۔ ہمایوں بادشاہ جلد دوم ص ۵۵ تاریخ معصومی ص ۱۷٦) ۔

چھوڑدے تو میں تجھ کو پانی پلاؤں اس مغل نے کہا کہ اس سے مجھ کو میری زندگی (دو بارہ) مل جائے گی ' اس لیے قرض پانی کی ایک گردنی کے عوض میں بخشتا ہوں۔ ایک منعم بیگ دوسرے مظفربیگ ترکمان ، تیسرے روشن بیگ کوکا گواہ ہوے۔ بادشاہ نے آسے پانی دیا اور مغل سیراب ہوگیا (۱)۔ اس کے بعد اسے لشکر کی جانب روانہ کیا ۔ اور ان لوگوں کو جو پانی نہ ملنے سے ہلاک ہوگئے تھے ، دفن کیا ۔ اور جو زندہ تھے ان کو سیراب کیا اور کیمپ میں پہنچا دیا ۔ وہاں سے کوچ کرکے پہلور (۲) کے مقام پر پہنچے اور پہلودی (۳) میں مقیم ہوے۔ وہاں کافی غلہ دستیاب ہوا۔ وہاں منزل کی۔ یہ مقام مالدیو کی حکومت میں تھا ۔ اس کے بعد ایک فرمان مالدیو کے

---

(۱) اس واقعہ کی بنا پر بعض انگریز مورخین نے ہمایوں پر بد اخلاق کا الزام لگایا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے نازک موقعہ پر اگر وہ بغیر کسی شرط کے پانی دیتا تو بہت بہتر تھا ۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی نہیں بھول سکتے کہ ان پریشانیوں میں بھی اس کو یہ خیال رہا کہ قرضہ معاف کرالے ۔ افسوس کہ جوہر نے واقعات کو تفصیل سے نہیں لکھا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرضہ کے معاملہ میں مغل سردار بھی بہت سخت گیر ہوگا اور ہمایوں کے ناقابل برداشت مصائب کے باوجود وہ قرضہ معاف کرنے پر تیار نہ ہوتا ہوگا ۔ نیک دل اور مصیبت زدہ بادشاہ نے اس موقعہ سے فائدہ آٹھایا اور اس کی جان بچاکر اپنا قرض معاف کرالیا ۔ غالباً مغل سردار کے لیے بھی یہ سودا برا نہ تھا کہ رقم کے بدلے میں آس کو دو بارہ زندگی حاصل ہوگئی ۔

(۲) پہلور ۔ اسٹورٹ نے اس کو پیلپور پڑھا ہے اور بنرجی نے پیاپور ۔ اکبر نامہ (مطبوعہ کلکتہ) میں واصل پور اور اس کے غلط نامہ میں حاصل پور ہے۔ برٹش میوزیم کے تینوں نسخوں میں نیز میرے ذاتی نسخہ میں واصل پور ہی ہے ۔ قیاس کہتا ہے کہ تذکرۃالواقعات کے کاتبوں نے واصلپور ہی کو بگاڑ کر پہلور کردیا ہے (اکبر نامہ دفتر اول ص ۱۷۹ ۔ ذاتی نسخہ ۹۶ ۔ ترجمہ انگریزی جلد اول ص ۳۷۲) بنرجی ہمایوں بادشاہ جلد دوم ص ۶۱)

(۳) پہلودی ۔ جودھپور سے تیس کوس کے فاصلہ پر تھا (تاریخ سندھ ص ۱۷۶)

Marfat.com

نام بھیجا - (مالدیو) مذکور نے غدر نواھی کی اور تھوڑا سا میرہ خدمت میں بھیجدیا لیکن اس کے خیر خواہ ھونے کا کوئی ثبوت ایسا ظاھر نہ ھوا جس سے بادشاہ کو اطمینان ھوتا - راجو نامی بادشاہ کا ایک دربان تھا - وہ بھاگ کر مالدیو کے پاس گیا اور اس نمک حرام نے مالدیو سے کہا کہ بادشاہ کے پاس لعل ھیں - وہ ان سے طلب کرلے ، اسی دن جان محمد ایشک (۱) بھی بھاگ کر مالدیو کے پاس گیا اور اس کے دل میں یہ بات جمادی کہ وہ بادشاہ سے لعل طلب کرے - مالدیو نے اپنے آدمیوں کے سامنے یہ قرار داد پیش کی کہ بادشاہ سے لعل طلب کرو - یا تو لعل دیں گے یا پھر ھمارا ملک چھوڑ کر چلے جائیں گے -

اس وقت بادشاہ جوگی کے تالاب پر تھے اور منتظر تھے کہ اطراف سے مالدیو کی کیا خبر آتی ھے- جب یہ خبر معلوم ھوئی کہ مالدیو درپے آزار ھے اور حاضر ھونے کا ارادہ نہیں ھے، تو وھاں سے کوچ کرکے سامبھرا جھیل پر مقیم ھوئے (۲).

گیارھویں فصل

بادشاہ کا امرکوٹ کی جانب روانہ ھونا اور راستہ میں جنگ ھونا -

جب مالدیو کے متعلق یہ خبر معلوم ھوئی کہ وہ درپے آزاد ھے تو بادشاہ امرکوٹ کی جانب روانہ ھوے اور حکم نافذ کیا کہ روشن بیگ کوکہ اور شمس الدین محمد لشکر سے باھر جائیں اور راھبر بلا کر لائیں تاکہ وہ امرکوٹ کے راستہ کی رھبری کرسکیں - چنانچہ وہ دونوں روانہ ھوگئے اور دوشتر سوار لےکر خدمت میں حاضر ھوے - حکم ھوا کہ ان کے اونٹ طویلہ میں باندھ دے جائیں اور ان کی تلواروں کو قبضہ میں لےکر ان کو نظر میں رکھیں - قاضی مہدی علی نے ان کو نصیحت کی اور سمجھایا کہ تم رھبری کرو، تم کو انعام و اکرام ملے گا - لیکن وہ دھقانی تھے ' کہنے لگے کہ ھم راستہ کیا جانیں ' اس کے بعد خنجر نکال کر ترسوں (۳) بیگ کے مارا - اس نے اپنی زندگی کی امانت موت کے خزانچی کے سپرد کر دی - انا للہ و انا الیہ راجعون -

---

(۱) جان محمد ایشک - علی گڑھ اور دھلی کے نسخوں میں ایشک کے بجائے ایشا لکھا ھے - اسٹوارٹ کے نسخہ میں ایشک ھی ھے -

(۲) امرکوٹ پہنچنے تک کے واقعات ابوالفضل نے زیادہ تشریح کے ساتھ بیان کیے ھیں - (دفتر اول ص ۱۷۹ - ۱۸۲)

(۳) تذکرۃالواقعات کے نسخوں میں ترسوں بیگ کو ترسم بنگ لکھا ھے - ترسوں بیگ بابا جلائر کا لڑکا تھا - (اکبرنامہ دفتر اول صفحہ ۱۸۱)

Marfat.com

اس کے بعد طویلہ میں جاکر اس نے اونٹ اور بادشاہ کے خاصے کے خچروں کو خنجر سے مارا - اس وقت سرکار میں کل دو گھوڑے اور ایک خچر تھا - اس واقعہ پر آدمی جمع ہوگئے اور ان دونوں دیہاتیوں کو مار ڈالا - لوگ حیرانی اور پریشانی میں رہے یہاں تک کہ منتشر ہونے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمیں چھوڑ کر کہاں جاؤ گے - تمہارے پاس کوئی دوسری جگہ نہیں ہے - خواجہ کبیر اور خواجہ عبیر اور مہتر رمضان جن پر کامل اعتماد تھا ، مالدیو کے پاس چلے گئے - آخر کار یہ قرار پایا کہ قبلہ کی سمت روانہ ہوں اور امراء آگے آگے چلیں ، ان کے پیچھے بادشاہ ، صبح ہونے تک اسی ترتیب سے چلتے رہے - (اس وقت) سواروں کی تین فوجیں عقب سے آتی ہوئی نظر پڑیں ، ہر فوج میں پانچسو کے قریب آدمی ہوں گے - بادشاہ نے فرمایا کہ امراء کہاں گئے - عرض کیا کہ راستہ بھول گئے ہیں - دریافت کیا کہ یہ جماعت جو پیچھے سے آرہی ہے دشمنوں کی ہے یا دوستوں کی ، پھر حکم دیا کہ جو اسباب گھوڑوں پر ہے ، اس کو اونٹوں پر لادا جائے اور وہ آدمی جو پیدل چل رہے ہیں گھوڑوں پر سوار ہو جائیں اس وقت کل سولہ سوار تھے - (۱) بادشاہ نے شیخ علی بیگ سے دریافت کیا کہ کیا کرنا چاہئے - اس نے عرض کیا کہ حضرت امام حسین کی لڑائی کا سا وقت ہے - کوشش کرنی چاہئے - زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ شہید ہوجائیں گے - شیخ علی بیگ نے پھر عرض کیا کہ حضرت میرے حق نمک کو معاف فرمائیں اور حق خدمت میں اپنا معاف کرتا ہوں - چند سوار بندے کے ہمراہ عنایت ہوں تاکہ میں جاکر خبر لاؤں کہ یہ کون لوگ ہیں - بادشاہ نے سات سوار ان کے ہمراہ کردیے - (۲) اور حق نمک معاف کر کے اس کی سلامتی کی دعا کی - اور رخصت کردیا شیخ علی بیگ نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ ہم تعداد میں تھوڑے ہیں اور وہ بہت زیادہ - ہم الگ الگ چلیں اور جب قریب پہنچیں تو تیر برسانے لگیں - فتحمندی خدا کے ہاتھ میں ہے - جو کچھ بھی نتیجہ ہو - اس جماعت نے ایسا ہی کیا - اور جب قریب پہنچے تو تیر اندازی شروع کردی ، خدا کے حکم سے فتح حاصل ہوئی - ان

---

(۱) احمد دین صاحب نے اپنے ترجمہ میں اسی سوار لکھے ہیں -

(۲) ارسکن نے بیس سوار لکھے ہیں - اس کے علاوہ مشہور مورخ نظام الدین احمد کا باپ بھی شیخ علی بیگ کے ساتھ تھا - (جلد دوم صفحہ ۲۴۵)

Marfat.com

باغیوں میں سے دو سوار تیروں سے زخمی ہوکر گھوڑے سے گر پڑے۔ ان کا گرنا تھا کہ تمام لشکر کو شکست ہوئی اور بری طرح مغلوب ہوئے۔ اس کے بعد شیخ علی بیگ نے بہبود چوب دار سے کہا کہ بادشاہ کو جاکر مبارک باد دو اور اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کرو۔ بہبود مذکور نے بدنصیب (شکست خوردہ) سپاہیوں کے سر کاٹ کر اپنے زین کے فتراک میں باندھ لیے اور بادشاہ کے پاس چلدیا۔ جوں ہی بادشاہ کی نظر اس پر پڑی، پوچھا یہ کون سوار آتا ہے۔ آدمیوں نے انداز سے بتایا کہ بہبود چوبدار معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اس کی آمد کو نیک فال سمجھا اور فرمایاکہ انشاءاللہ بہبود ہی ہوگا۔ (۱) اسی اثنا میں بہبود پہونچ گیا اور دشمنوں کے سر بادشاہ کے سامنے پیش کرکے مبارکباد عرض کی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ شیخ علی بیگ کو بلاؤ۔ بہبود واپس جاکر شیخ علی بیگ کو بلاکر لے آیا۔ بادشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت بادشاہ (۲) ہماری کشتیوں کو ملاحظہ فرماکر آگے بڑھیں اور ہم سب سپاہی پیچھے سے آتے ہیں چنانچہ یہ لوگ اسی طرح روانہ ہوئے۔

واقعہ اُن امراء کا جو راستہ سے بھٹک کر جدا ہوگئے تھے۔

یہ لوگ گائیں بھینسیں جیسلمیر سے لوٹ مار کرکے لائے اور ایک حوض کے کنارے اُترے اور عیش و عشرت میں مشغول تھےکہ بادشاہ وہاں پہنچ گئے۔ تمام امراءؑ نے دوڑ کر بادشاہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ بادشاہ نے وہیں نزول فرمایا اور جو واقعہ ہوا تھا ان لوگوں نے بادشاہ سے بیان کیا۔ تمام امراء نے معافی چاہی اور افسوس کیا کہ ایسے وقت پر ہم خدمت کرنے سے محروم رہے۔ ہاتھ اُٹھاکر دعا کی کہ خدایا رسول اللہ اور ان کی اولاد کے طفیل میں حضور

---

(۱) اس کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ بہتری ہی ہوگی۔

(۲) اس جگہ عبارت میں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ دہلی اور علیگڑھ کے نسخوں کے الفاظ اس طرح ہیں:۔ ''کہ حضرت بادشاہ کشتیہائے ایں بندگان را دیدہ پیش بردند و بندگان سپاہی حضرت دیدہ از عقب می آیم'' اسٹورٹ کا ترجمہ یہ ہے: ''اگر حضور والا آگے تشریف لےچلیں تو میں اپنے سات سو سواروں کے پیچھے سے حفاظت کرتا ہوا چلوں گا''۔ چوں کہ اسٹورٹ کا ترجمہ قابل اعتبار نہیں اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے پیش نظر نسخہ کی عبارت کیا ہوگی (صفحہ ۴۰)

Marfat.com

کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ قایم رہے ۔ القصہ دو قاصد جیسلمیر سے آئے اور کہا کہ راجہ مالدیو نے حضور کو بلایا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے ملک میں گائے ذبح نہیں کی جاتی اور آپ نے یہاں آکر گائے ذبح کی ، یہ اچھا کام نہیں کیا ۔ ہم آپ کے راستہ پر موجود ہیں، آپ (ہم سے بچکر) کہاں جا سکتے ہیں۔ بادشاہ نے امراء سے دریافت کیا کہ ان قاصدوں کو کیا جواب دینا چاہئے۔ امراء نے عرض کیا کہ نرمی سے کام نہیں چلتا بلکہ تلوار سے چلتا ہے حکم دیجئے کہ ان قاصدوں کو گرفتار کرلیں اور یہاں سے کوچ کرکے روانہ ہو جائیں ۔ جیسلمیر میں پہونچے تھے کہ گنواروں نے آکر جنگ شروع کردی ایک نیزہ پیر محمد اختہ کے لگا اور ناف کے پار ہوگیا ۔ شیخ علی بیگ پیر محمد کے پاس دوڑ کر آیا ، اس گنوار کو قتل کرکے پیر محمد کو چھڑا لیا ، ایک دوسری تلوار روشنک بیگ توشک بیگی کے سیدھے ہاتھ میں لگی اور اس کا ہاتھ بیکار ہوگیا ۔ اس کے پاس ترش بیگ دوڑ کر آیا اور اسے بچا لے گیا ۔ دوسری تلوار جو گنوار نے ماری ترشن بیگ کے ہاتھ میں لگی اور اس کی بیچ کی دو انگلیاں کٹ گئیں ۔ ظہر کے وقت جنگ شروع ہوئی تھی اور عصر کے قریب گنوار لوگ اپنے قلعہ کے اندر آگئے جیسلمیر سے پانچ کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا ۔ بادشاہ وہیں تشریف لے گئے اور خیمہ نصب کیے۔ اس گاؤں میں غلہ اور پانی کافی موجود تھا ۔ مگر آدمی کم تھے ۔ راجہ جیسلمیر نے اپنے بیٹے کو جس کا نام مالدیو تھا اس کام کے لیے مقرر کیا کہ پہلے سے وہاں پہونچ کر جہاں جہاں کنواں ہو اس کو ریت سے پر کردے تاکہ بادشاہ کی فوج پانی نہ ملنے سے عاجز ہو جائے ، اس نے ایسا ہی کیا اور تمام کنوؤں کو ریت سے بھر دیا ۔ بادشاہ نے وہاں سے کوچ کیا اور دو پہر کے وقت ایک کنویں کے کنارے پر پہونچے ، لیکن جس کنویں میں بھی ڈول ڈالتے تھے پانی نہیں نکلتا تھا ۔ تب معلوم ہوا کہ تمام کنویں ریت سے پر کردئے گئے ہیں ۔ وہاں سے روانہ ہوکر ظہر اور عصر کے درمیان دوسرے کنویں پر پہونچے اور ٹھیر گئے اور فرمانے لگے کیا اس کنویں میں بھی پانی نہیں ۔ رات ہوچکی تھی اس لیے مجبوراً قیام کیا اور ساری رات نہایت ہوشیاری سے چاروں طرف اونٹوں کا محاصرہ (۱) کیے رہے اور اونٹوں کے اس حلقہ سے باہر بادشاہ خود گشت کرتے رہے ،

(۱) ہم نے لفظی ترجمہ کیا ہے ۔ حاصل ترجمہ یہ ہے کہ لشکر کے چاروں طرف اونٹوں کو حفاظت کے لیے کھڑا کیا تھا ۔

Marfat.com

یہ خبر شیخ علی بیگ کو پہونچی وہ حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ حضور آرام فرمائیں، یہ غلام اونٹوں کے حلقہ کی خبر گیری کرے گا۔ اس پر بادشاہ اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور سو گئے۔ شیرخاں نے ایک افغان کو اس غرض سے بھیجا کہ موقع پاکر بادشاہ کو قتل کردے۔ اس نے بادشاہ کی تلوار جو بادشاہ کے پہلو میں رکھی ہوئی تھی چپکے سے نکال لی اور میان سے نصف ہی کھینچی تھی کہ لوگوں نے اس کو دیکھ لیا، اس نے تلوار رکھدی اور باہر آگیا۔ چوں کہ بادشاہ بیدار ہوچکے تھے، تلوار کو میان سے نکلا ہوا دیکھ کر بہت تعجب کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ سیدل خان عرف سنبل (۱) خدمت گار پلنگ کے پاس سو رہا تھا۔ اس سے پوچھا کہ یہ تلوار میان سے تونے نکالی ہے، اس نے کہا کہ بندے کی کیا مجال۔ بہرحال معاملہ یوں ہی رفت گزشت ہوگیا اور وہاں سے چل کر ایک ایسے مقام پر پہونچے جہاں چار کنویں تھے، تین کنوؤں میں پانی تھا اور ایک سوکھا تھا۔ تینوں کنوؤں میں سے ایک بادشاہ کے لیے ایک تردی بیگ کے لیے اور منعم بیگ کے لیے اور تیسرا خالد بیگ پسر میرخلیفہ، ندیم بیگ کوکہ، روشن بیگ کوکہ، میرمظفر ترکمان، علی بیگ اور ترشن بیگ کو دیا گیا۔ ڈول کسی کے پاس نہیں تھا۔ ڈول کے بجائے دیگ کو باندھ کر کنویں میں ڈالتے تھے اور اس میں اونٹ کو باندھ کر ہانکتے تھے اور جب دیگ اوپر کھنچکر ہاتھ آجاتی تھی تو نقارۂ بجاتے تھے۔ اس کے بعد خبر ہوتی تھی اور کنویں میں رسی پھر ڈالی جاتی تھی اس طرح بہ ہزار دقت پانی حاصل ہوتا تھا۔ پانی کی خاطر آپس میں جھگڑا بھی ہو جاتا تھا اور (پھر بھی) پانی فراخی سے نہیں ملتا تھا۔ ملازمین کی ایک جماعت بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ تردی بیگ اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے ساتھ پانی رکھتا ہے اور جب ہم اس کنویں کے پاس جاکر اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے لیے پانی طلب کرتے ہیں تو وہ پانی دینے سے انکار کردیتا ہے۔ حضور اس کو (تردی بیگ) کو تاکید کردیں، ورنہ ہماری اس سے لڑائی ہو جائے گی۔ اور انجام کار ہم مارے جائیں گے یا پانی حاصل

---

(۱) گلبدن بیگم نے بھی ایک سنبل کا ذکر کیا ہے، لیکن وہ ہزار سواروں کا افسر تھا۔ چوں کہ جوہر صرف لکھتا ہے کہ سنبل خدمتگار تھا، اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سردار سنبھل نہیں بلکہ معمولی ملازم ہے جس کا ذکر دوسری تاریخوں میں نہیں۔ (گلبدن بیگم۔ ہمایوں نامہ صفحہ ۶۶)

Marfat.com

کر کے رہیں گے۔ بادشاہ نے سوچا کہ اس میں بڑی خرابی ہوگی، پس بادشاہ بہ نفس نفیس گھوڑے پر سوار ہوے اور کنویں پر تشریف لے گئے اور ترکی زبان میں فرمایا کہ غلاموں کے خیالات تمہاری طرف سے اچھے نہیں، تھوڑی دیر کے لئے اپنے آدمیوں کو پانی بھرنے سے روک دو۔ چنانچہ تردی بیگ نے اپنے آدمیوں کو پانی بھرنے سے روک دیا۔ شاگرد پیشہ لوگوں نے پانی بھرا۔ بعض آدمیوں کو پانی ملا اور بعض کو نہیں ملا۔ مختصر یہ کہ وہاں بھی پانی کی سخت تکلیف رہی۔ اس کے بعد راجہ جیسلمیر کا بیٹا سنبھل (۱) باندھکر سامنے سے نمودار ہوا اور حاضری کے غرض سے اپنے ایک آدمی کو بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور کہلوا دیا کہ راجے مالدیو نے آپ کو بلایا تھا۔ آپ نے اس کی حکومت میں گائے ذبح نہیں کی اس لیے آپ سے کوئی زیادتی نہیں ہوئی اس بدبخت نے غداری کی اور یہ اس کی نالایقی اور بدنصیبی تھی۔ بہتر ہوا کہ آپ ایسی ناپاک جگہ سے نکل آئے۔ چونکہ آپ اس طرف متوجہ ہوئے تھے، مناسب تھا کہ بندہ کو مطلع فرما دیتے، میں خدمت بجا لاتا، جیسا کہ زمینداروں کا قاعدہ ہے تشریف لائے اور ہماری ولایت میں گائے ذبح کی، ہندو اس چیز کو معیوب خیال کرتے ہیں، اگر اس مقام پر قیام فرمائیں تو بیل اور ڈول منگواؤں اور پانی سے حوض کو بھروا دوں۔ آپ کے آدمی اور چرواہے سیراب ہو کر پانی پی لیں، خادم کے وہ آدمی جن کو آپ نے قید کرلیا ہے، بے گناہ اور بے قصور ہیں ان کی رہائی کا حکم فرمایا جائے۔ تردی بیگ نے آکر عرض کیا کہ ان ایلچیوں کو رہا کردیا جائے۔ چنانچہ ان کو رہا کر کے رخصت کردیا۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ یہ اچھے آدمی ہیں اور فرمایا کہ اگلی منزل پر صرف ایک کنواں ہے، پانی کی قلت کی وجہ سے وہاں لوگ تکلیف اٹھائیں گے۔ اس لیے تین جگہ تقسیم ہو کر ہم چلیں تاکہ کنویں کا پانی سب کو مل جاوے۔ چنانچہ بادشاہ، تردی بیگ، تمر بیگ، [illegible] بیگ اور روشن بیگ کوکہ کے ہمراہ روانہ ہوئے، اس کے بعد منعم بیگ، ندیم کوکلتاش اور

---

(۱) سنبھل۔ اصل نسخوں میں اسی طرح لکھا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ کاتبوں نے کس لفظ کو بدلا ہے۔ اسٹورٹ صاحب اپنے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ "اس وقت جودھپور کے راجہ کا لڑکا اپنے ہاتھ میں ایک سفید جھنڈا لیکر ہمارے سامنے آیا" ارسکن نے بھی یہی لکھا ہے کہ راجہ جیسلمیر کا لڑکا سفید جھنڈا لیکر آیا۔ (جلد دوم صفحہ ۲۴۸)

Marfat.com

کچھ اور لوگ روانہ ہوئے، اور آخر میں شیخ علی بیگ مع چند دوسرے لوگوں کے روانہ ہوئے۔ باوجود اس طریقہ کے سے چلنے کے بھی بہت سے لوگ پیاس کی شدت سے ہلاک ہوگئے۔ وہاں سے دس کوس پر امرکوٹ قصبہ تھا۔ روشن بیگ نے آکر اپنا گھوڑا حضرت بیگم سے لے لیا، جب یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو بادشاہ نے اپنا گھوڑا حضرت بیگم کو عنایت کیا اور خود پاپیادہ روانہ ہوئے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ آفتاب خانہ(۱) سے اونٹ نکالا جائے، تاکہ ہم اس پر سوار ہوں، اونٹ لایا گیا بادشاہ اس پر سوار ہوئے، ایک کوس گئے ہوں گے کہ خالد بیگ کو معلوم ہوا اور اس نے اپنا گھوڑا بادشاہ کو پیش کیا' بادشاہ اس گھوڑے پر سوار ہوئے، اور سات سواروں کے ہمراہ امرکوٹ کے قلعہ کے اندر داخل ہوئے (۲) رانا نے اپنے تینوں بھائیوں کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجا، وہ حاضر ہوئے اور رکاب بوسی کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ آج اچھی گھڑی نہ تھی۔ علی الصباح آپ کے استقبال کے لیے (رانا خود) تشریف لائیں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ کا لشکر جو پیچھے رہ گیا تھا پہنچ گیا۔ دوسرے دن رانا نے حاضر ہوکر شرف رکاب بوسی حاصل کیا۔ اور عرض کیا کہ حضرت کی تشریف آوری مبارک ہو، یہ خادم دو ہزار سوار سودہ قوم کے

---

(۱) جوہر کا مقصد لفظ ''آفتاب خانہ،، سے فوج کا وہ حصہ (دستہ) جس کی سپرد پانی لے جانے کا کام ہوگا، اسٹورٹ اور ارسکن نے '' محکمہ آفتابہ،، لکھا ہے۔ (ارسکن جلد دوم صفحہ ۲۴۹ اسٹورٹ صفحہ ۴۳)

(۲) گلبدن بیگم لکھتی ہیں۔ '' بہ عمرکوٹ رسیدند کہ جائے خوب ست و تالاب بسیار دارد۔ رعنا پیشو از حضرت آمد و درون قلعہ برد منزلی خوب داد و مردم امرا را بیرون قلعہ جاداد،، (صفحہ ۵۸) ۔ ابو الفضل نے اس کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے۔ ''دھم جمادی الاول بعد از عسرت معیشت و تنگی آب بآن حصن حصین کہ مطلع نیر جلال و مخزن گوہر اقبال ست، شرف نزولی ارزانی داشتند، حاکم قلعہ رانا پرساد نام داشت قدوم عالی را پیرایہ افتخار دولت خود دانستہ خدمات پسندیدہ بہ تقدیم رسانید،، ارسکن نے بھی رانا کا نام پرساد لکھا ہے لیکن تاریخ معصومی میں بیرسال ہے (تاریخ معصومی صفحہ ۱۷۷ اکبر نامہ۔ دفتر اول صفحہ ۱۸۲)۔

Marfat.com

اور پانچ ہزار قوم شحنہ (۱) کے جو ہمارے جدی برادر ہیں، کل سات ہزار سوار تیار ہیں، اور دل و جان سے کوشش کرکے ٹھٹھ اور بھکر کا تمام ملک بادشاہ کے قبضہ میں لے آئیں گے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس خزانہ نہیں ہے کہ تیر اندازوں کو دیا جائے۔ ہاں امراء کے پاس روپیہ ہے، ہم ان سے لے لیں گے، شاہ محمد خراسانی نے عرض کیا کہ مجھے وہ جگہ معلوم ہے جہاں امراء کا روپیہ رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ نے اپنے کپڑے دھلنے کے لیے دئے تھے، اور غسل کے کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے تھے۔ ایک جانور اڑتا ہوا خیمہ کے اندر آ گیا، بادشاہ نے خود کھڑے ہوکر دروازہ بند کیا اور اس کو پکڑ لیا۔ قینچی منگواکر اس کے پر کاٹے اور مصور سے فرمایا کہ اس کی نشست کی تصویر کاغذ پر کھینچی جائے اس کے بعد جانور کو جنگل میں چھوڑ دیا جائے۔ پھر حکم دیا کہ امرا طلب کیے جائیں۔ جب تمام امراء آگئے تو فرمایا کہ وہ روپیہ دیں نوکر جائیں اور شاہ محمد خراسانی کے ہمراہ جہاں کہیں بھی روپیہ ملے لے آئیں۔ دیگ اور طبق کے سوا جو کچھ اسباب امراء کے خیموں میں ملے لے آئیں۔ آدمیوں نے دوڑ کر امراء کے اونٹوں کے ہودے، تھیلے اور بیگ کاٹ ڈالے، روپیہ اور قیمتی کپڑے نکال لائے اور (کل سامان) حضور کے سامنے پیش کردیا۔ ایک ضعیفہ نے اس حال میں اپنا صندوقچہ حسین قورچی کو بطور امانت سپرد کیا کہ امن و امان ہونے تک امانۃً اس کو اپنے پاس رکھے۔ حسین مذکور اس صندوقچہ کو باہر لے جا رہا تھا کہ حافظ محمد سلطان عرف رخنہ نے اس کو گرفتار کرلیا اور بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جب صندوقچہ کھولا گیا تو سونے کی تین اینٹیں

---

(۱) فارسی نسخوں میں ان قوموں کے نام سودہ اور شحنہ لکھے ہیں۔ سودہ تو مشہور راجپوت قبیلہ جس کا راجا امرکوٹ میں حکومت کرتا تھا۔ شحنہ۔ گلبدن بیگم کے ہمایوں نامہ اور تذکرۃ الواقعات کے اس نسخہ میں جو ارسکن کے پیش نظر تھا سمنیچہ لکھا ہے۔ چنانچہ انگریز مورخین نے اپنی کتابوں میں بھی سمنیچہ ہی رکھا ہے۔ سندھ گزیٹر میں ہندو اقوام کی جو فہرست دی ہوئی ہے اس میں یہ نام شامل نہیں لیکن راجپوت قبیلوں میں سحتہ یا سہتہ نام کا ایک قبیلہ موجود ہے۔ (گلبدن بیگم ہمایوں نامہ صفحہ ۵۹۔ سندھ گزیٹر جلد دوم صفحہ ۱۸۷۔ ارسکن جلد دوم ص ۲۰۰)۔

Marfat.com

اور سونے کی جڑاؤ چند اشیاء اور بیالیس طلائی اشرفیاں (۱) برآمد ہوئیں ۔ کافور کو حکم ہوا کہ حسن کے کانوں کی گدیاں کاٹ کر چھوڑ دیا جائے ۔ کافور نے پورا کان کاٹ ڈالا ، بادشاہ کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ پورا کان کیوں کاٹا ، رومال سنگوایا اور اس کے کان کو اپنے ہاتھ سے باندھا اور بہت دل جوئی کی اور کافور کو ملازمت سے برطرف کردیا ، اور امراء کا جو کچھ مال ہاتھ آیا تھا ، اس میں سے نصف مالکوں کو واپس کردیا اور باقی نصف نوکروں کو عنایت فرمایا ، کپڑوں میں سے دو حصہ مالکوں کو واپس کئے گئے اور ایک حصہ خاصہ کے لیے رکھا گیا ۔

اس کے بعد رائے رانا سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے ۔ اس نے عرض کیا کہ ٹھٹھ جانا چاہئے اور جون (۲) کے مقام پر قیام کرنا چاہئے ۔ کیونکہ اس گردونواح کے آدمی خدمت والا میں حاضر ہوں گے نیک ساعت دیکھ کر بادشاہ نے کوچ کا ارادہ کیا (۳) اور اپنے اہل و عیال کو قلعہ امرکوٹ میں چھوڑا ، اور سفر کو روانہ ہوئے ، بارہ کوس پر ایک حوض تھا ، معہ لشکر کے وہاں قیام فرمایا ۔

---

(۱) اصل نسخوں میں طلائی اشرفیاں لکھا ہے ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کاتبوں نے طلائی کو علائی بنا دیا ہے ۔ اسٹورٹ نے بھی گولڈ مہر ترجمہ کیا ہے ۔

(۲) جون ۔ ابوالفضل لکھتا ہے کہ یہ مقام دریائے سندھ کے کنارے پر واقع تھا اور اپنی شادابی اور پیداوار کے لحاظ سے اس ملک کے مشہور مقامات میں اس کا شمار ہوتا تھا ۔ (اکبر نامہ دفتر اول صفحہ ۱۸۰ ۔ جیرٹ ترجمہ آئین اکبری جلد دوم صفحہ ۳۴۰) ۔

(۳) جوہر نے اس کا ذکر نہیں کیا لیکن دوسری تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ کا باپ شاہ حسن مرزا کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور راجہ کی خواہش تھی کہ اس سے انتقام لے ۔ اسی وجہ سے اس نے راجہ کو مشورہ دیا ہے کہ ٹھٹھ و بھکر کا علاقہ فتح کرکے واپس لینا چاہئے ۔ (طبقات اکبری صفحہ ۲۰۷ ۔ گلبدن بیگم ہمایوں نامہ صفحہ ۵۸) ۔

(بارھویں فصل)

شاہزادہ عالمیان محمد اکبر خلداللہ ملکہ کا امرکوٹ میں پیدا ہونا

حوض کے کنارے پر مقیم تھے کہ صبح کی نماز کے وقت ایک قاصد امرکوٹ کے قلعہ سے آیا اور بادشاہ کے دربار میں مبارک باد پیش کرتے ہوئے عرض پرداز ہوا کہ حق تعالیٰ نے ایک نیا مہمان یعنی فرزند دلبند، حضور کے کاشانۂ دولت کو مرحمت فرمایا ہے۔

پشت دوتائے فلک راست شد از خرمی تا چو تو فرزند زاد مادر ایام را

اس خبر کے سننے سے بادشاہ بہت مسرور ہوئے۔ شہزادہ خلد اللہ ملکہ کی پیدائش سنیچر کے دن چودھویں شعبان کو ہوئی تھی (۱) چودھویں رات کے چاند کو بدر کہتے

(۱) اکبر کی پیدائش کی تاریخ کے متعلق ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ ابوالفضل، نظام الدین اور فرشتہ نے یکشنبہ پنجم رجب سنہ ۹۴۹ ھ بتائی ہے لیکن جوہر نے چودہ شعبان اور ہفتہ کا دن لکھا ہے۔ اس پر بعض مورخین نے قیاس آرائیاں کی ہیں مثلاً ڈاکٹر اسمتھ اپنی مشہور کتاب اکبر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ پیدائش کی صحیح تاریخ کو چھپا کر کوئی دوسرا دن بتلادیتے ہیں چنانچہ اکبر کی تاریخ پیدائش میں بھی یہی عمل کیا گیا۔ صحیح تاریخ ۱۴ شعبان کو چھپایا گیا اور سرکاری تاریخ ۵ رجب مقرر کی گئی۔ اسمتھ کی یہ رائے اس لیے قابل تسلیم نہیں کہ گلبدن بیگم نے تاریخ پیدائش خود اکبر کی والدہ حمیدہ بانو بیگم سے دریافت کر کے لکھی ہے اس میں شک نہیں کہ جوہر کا بیان ایک خاص اہمیت رکھتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تاریخ لکھنے میں غلطی کر گیا ہو۔ ابوالفضل، نظام الدین، فرشتہ اور معصوم کے علاوہ جہانگیر اپنی توزک میں صاف الفاظ میں لکھتا ہے کہ میں نے حکم دیدیا تھا کہ ہفتہ میں دو دن جانور ذبح نہ کیے جائیں "یکے پنجشنبہ کہ روز جلوس من ست و دیگر یکشنبہ کہ روز تولد پدر من ست" (اکبر نامہ دفتر اول ص ۱۸۳۔ فرشتہ جلد دوم ص ۲۱۱۔ طبقات اکبری ص ۲۰۷۔ توزک جہانگیری ص ۴۔ تاریخ سندھ ص ۱۷۷) گلبدن بیگم نے ۴ رجب اور اتوار کا دن لکھا ہے ص ۵۹)۔ بایزید کی تاریخ ہمایوں و اکبر میں "شب دوشنبہ ششم نہصد و چہل و شش" ہے۔ یہ یقینی غلط ہے۔

Marfat.com

ہیں ۔ محمد اکبر غازی بدرالدین والدنیا دونوں عالم کے چمکانے والے درگاہ شاہی میں تشریف فرما ہوئے ۔ جلال الدین اور بدرالدین ایک ہی نام ہے اور شب قدر کی سی روشنی کسی شب میں نہیں ہوتی ۔ پس اس چودھویں رات کی روشنی کا اثر ظاہر ہے جس نے دونوں جہان کو روشن کردیا ۔

الغرض جب بادشاہ نماز سے فارغ ہوئے تو امراء سلام کرنے حاضر ہوئے اس کے بعد بادشاہ نے اس بندہ خاکسار جوہر آفتابچی سے فرمایا کہ ہم نے تم کو ایک امانت سپرد کی تھی ۔ عرض کیا ، بے شک ۔ پوچھا وہ کیا تھی؟ عرض کیا کہ دو سو شاہرخی اشرفیاں ، ایک نقرئی دستانہ اور ایک مشک کا نافہ ۔ اشرفیاں اور دستانے حضور کے ارشاد کے بموجب ان کے مالکوں کو واپس کردے گئے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ وہ اشرفیاں اور دستانے ہم نے تم کو عنایت کی تھیں تم نے واپس کیوں دیدیں ۔ فقیر نے عرض کیا کہ حضور کے حکم سے ۔ حکم ہوا نافہ لاؤ ، فقیر نے خدمت میں پیش کیا ، پھر بادشاہ نے فرمایا کہ چینی کی ایک پلیٹ لاؤ ، وہ لائی گئی ، بادشاہ نے مشک کے نافہ کو کھولا اور امرا کو بلا کر مشک تقسیم کیا اور فرمایا کہ یہ اس فرزند دلبند کی خوشی میں ہے جو حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہم کو عنایت فرمایا ہے۔ تمام آدمیوں نے دعا کی اور مبارکباد پیش کی اور اس دن اسی منزل پر قیام فرمایا اور رسمی خوشیاں منانے میں مصروف رہے ۔ پس اے عزیز ! اسی خوشبو سے دنیا کے چاروں رکن معطر ہیں ۔ شام کی نماز کے وقت وہاں سے روانہ ہوئے ، پانچویں منزل پر اترے ہی تھے کہ بادشاہ نے دریافت فرمایا کہ جانی بیگ قزاق جو امرکوٹ کا حاکم تھا کہاں ہے؟ مخبر نے عرض کی جون کے مقام پر مقیم ہے ۔ وہاں سے پانچ سو سوار سمیچہ (۱) اور پانچ سو سوار سوڈھا اور ایک سو مغل شیخ علی بیگ کے ساتھ ایک جماعت ہوکر روانہ ہوئے ۔ دیکھا کہ جانی بیگ ایک جماعت کے ساتھ پانی کے کنارے کھڑا ہے ۔

اس کے پہنچتے ہی وہ جماعت فرار ہوئی اور جانی بیگ کو شکست فاش ہوئی ۔ اس کے چند آدمی مارے گئے لیکن جانی بیگ اپنی جان بچا کر نکل گیا ۔ مگر اس کے سپاہی کام آئے ۔ اس کا ایک مغل جس کے چہرے پر بہت گہرا زخم لگا تھا مرزا قلی چولی کے ہاتھ آیا ، وہ اس کو پکڑ کر بادشاہ کی خدمت میں لایا اور ترکی

---

(۱) اس نام پر پہلے نوٹ دیا جاچکا ہے ۔ پیش نظر نسخوں میں اس جگہ سمیچہ ہے ۔

Marfat.com

زبان میں عرض کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے حضور کو نالائق کہا تھا ۔ فرمایا کہ اپنی سزا کو پہنچا ۔ اسے اسی حالت میں چھوڑ دو(۱) اور حکم دیا کہ جو لوگ جنگ میں گرفتار ہوئے ہیں ان سب کو قتل کردیا جائے ۔

وہاں سے کوچ کر کے مقام جون پہنچے ۔ مقام جون پر فتح حاصل کر کے ایک سرسبز و شاداب باغ میں قیام کیا اور وہ تمام زمیندار جو بادشاہ کی مدد کے لیے آئے ہوئے تھے اس باغ کے چاروں طرف جمع ہوئے ۔ حکم ہوا کہ باغ کے چاروں طرف خندق کھودی جائے ، ایک شخص کو متعین کیا کہ شہزادے اور اہل و عیال کو کچھ دن بعد مقام جون پہنچا دے ۔ بتاریخ ۲۰ رمضان امرکوٹ سے چل کر جون پہنچے اور اپنے ولی نعمت کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف قدم بوسی حاصل کیا ۔ شہزادہ کی پیدائش کے پینتیس دن کے بعد ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی(۲) ۔

اب پھر اصل واقعات کی جانب متوجہ ہوتا ہوں ۔ قلعہ سیوھان کے محاصرہ کے وقت ایک بندوقچی قلعہ کے اندر سے صحیح نشانہ لگارہا تھا ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ایک دن ایسا ہوگا کہ یہ بندوقچی اور وہ چور جس نے نصف تلوار میان سے باہر نکالی تھی اور بچ کر فرار ہوگیا تھا ، ہمارے ہاتھ آجائیں گے ۔ بادشاہ کے دل میں یہ دو ارمان تھے ، خدا کے حکم سے یہ دونوں شخص جون کے ایک محلہ میں ایک شراب فروش کے گھر پر بیٹھے بڑے فخر سے اپنے کارنامے بیان کررہے تھے اور گذشتہ واقعات کو فخر سے دھرا رہے تھے ۔ اتفاقاً یہ باتیں بادشاہ کے آدمیوں نے سن لیں اور ان کو پکڑ کر درگاہ عالی میں لے آئے ۔ بادشاہ نے گزشتہ واقعات دریافت کئے اور تفنگچی کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور دوسرے کو انعام و اکرام بخشا اور گرد و نواح کے آدمیوں کو حکم دیا کہ حاضر خدمت ہوں ۔ چناں‌چہ سوڈھا ، سمینجہ ، کچ اور جام کے رانا جو اس سے پیشتر بھکر کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے حاضر خدمت ہوئے ۔ تقریباً

---

(۱) اس واقعہ سے ہمایوں کی بردباری اور تحمل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے ۔

(۲) جوہر کے ان الفاظ سے اس کے پہلے بیان کی تصدیق ہوتی ہے ۔ یعنی ۲۰ رمضان کو جب اکبر مع اپنی والدہ کے جون کے مقام پر پہنچا تو وہ صرف ایک ماہ اور پانچ دن کا تھا ، لیکن گلبدن بیگم کی عبارت یہ ہے " درآں وقت جلال الدین اکبر بادشاہ شش ماہ بودند کہ در جون آوردند " (ص ۵۹ ۔)

Marfat.com

پندرہ سولہ ہزار سوار جمع ہوگئے - شاہ حسین مرزا کیمپ سے چار کوس کے فاصلہ پر دریا کے کنارے مقیم تھا ، ایک دن افطار کے وقت ماہ رمضان میں حضرت کے دست مبارک میں پانی تھا کہ اطلاع ملی کہ ترشن بیگ فرار ہوگیا - اس خبر سے خسرو ہند کو قدرے تکلیف پہونچی - فرمایا خدا یا! جوان مرجائے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور قضا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر لگا - جب ترشن بیگ فرار ہوکر شاہ حسین مرزا کے پاس گیا تو اس نے ایک غلام اس کو عطا کیا تھا - اس غلام سے ایک قصور ہوگیا تھا - جس پر ترشن بیگ نے اس کی ناک کاٹ لی - تین دن ہوئے تھے کہ اس غلام نے ترشن بیگ کا سرکاٹ لیا (۱) بہرحال نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ غازی نوراللہ مضجعہ صاحب کرامات ضرور تھے، اور بادشاہ کی کرامت چالیس اولیا کے برابر ہوتی ہے - بادشاہوں سے کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں - ''ولقد کرمنا بنی آدم'' (۲) خصوصاً جو خدا کا خلیفہ ہو - یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خلافت کہاں سے عطا ہوتی ہے - اس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے -

شاہ حسین مرزا نے رانائے مذکورکو ایک خلعت ایک اچھا خنجر اورکچھ شاہی تحفے بھیجے، اور لکھا کہ ہماری خیر خواہی کرو - رانا نے وہ خلعت بادشاہ کے سامنے پیش کیا - حکم ہوا مناسب ہوگا کہ یہ خلعت کتّے کو پہنا دی جائے - رانا نے ایسا ہی کیا - اور خلعت کتّے کو پہنا دیا - اور خنجر اس کی کمر میں باندھا - یہ خبر شاہ حسین مرزا کو پہونچی - بہت شرمندہ ہوا - اس کے بعد خواجہ غازی (۳) اور رانا میں کچھ نا مناسب اور سخت و سست گفتگو ہوگئی - رانا نے برافروختہ ہوکر کہا مغلوں کی خدمت کرنا بے سود ہے اور وہاں سے کوچ کرکے روانہ ہوگیا - اس کے جاتے ہی سارے زمیندار منتشر ہوگئے - بادشاہ نے بہت دلاسا دیا - لیکن کچھ فایدہ نہ ہوا -

---

(۱) اس واقعہ کی تصدیق گلبدن بیگم کے بیان سے ہوتی ہے - (صفحہ ٦٠)

(۲) قرآن شریف سورۂ بنی اسرائیل -

(۳) خواجہ غازی کے اثر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس کی بیوی نے اکبر کو دودھ پلایا تھا - وہ مالیات کا ماہر تھا اور اسی بنا پر ہمایوں بادشاہ نے اس کو اپنا دیوان مقرر کیا تھا - بیورج کا خیال ہے کہ خواجہ غازی کی بیوی مہم انگا تھی - (انگریزی ترجمہ اکبر نامہ - جلد اول صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۴)

Marfat.com

دوسرے دن منعم بیگ فرار ہوکر شاہ حسین مرزا کے پاس آگیا اور اس سے کہا کہ بادشاہ نے میدان میں اپنے خیمے نصب کیے ہیں اورکوئی پناہ گاہ بھی اس وقت نہیں ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی۔ حکم دیا کہ قلعہ (۱) کو درست کریں اور ہر چہار طرف خندق کھودیں۔ اپنے دست مبارک میں عصا لے کر قلعہ کو جگہ جگہ سے مختلف لوگوں میں تقسیم کرنے لگے اور فرمایا کہ نہایت تیزی کے ساتھ ٹھیک کرائیں۔ تین دن میں قلعہ تیار ہوگیا۔ جب شاہ حسین مرزا نے آکر قلعہ تیار دیکھا تو منعم بیگ سے کہا کہ جو کچھ تونے کہا تھا واقعہ اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ جانبین میں جنگ چھڑ گئی اور محمود گرد باز شہید ہوگیا۔ پھر خبر ملی کہ گجرات سے بیرم بیگ آ رہا ہے۔ بادشاہ نے تمام امراء کو اس کے استقبال کے لیے روانہ کردیا۔ وہ حاضر ہوا۔ اور قدم بوسی کی۔ بادشاہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ خدا کا شکر کیا کہ ہمارے دکھ درد کا شریک آ گیا۔ (۲) رات کافی ہوچکی تھی کہ شاہ حسین غلام بچہ نے قلعہ کے نزدیک آکر نفیری بجائی۔ آواز کے سنتے ہی بیرم بیگ روشن بیگ اور دیگر امراء قلعہ سے نکل آئے اور اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے بادشاہ نے بیرم بیگ کو قلعہ کے اندر آجانے کے لیے حکم صادر کیا اور کہا کہ روشن بیگ و دیگر امراء تعاقب کریں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب وہ شاہ حسین

---

(۱) اس جگہ قلعہ سے مراد بس یہی ہے کہ خندق چہار طرف کھود کر لشکر گاہ کا فوری طور پر تحفظ کرلیا گیا تھا۔

(۲) بیرم خان، قنوج کی لڑائی کے بعد بھاگ کرسنبھل کے ایک زمیندار راجہ مترسین کے پاس پناہ گزیں ہوگیا تھا۔ لیکن راجہ نے شیرشاہ کے خوف سے اس کو شاہی آدمیوں کے سپرد کردیا۔ شیرشاہ نے بیرم خان کو عزت سے رکھا۔ لیکن بیرم خان موقع پاکر بھاگ نکلا اور اپنے ایک دوست ابوالقاسم کے ساتھ جو ہمایوں کے زمانۂ حکومت میں گوالیار کا حاکم تھا، گجرات پہنچ گیا۔ شیرشاہ کے ایک سفیر نے کچھ آدمی بیرم خان کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجے لیکن ابوالقاسم، بیرم خان کی جان بچانے کے لیے خود کو بیرم خان کہہ کر گرفتار ہوگیا۔ اس طرح بیرم خان گجرات پہنچا اور وہاں سے کاٹھیاوار کے راستہ سے سندھ آیا اور جون کے مقام ہمایوں کے پاس آگیا۔ اکبر نامہ میں یہ واقعہ موجود ہے۔

Marfat.com

کے لشکر کے قریب پہنچا تو اس کے (شاہ حسین) سردار بابر قلی سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ روشن بیگ نے نیزہ مارکر اس کو نیچے گرادیا۔ اتنے میں کسی نے روشن بیگ کے گھوڑے کی ٹانگ (۱) پر تلوار ماری۔ گھوڑا لشکر میں آکر زمین پر گر پڑا۔ کیونکہ توپچاق گھوڑے کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنے سوار کو منزل تک پہونچا دیتا ہے۔

اس کے بعد شیخ علی بیگ کو حکم دیا کہ چاچکا (۲) کے مقام پر جاکر رسد وغیرہ کے پہنچانے کا انتظام کریں۔ شیخ علی بیگ نے فوراً وہاں پہنچکر رسد بھجوائی۔ اس خبر کے سنتے ہی شاہ حسین مرزا نے سلطان محمود بھکری کو بادشاہ کے لشکر میں رسد رسانی کے ذرائع بند کرنے کے لیے متعین کیا اس پر بادشاہ نے فوراً الم تمر سلطان (۳) کو شیخ علی بیگ کی امداد کے لیے روانہ کیا۔ جب الم تمر سلطان شیخ علی بیگ کے پاس پہنچا تو اس کو (شیخ علی بیگ کو) اس کا پہونچنا ناگوار ہوا کیونکہ اس نے سوچا کہ جب ہم تنہا تھے تو قزاقی کرکے بھی نقصان پہونچا سکتے تھے لیکن اب اس کا موقع نہیں دونوں برابر ہوگئے، اب مجبوراً دونوں کو بالمقابل جنگ کرنا ہوگی۔

---

(۱) ہمارے پیش نظر نسخوں میں ''ساغری اسپ'' ہے۔ اسٹورٹ کے نسخہ میں شاید ساق ہوگا۔ ہم نے اسی بنا پر ترجمہ میں ''ٹانگ'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیونکہ عربی میں ساق پنڈلی اور موزہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اسی معنی میں فارسی میں مستعمل ہے۔

(۲) چاچکا۔ تاریخ معصومی میں اس مقام کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔ ''ولایت چاچکان در معموری و آبادانی وکثرت زراعت و بسیاری غلہ ممتاز است'' صفحہ (۱۶۸) لیکن تاریخ معصومی کے لحاظ سے شیخ علی کو بتورہ کے قلعہ سے غلہ لانے کے لیے بھیجا گیا تھا (صفحہ ۱۶۸)۔ ارسکن نے قلعہ کا نام نہیں لکھا ہے۔ غالباً جوہر کا مطلب چاچکا کے قریب و جوار سے ہے۔

(۳) الم تمر۔ تاریخ معصومی میں یہ نام اسن تیمور لکھا ہے۔ ارسکن نے ایشان تیمور لکھا ہے۔ (ارسکن جلد دوم صفحہ ۲۶۰) (تاریخ معصومی صفحہ ۱۸۹)۔

Marfat.com

چناں چہ آپس میں لوٹ پلٹ ہونے لگی۔ اس اثنا میں بادشاہ نے فرمایا کہ تین چار مرتبہ شاہ حسین مرزا جنگ کے ارادہ سے آیا ہے۔ اگر اب صبح کو پھر آیا تو ہم بھی باہر نکل کر جنگ کریں گے اور اس کا تعاقب کریں گے۔ اسی حالت میں دعا مانگی اور وہ گھوڑے جو نااہل لوگوں کے پاس تھے، لائق آدمیوں کے سپرد کیے گئے اور یہ طے پایا کہ کل جنگ ہوگی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ افطار کے بعد ایک پہر رات گزری تھی کہ ایک شخص دریا کی جانب سے آیا اور کہا کہ ایک آدمی دریا کے اس کنارے پر کھڑا کشتی مانگ رہا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دریافت کرو کون آدمی ہے۔ جو اس وقت کشتی مانگ رہا ہے۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا تو کون ہے کہ کشتی طلب کرتا ہے؟ اس نے کہا میں اسن تمر (۱) سلطان۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی گئی۔ فرمایا خدا خیر کرے! الغرض کشتی اس کے پاس لے گئے۔ اس نے حاضر خدمت ہوکر علی بیگ کے شہید ہوجانے اور اپنے شکست کھانے کا پورا قصہ بتایا۔ یہ طے کیا گیا تھا کہ صبح کو جنگ کریں گے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ اس شب کو بادشاہ اس درجہ فکرمند رہے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔

شاہ حسین مرزا ہتھیار اور اسباب طیار کرکے جنگ کے لیے سوار ہوجانا چاہتا تھا کہ محمد حسین بے نواز (۲) بھاگ کر اس کے پاس پہنچا اور عرض کرنے لگا کہ تمر سلطان کے لشکر نے شکست کھائی ہے اور شیخ علی بیگ مارا گیا۔ آج بادشاہ کے کیمپ میں یہ طے ہوا کہ قلعہ سے باہر آکر جنگ کی جائے تو کہاں جاتا ہے۔ صورت حال بہت نازک ہے۔ ممکن ہے تمہاری وجہ سے ان کو اس پریشانی سے نجات مل جائے چند روز تک دونوں طرف سے آمد و رفت بند رہی۔ کچھ دن بعد شاہ مرزا نے اپنا کام درست ہوتا ہوا دیکھا تو بابر قلی کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجا (۳)۔ وہ قند

---

(۱) اسن تمر۔ ارسکن نے ایشن تیمور لکھا ہے۔

(۲) محمد حسین بے نواز۔ فارسی نسخوں میں و نیز اسٹورٹ کے ترجمہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

(۳) جاسوس کا مطلب یہ تھا کہ ہمایوں اس قدر پریشان کہ اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ ممکن ہے کہ لڑائی سے اس کی پریشانی دور ہوجائے۔ ارسکن کا خیال ہے کہ شاہ حسین کو خوف تھا کہ مغل سپاہ یاس کی حالت میں زیادہ کوشش کریں گے اور اس صورت میں یہ ہی مناسب ہوگا کہ لڑائی ملتوی کی جائے۔

پارے اور کچھ میوے لے کر بادشاہ کی رکاب بوسی سے مشرف ہوا اور شاہ حسین مرزا کے قصور کی معافی چاہی اور کہا کہ وہ خود ندامت کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکا۔

اس پر بادشاہ نے دریافت فرمایا کہ تو بڑا ہے یا روشن بیگ۔ دونوں نے اپنی عمر کے سال گنے حساب کرنے سے روشن بیگ کی عمر کم نکلی۔ پھر دریافت کیا کہ تم دونوں کے درمیان جنگ کیونکر ہوئی۔ عرض کیا کہ روشن بیگ نے نیزہ مارکر بندہ کو گھوڑے سے نیچے گرادیا لیکن مار نہ سکا اور روشن بیگ کے گھوڑے کے ایک دوسرے شخص نے تلوار ماری۔ پھر فرمایا کہ شمشیر کا فیصلہ بہترین خصائل میں سے ہے۔ فوراً روشن بیگ سے ملو۔ بابر قلی نے روشن بیگ کو دریافت کیا اور آپس میں ایک دوسرے سے معافی مانگ لی۔ بادشاہ نے بابر قلی کو رخصت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب ہم اس جگہ سے کوچ کرتے ہیں۔

تیرھویں فصل

شاہ حسین مرزا کا پیش کش اور بادشاہ کا قندھار کی جانب کوچ کرنا

جب بابر قلی شاہ حسین مرزا کی خدمت میں واپس آیا تو اس نے عرض کیا کہ بادشاہ کوچ کرنے والے ہیں۔ ان کے سفر کے لیے کچھ سامان ہونا چاہیے۔ القصہ یہ قرارداد آپس میں ہوئی کہ دو ہزار بورے (۲) اور تین سو اونٹ غلہ سے لدے ہوئے روناِئی (۲) کے گاؤں میں پہنچادیں تاکہ وہ وہاں سے اپنا سامان وغیرہ درست کر کے جاسکیں۔ بادشاہ نے اسباب کشتیوں میں رکھوایا اور روناِئی کے موضع میں مقیم ہوئے غلہ اور اونٹ پہلے ہی سے وہاں پہنچ چکے تھے۔ بادشاہ نے اس مقام پر غلہ اور

---

(۱) پیش نظر نسخوں میں یہ عبارت کتابت کی خرابی سے کچھ بے ربط ہوگئی ہے۔ اردو ترجمہ قیاس کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ احمد الدین صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہی نہیں یا ممکن ہے کہ جو نسخہ ان کے پاس تھا اس میں یہ عبارت موجود نہ ہو۔ (دیکھو تذکرة الواقعات عرف ھایوں نامہ ص ۱۰۵)

(۲) خردار۔ اس کا لفظی ترجمہ تو یہ ہوا کہ اس قدر وزن کا بوجھ جو ایک گدھا لے جا سکے، لیکن شاید یہاں بوریوں سے مراد ہے۔

اونٹ ھر ایک کے اسباب کے موافق تقسیم کردئے اور سیوھان کی جانب روانہ ھوئے(۱)

ناصر خسرو مرزا کو جو بادشاہ ھوجاتے اور شاہ حسین مرزا کی لڑکی کے ساتھ شادی کے وعدہ کی وجہ سے (جس کا تذکرہ اس سے قبل ھوچکا ھے) مغرور ھوگیا تھا - نہایت ذلت اور رسوائی کے ساتھ (شاہ حسین نے) نکال دیا اور حکم دیدیا کہ مرزا یادگار ناصر کے ھر آدمی سے ایک شاہ رخی اور ھر اونٹ سے سات شاہ رخیاں اور ھر گھوڑے سے پانچ شاہ رخیاں وصول کرلیں - الغرض مرزا یادگار ناصر بادشاہ سے جدا ھوا - شاہ حسین مرزا نے ایسی بادشاھت اور دختر اسے دی کہ ھزار رسوائی اور ذلت کے ساتھ اس کو دریا کے پار نکلوادیا گیا - بہرحال اپنے ولی نعمت سے جدا ھوکر اس حالت کو پہنچا -

بادشاہ سیوھان سے کوچ کرکے دو راتوں میں فتح پور کنداوار پہنچ گئے اور دو رات سفر کرنے کے بعد وہ چشموں کے درمیان منزل کی جس میں سے ایک تلخ اور دوسرا شیریں تھا - وھاں دریافت کیا کہ ان میں سے کون سا چشمہ شیریں ھے - مخبر نے عرض کیا سات کوس پیچھے رہ گیا - بادشاہ نے اعتراض کیا کہ شیریں چشمہ پرکیوں قیام نہیں کیا - یہ اشارہ شاہ حسین مرزا کا تھا کہ اس راستہ اور اس چشمہ پر نہیں لے گئے - بلکہ لشکر کو تلخ چشمہ پر چھوڑ دیا - (بادشاہ) خود ایک قلیل جماعت کے ساتھ وھاں سے واپس ھوئے - ایگ پہر رات گزری تھی کہ شیریں چشمہ پر نزول فرمایا - یہاں وضو کرکے نماز ادا کی اور میٹھا پانی پیا - آدمی وھاں سے پانی لے کر

---

(۱) روناٸی - دھلی اور عبدالسلام گلشن کے نسخوں میں ارناٸی ھے - اسٹورٹ نے روناٸی و روتاٸی دونوں لکھے ھیں - ارسکن نے روتاٸی لکھا ھے - لٹن لاٸبریری کے نسخہ میں بھی روناٸی ھے - چناںچہ ترجمہ میں یہی رکھا ھے -

(۱) ابوالفضل نے جون سے روانگی کی تاریخ ۷ ربیع الثانی سنہ ۹۵۰ھ (۱۰ جولاٸی ۱۵۴۳ع) دی ھے - محمد معصوم کے بیان کے مطابق شاہ حسین نے " صدھزار مثقال نقد و ساٸر اسباب سفر " کے علاوہ تین ھزار گھوڑے اور تین سو اونٹ بھی بھیجے تھے اور دریا پر پل باندھنے میں بھی مدد دی تھی - اس صلح اور پل بنانے کی تاریخ " صراط مستقیم " سے نکلتی ھے (یعنی ۹۵۰) - (دیکھو تاریخ سند از محمد معصوم ص ۱۷۹-۱۸۰ -

Marfat.com

لشکر میں واپس آئے اور اس روز اسی جگہ مقیم رہے۔

عصر کے وقت وہاں سے کوچ کیا۔ منزل قریب ہی تھی کہ آفتاب خانہ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا۔ بندہ خاکسار جوہر آفتاب چی نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اونٹ تھک جانے کے سبب آگے نہیں چل سکتا۔ آدمیوں کو حکم دیا کہ اس اونٹ پر سے سامان اتار کر منزل تک لے آئیں جو قریب ہی تھی۔ کسی شخص نے اس بات کی پروا نہ کی۔ یہ اونٹ پیچھے تھا کہ لٹیرے آن پہنچے اور دست درازی اور تیراندازی شروع کردی۔ ایک تیر جوہر آفتاب چی کے آکر لگا اور ایک تیر روئین توپ چی کے لگا۔ بندہ جوہر نے فریاد کی کہ لٹیروں نے آن گھیرا ہے اور خیموں کے علاوہ بوروں میں جو کچھ اسباب تھا لوٹ کر لیے جارہے ہیں۔ اس جماعت نے بھی فریاد کی۔ بادشاہ نے جب یہ شور سنا تو فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے۔ تردی بیگ نے عرض کیا کہ یہ ان آدمیوں کی آواز ہے جو کھیلتے ہوئے آرہے ہیں۔ بادشاہ نے پھر فرمایا کہ وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ڈاکوؤں نے گھیر لیا ہے۔ یہ کیسا کھیل ہے؟ اس پر خواجہ معظم گھوڑا دوڑا کر آئے اور دیکھا کہ ڈاکو تمام مال و اسباب چھین کر بھاگ گئے ہیں۔ اونٹ اور خیمے کو منزل پر لائے۔ وہاں سے روانہ ہوئے اور ایک جنگل میں قیام کیا۔ جہاں کی زمین میں یہ اثر تھا کہ موسم گرما میں لو چلتی جس سے انسانی اعضاء سست ہوجاتے اور کام کرنے کے قابل نہ رہتے۔ (طبیعت پر) ہیجان طاری ہوجاتا اور موسم سرما میں ایسی ٹھنڈ پڑتی کہ اگر شوربا(۱) دیگ سے نکال کر طباق میں رکھیں تو برف کی طرح جم جائے۔ غرض کہ کھانا اور کپڑا نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے اس منزل پر ایسی مصیبت اور پریشانی اٹھائی کہ بیان نہیں کی جاسکتی۔ بادشاہ کے پاس ایک پوستین تھی اس کے ابرے کو علاحدہ کرکے مہتر واصل کو طلب کیا اور فرمایا کہ اس پوستین کا بالائی حصہ بیرم بیگ کو پہنا دیں۔ کیوں کہ وہ سردی کھا گیا ہوگا اور ابرا مقرر انیس(۲) کو جو اب مقرر

(۱) اصل نسخوں میں آتش کا لفظ ہے، لیکن آش زیادہ مناسب ہے اور اسٹورٹ کے ترجمہ میں بھی شوربہ کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے اس کے نسخہ میں آش ہی ہوگا۔

(۲) ہمارے پیش نظر نسخوں میں کاتبوں نے اس نام کو بیش لکھا ہے، اسٹورٹ کے ترجمہ میں انیس ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

خاں ہوگیا تھا عنایت فرمایا - وہاں سے روانہ ہوکر شال مستان (۱) کے مقام پر جو قندھار کا پرگنہ ہے پہنچ گئے - بادشاہ سلامت باغ میں قیام پذیر تھے کہ ایک آدمی نے سامنے آکر سلام کیا اور کہا کہ مرزا عسکری کے متعلق بڑی کچھ خبر ہے - فرمایا کہ تجھے کچھ خبر ہو تو بیان کر- عرض کیا کہ آدمیوں کو ہٹادیجیے - وہ ایک طرف کردیے گئے ، لیکن بندہ خاکسار جوہر موجود رہا - اس نے کہا کہ اس کو بھی ہٹادیجیے - فرمایا کہ لڑکا ہے ، کوئی مضائقہ نہیں - اس نے عرض کیا کہ کل دن کے دوپہر سے پہلے پہلے مرزا عسکری آئے گا - وہ چاہتا ہے کہ حضور کے دشمنوں کی مدد کرے (بادشاہ) نے فرمایا کہ تجھے یہ خبر کہاں سے ملی - اس نے عرض کیا کہ میرا بیٹا مرزا مذکور کے ہمراہ آیا ہے - وہ کوتلی بیکمہ میں ایک پہاڑی درے میں گزرتے تھے (۲) یہ تنہا تھا ، جلد آگیا - اس خبر کے سنتے ہی بادشاہ منزل پر واپس آئے - جو کچھ موجود تھا ، اس سے روزہ افطار کیا ، سحر کے وقت آش طیار کیا - اس کے بعد فرمایا کہ ہندوستان کے آدمی عجیب وفادار ہوتے ہیں (۳) پھر غلاموں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو - انشاءاللہ تعالی مقصد دوستوں کے مدعا کے مطابق پورا ہوگا - وہ بادشاہ کی سلامتی کے لیے دست بدعا ہوئے - بادشاہ نے فجر کی نماز ادا کی اور اس کے بعد آرام کے ساتھ سوگئے - اور لوگ بھی ادھر ادھر اپنے کاموں میں مشغول ہوئے - دوپہر کا وقت تھا کہ جنگل کی طرف سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور دریافت کرنے لگا کہ بادشاہ کیا کررہے ہیں وہ بہت تیزی کے ساتھ آیا - آدمیوں نے کہا کہ اپنے گھوڑے کو اسی جگہ چھوڑ دو اور آگے چلے جاؤ اس نے نہ چھوڑا اور لگام اپنے ہاتھ پر

---

(۱) ابوالفضل نے شال لکھا ہے ، یہ کوئٹہ کا پرانا نام ہے - اسی طرح مستان درحقیقت مستنگ ہے (اکبر نامہ - دفتر اول ص ۱۹۰) - جوہر کی طرح بعض اور کتابوں میں بھی شال مستان کو ایک مقام کہا گیا ہے - لیکن یہ غلط ہے - ابوالفضل کی روایت صحیح ہے - ہم کو یہ نہ بھولنا چاہیے کہ جوہر نے حافظہ کی بنیاد پر اپنی کتاب مرتب کی ہے -

(۲) اصل نسخوں میں یہ عبارت کچھ مشکوک معلوم ہوتی ہے - اسٹورٹ کا ترجمہ دیکھ کر شک اور زیادہ بڑھ جاتا ہے -

(۳) فارسی نسخوں میں معجب لکھا ہے - اگر اس کو معجب ہی پڑھتے ہیں تو عبارت مہمل ہوجاتی ہے - غالباً عجیب یا عجب ہے - اس واقعہ کے متعلق جوہر کی روایت دوسرے مورخوں سے قدرے مختلف ہے - لیکن اختلافات جزوی اور غیر اہم ہیں -

Marfat.com

لپیٹ کر خیمہ کے اندر آیا - بادشاہ سورہے تھے - اس نے بیدار کردیا - اور عرض کرنے لگا کچھ خبر بھی ہے ؟ فرمایا نہیں - اس نے عرض کیا کہ مرزا عسکری آپ کی مخالفت کے لئے آرہا ہے - اس سے دریافت کیا - تیرا نام کیا ہے - اس نے جواب دیا کہ چوبی بہادر (۱) قوم روز بیگ اور قاسم حسین سلطان کا فرستادہ ہوں ، بادشاہ نے فرمایا ٹھیک ہے ، بیرم بیگ بلوایا گیا - اس سے مشورہ کیا - اس نے عرض کیا کہ اس جگہ سے روانہ ہوجانا چاہیے - بادشاہ نے فرمایا جنگ کرنا چاہیے - بیرم بیگ نے کہا کہ ہماری جماعت بہت قلیل ہے اور وہ ایک کثیر تعداد میں آئیں گے - بہتر یہ ہے کہ ہم اس جگہ سے نکل جائیں - بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس دو قرابینیں (۲) ہیں اور اکثر ملازم بندوقچی ہیں - ان بدنصیبوں پر ہم آتش باری کریں گے - جو خدا چاہے گا وہی ہوگا - چوں کہ مرزا کا لشکر زیادہ تھا اور ان کے آدمی قلیل تھے - اس لیے روانگی ہی طے پائی (۳) بادشاہ نے تردی بیگ سے گھوڑا طلب کیا - اس نے انکار کردیا - بہرحال حضرت بیگم کو گھوڑے پر سوار کر کے لشکر سے باہر لے آئے اور روانہ ہوگئے - کل بیالیس نفر تھے - چالیس مرد اور دو عورتیں - ایک حضرت مریم مکانی بیگم صاحبہ اور دوسری حسن علی ایشک (۴) آقا کی بیوی جو ایک بلوچ کی لڑکی تھی - تمام نوکر وغیرہ جو موجود تھے شاہزادے کی خدمت میں چھوڑ دے گئے - اس وقت شاہزادہ کی عمر ڈیڑھ سال کی تھی - خواجہ سکندر مرزا عسکری

---

(۱) چوبی بہادر - یہ نام تذکرۃالواقعات کے نسخوں میں جو ہمارے پیش نظر ہیں اسی طرح لکھا ہے - ارسکن میں بھی یوں ہی ہے - لیکن اسٹورٹ نے جوئی بہادر لکھا ہے - اکبرنامہ میں جی بہادر ہے - ڈاکٹر بنر جی نے جے بہادر کردیا ہے (اکبرنامہ دفتر اول ص ۱۹۰ ترجمہ اسٹورٹ ص ۵۲ بنر جی جلد دوم ص ۹۶) -

(۲) اصل نسخوں میں ”کمان حزب جنگ“ لکھا ہے - اسٹورٹ کے ترجمہ میں قرابین ہے ، یہی صحیح معلوم ہوتا ہے -

(۳) یہ واقعہ ابوالفضل نے بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے (ص ۱۹۱) -

(۴) ابوالفضل کا قول ہے کہ حسن علی آقا ” در شجاعت و جلادت امتیاز داشت “ (ص ۲۲۳) -

Marfat.com

کے یہاں صدر تھے - وہ بادشاہ کے لشکر میں آئے - جب ان کو دیکھا تو کہا کہ مرزا کے آنے کا سبب یہ تھا کہ بادشاہ کی خدمت سے مشرف ہوجائیں - اس طرح جنگل میں کیوں چلے گئے - ایک گھڑی گذر گئی - مرزا عسکری بادشاہ کے کیمپ میں پہنچے - باوجود اس کے کہ شاہزادے کو مرزا کے سامنے لایا گیا اور مرزا نے اسے گود میں لیا - جو کچھ اسباب بادشاہ کے ساتھ تھا اس نے سب اپنے سامنے منگوایا - ایک صندوق بھی تھا جس میں عجیب وضع اور رنگ رنگ کے پتھر رکھے ہوئے تھے، چوں کہ وہ بھاری معلوم ہوتا تھا - اس کو لالچ پیدا ہوا - اور خیال کیا کہ سونا ہے - لیکن جب صندوق کھولا گیا تو پتھر نکلے - وہ بہت رنجیدہ ہوا - مختصر یہ کہ شہزادہ کو قندھار لے گئے (۱) خاکسار جوہر آفتاب چی بھی شہزادے کے ہمراہ قندھار گیا - قندھار پہونچ کر جوہر آفتاب چی وہاں سے فرار ہوگیا - اور (۲) ہری میں بادشاہ کی پابوسی کا شرف حاصل کیا - بادشاہ نے اپنی مبارک زبان سے ارشاد فرمایا - جس وقت ہم لشکر سے علاحدہ ہوئے تھے - ہمارے ساتھ چالیس ہندستانی سوار اور دو عورتیں تھیں - ایک مریم مکانی بیگم - اور دوسری بلوچ کے خاندان کی - راتوں رات چلے جاتے تھے کہ ایک کتے کی آواز کان میں پہونچی - فرمایا اس جگہ آبادی ضرور ہے - اسی اثنا میں بلوچی آ گئے اور راستہ روک لیا - بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم خود ان سے بات چیت کریں گے بلوچیوں نے دریافت کیا - تم کون لوگ ہو - بادشاہ نے فرمایا - ہم ہمایوں بادشاہ ہیں - بلوچیوں نے آپس میں گفتگو شروع کی کہ ملک خطی (۳) اس طرف ہے ، اور بادشاہ ہم تک پہونچ گئے ہیں - ہم کو چاہئے کہ ان کو ٹھہرائیں - انہوں نے عرض کیا کہ حضور والا اوپر تشریف لے آئیں - کسی کو

---

(۱) جوہر نے صاف الفاظ میں نہیں کہا - لیکن ظاہر ہے کہ ہمایوں کو اس کا موقع ہی نہیں مل سکا کہ اکبر کو ساتھ لے جاتا - بایزید کی عبارت یہ ہے " ایشان را فرصت آں نہ شد کہ نواب شہزادہ عالمیان جلال‌الدین محمد اکبر مرزا را بخود ہمراہ سازند،، (تذکرہ ہمایوں و اکبر ص ۷۰۸)

(۲) یعنی ہرات

(۳) ملک خطی - اکبرنامے میں ملک ہاتی بلوچ ہے - ابوالفضل نے اس کو " قافلہ سالار راہزناں،، کہا ہے

بھیجدینا چاھئیے تاکہ ملک خطی کو خبر کردے - بادشاہ نے اس بلوچی عورت سے جو ھمراہ تھی دریافت کہ یہ بلوچی کیا کہہ رھے ھیں - مسماۃ مذکور نے کہا کہ وہ آپس میں یہ کہہ رھے تھے کہ ملک خطی اس طرف ھے - اور بادشاہ ھمارے پاس پہونچ گئے ھیں - جس وقت تک ملک خطی آئے بادشاہ کو ٹھیرانا چاھئیے - بلوچیوں نے کہا کہ تشریف لائے - اس کے بعد بادشاہ تشریف لے گئے - بلوچیوں کی اس جماعت نے سلام کیا - انہوں نے ایک قالین بچھایا - بادشاہ وھاں فروکش ھوئے - ان کے پیچھے حضرت بیگم اور کچھ فاصلہ پر خواجہ عنبر تھے - چوں کہ صبح ھو چکی تھی ، بادشاہ نماز فجر ادا کرنے کھڑے ھوگئے - نماز سے فارغ ھوئے تھے کہ ملک خطی پہونچ گیا - بادشاہ نے فرمایا جب ملک خطی آرھا تھا تو میرے دل میں یہ خیال گذرا تھا کہ اگر اس شخص کی نیت ٹھیک ھے تو ھمارے سیدھے ھاتھ کی جانب آئے گا - مگر وہ بائیں ھاتھ کی طرف آرھا تھا - لیکن آتے میں یکایک سیدھی طرف مڑ گیا اور حاضر ھوکر سلام کیا - اس کی خیریت دریافت کی - اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ اس کے تین روز قبل مرزا کامران کا فرمان پہونچا تھا کہ جس وقت ھمایوں بادشاہ اس طرف آئیں تو تم ان کو جانے نہ دینا اور فوراً گرفتار کر لینا - بادشاہ کی تشریف آوری ھمارے سر آنکھوں پر لیکن مناسب یہ ھے کہ حضور سوار ھو جائیں تاکہ میں اپنی سرحد تک پہونچادوں - بادشاہ سوار ھوئے - اور پندرہ کوس تک ساتھ جاکر اس نے اپنی سرحد تک پہونچا دیا (۱) اور پھر اجازت چاھی - اب گرم سیر کے مقام پر جو خراسان اور قندھار کی سرحد ھے پہونچ گئے - (۲) سید عبدالحق کو جو گرم سیر کا (۳) حاکم تھا خبر ملی لیکن اس کم عقل نے انسانیت کا برتاؤ نہیں کیا - اس کے ایک غلام نے بادشاہ کی میزبانی کی اس غصہ میں اس نے غلام کو اندھا کروادیا - اس منزل پر تھے کہ خواجہ جلال الدین محمود جو مرزا عسکری کی ملازمت میں تھا قندھار سے فرار ھوکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ھوا (۴) - پردے خیمے

---

(۱) احمدالدین صاحب نے اپنے ترجمہ میں بجائے پندرہ کوس کے سو میل لکھے ھیں - یہ غلط معلوم ھوتا ھے -

(۲) اکبرنامہ میں عبدالحئی ھے - (ص ۲۰۲)

(۳) گرم سیر - قندھار کے مغرب میں وہ علاقہ ھے جس میں دریائے ھلمند بہتا ھے اور جو سیستان تک چلا جاتا ھے - (جیرٹ جلد دوم ص ۳۹۴)

(۴) ابوالفضل لکھتا ھے کہ عبدالحئی مرزا عسکری کی طرف سے روپیہ وصول کرنے کے لئے آیا ھوا تھا -

Marfat.com

خچر اور گھوڑے جو وہ ساتھ لایا تھا بادشاہ کو پیش کر دئے - بادشاہ نے کہا کہ ہم اپنے بیوتات خانہ کا انتظام تمہاری سپردگی میں دیتے ہیں - اس نے شکریہ ادا کیا - وہاں سے کوچ کرکے منازل طے کرتے ہوئے سیستان پہونچے اس شہر کا حاکم محمد سلطان (۱) جو حضرت عالم پناہ شاہ طہماسپ کے امراء میں سے تھا ، بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا - اس نے ایک گھوڑا لیاتہ القدر نامی پیش کیا - بادشاہ کو گھر مہمان رکھا - جو کچھ حق خدمت تھا بجا لایا - اور عرض کیا کہ یہاں سے قندھار قریب ہے - جو شخص ملازموں میں سے شکستہ حال ہو کر رہ گیا ہو وہ خدمت والا میں حاضر ہو جائے گا آپ یہاں قیام فرمائیں - چند روز وہیں رہے - اس کے بعد حاجی محمد خاں کوکہ و حسن بیگ کوکہ و کامران مرزا نے شرف رکاب بوسی حاصل کیا - بیرم بیگ و دیگر امراء نے یہ مشورہ دیا کہ اس جگہ پر قیام کرنے سے شاہ عالم پناہ شاہ طہماسپ کے دل میں کیا خیال پیدا ہوگا - آپ کے لئے مناسب یہ ہے کہ یہاں سے روانہ ہوجائیں اس کے بعد ایک ارادت نامہ شاہ عالم پناہ کی خدمت میں لکھ کر بھیجا کہ ہم آپ کے ملک میں آگئے ہیں - اب جو حکم ہو اس پر عمل کیا جائے - اس خط کی عبارت یہ ہے:

عرضداشت ارادت مشحون محمد همایون (۲)

بعد از ادائے وظیفہ دعا و اخلاص بے ریا کہ شہود مرضیہ اصحاب اختصاص ست مشہود باد - با وجود قات بندگی و کثرت شرمندگی خود را

---

(۱) دوسرے مورخین نے اس کو احمد سلطان شاملو لکھا ہے - (اکبرنامہ دفتر اول ص ۲۰۴ تذکرہ با یزید ص ۸)

(۲) ہمایوں کا خط مختلف کتابوں میں موجود ہے - سب سے پہلی تصنیف جس میں یہ خط نقل کیا گیا ہے '' تاریخ ایلچی نظام شاہ ،، ہے - اس کا مصنف برہان نظام شاہ کی طرف سے شاہ طہماسپ کے دربار میں سفیر تھا - یہ نسخہ برٹش میوزیم کے کتبخانہ میں موجود ہے - تذکرۃالواقعات کے اس نسخہ میں جو اسٹورٹ کے پیش نظر تھا یہ خط موجود نہیں - انڈیا آفیس کے نسخہ میں بھی خط کا صرف حوالہ ہی ہے - لیکن ہمارے پیش نظر جو نسخے ہیں ان میں خط شامل ہے - اس بنا پر بعض مؤرخوں کا خیال ہے کہ جوہر نے مکمل خط نہیں دیا تھا لیکن اس رائے سے اتفاق کرنا مشکل ہے - پیش نظر نسخوں میں جوہر کی عبارت صاف بتاتی ہے کہ اس نے خط نقل کیا ہوگا - سکمار رے نے اپنی کتابچہ '' ہمایوں ایران میں ،، یہ خط نقل کیا ہے - ہم نے اس سے مقابلہ کر کے تصحیح کی ہے -

Marfat.com

ذره مثال در نظر مہر سپہر حشمت و اجلال حضرت شاهی مظهر آگاهی و مظهر اوصاف کماهی الهی است درآورده (۲)، نموده می آید - که اگرچه چهرهٔ خود را در زمرهٔ خدام عالی مقام انتظام نه داده بود اما سراً در ربقهٔ محبت و اخلاص به رقبهٔ قالب چون رصاص همیشه متعلق ساخته‌خاطر بسوے حضور موفورالسرور فائزالنور آن حضرت که موجب وصول و حصول انواع سعادات و کرامات است می کشید و هر لحظه از توجه توجه توجیه وجه شریف شهد لطیف می چشید تا آنکه از مر دور دهر دون و از گردش چرخ بوقلموں واژگوں از فضائے سواد اعظم به‌تنگنائے بے هوائے اظلم سندھ رسید و شد - بیت :

بگزشت بر سرما انچه گذشت ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ جه به دریا وچه کہسار وچه دشت

اکنون طائر آرزو از برائے مشاهده جمال نیر عظمت و اجلال بال اقبال می کشاید، امیداز رحمت حضرت‌الهی آنست که بعد از دریافت دولت دریانوال که موجب وصول بسے از مرادات ست - مقالات و حالات ساخته و پرداخته انچه قابل عرض باشد معروض خواهد شد - انشاءالله تعالیٰ -

قطعه جو همایوں بادشاہ نے خود اپنی طبیعت سے موزوں فرمایا :

خسروا عمریست تا عنقائے عالی همتم ‏ ‏ ‏ قله قاف قناعت را نشیمن‌کرده است
روزگارے سفله گندم نما و جو فروش ‏ ‏ ‏ طوطی طبع مرا قانع بارزن کرده است
دشمنم شیرست‌وعمرے پشت‌بامن‌کرده‌بود ‏ ‏ ‏ ایندم از روئے عداوت رائے بامن‌کرده‌است
التماس ایں زشه دارم که بامن‌آن کند ‏ ‏ ‏ انچه با سلطان علی در دشت‌ارژن کرده‌است

حضرت شاہ عالم پناہ شاہ طہماسپ صفوی نے اپنے گماشتوں اور آمرا کے نام‌فرمان صادر کیے کہ ہر منزل پر جہاں همایوں بادشاہ پہنچیں ان کی خدمت بجالانے میں کوئی کوتاہی نہ ہو اور جیسی ہماری فرماں برداری کرتے ہیں، اُن کی فرمانبرداری اس سے دوگنی کریں - ایک خط بادشاہ کو ارسال فرمایا کہ بالکل اطمینان خاطر رکھیں - جو کچھ آن کا مقصد ہے وہ حسب منشا پورا ہوگا اور یہ بیت شاہ عالم پناہ کے خط کے عنوان پر خود اُن کے دست مبارک سے لکھا ہوا تھا :

مشکیں نفس غالیه‌آمیز سحرگاه ‏ ‏ ‏ مکتوب تو آورد صبا سلمه‌الله

اور انتہائی محبت کے ساتھ یہ شعر خط کے اندر درج تھا :

ہُمائے اوج سعادت به دام ما افتد ‏ ‏ ‏ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

(اس کے بعد) بادشاہ اس جگہ سے روانہ ہوئے -

چودھویں فصل

بادشاہ کا شاہ عالم پناہ کی طرف روانہ ہونا

جب خراسان کی جانب روانہ ہوئے اور ہری (ہرات) میں جو اس ولایت کا پایۂ تخت ہے پہونچے شاہ عالم پناہ کے صاحبزادے یہاں موجود تھے(۱) آن کے اتالیق محمد خاں نے جو حاکم تھا ، یہ منادی کرادی کہ سات سال سے لیکر ستر سال کی عمر تک کے لوگ بادشاہ کے استقبال کے لیے جائیں شہزادہ و محمد خاں اور تمام مخلوق نے استقبال کیا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ باغ مراد(۲) میں اقامت گزیں ہوئے۔ تقریباً ایک ماہ اس شہر میں مقیم رہے۔ شاہ عالم پناہ کی طرف سے ایک خط آیا کہ آپ مشہد تشریف لائیں ، وہاں ہم آپ سے شرف نیاز حاصل کریں گے۔ بوبک بیگ جو عبیر خاں کے امرا میں سے تھا بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا ۔ اس نے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ خانۂ کعبہ کا طواف کروں ۔ آپ کے ہمراہ چلنا چاہتا ہوں ۔ آپ کی وجہ سے شاہ عالم پناہ کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ وہاں سے فارغ ہوکر مکہ شریف چلا جاؤں گا۔ بادشاہ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا ۔ یہاں سے روانہ ہوکر مشہد مقدس پہنچے ۔ اس شہر میں شاہ قلی سلطان تھا ۔ اس

---

(۱) ان واقعات کی تفصیل اکبر نامہ اور تذکرۂ بایزید میں ملتی ہے۔ ابوالفضل اور بایزید دونوں نے شاہ طہماسپ کے اس فرمان کو بھی نقل کیا ہے جو شاہ مذکور نے محمد خاں حاکم ہری کے نام جاری کیا تھا اور جس میں اس نے نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے کہ ہمایوں کی مہمان نوازی کس طرح کی جائے۔
(اکبر نامہ دفتر اول ص ۲۰۶—۲۱۲ ، تذکرۂ بایزید ص ۱۲—۳۱)

(۲) اکبر نامہ اور بعض دوسری تاریخوں میں باغ جہاں آرا ہے (دیکھو ارسکن ۔ جلد ۲ ۔ ص ۲۷۹) ۔

Marfat.com

استقبال کے لیے حاضر ہوکر شرف قدم بوسی حاصل کیا اور ہر طرح سے خدمت اور مہماں نوازی کی۔ یہاں چالیس دن قیام رہا۔ ایک رات بادشاہ کے دل میں خیال آیا کہ سلطان دین و دنیا امام المومنین والمتقین حضرت امام علی موسیٰ الرضا علیہ التحیہ والثنا کے آستانہ کا طواف کریں۔ پانچ آدمیوں کو لےکر روانہ ہوے۔ دوست بابا قور بیگی، دوسرے مہتر واصل توشک بیگی، تیسرے میر یعقوب بیگ سفرچی، چوتھے کوچک بیگ اور پانچویں خاکسار جوہر آفتاب چی۔ جب اس مقدس مقام پر پہنچے تو دربان نے آستانے کی زنجیر کھولنا چاہی، لیکن زنجیر سخت ہوگئی۔ دربان نے عرض کیا کہ زنجیر نہیں کھلتی، بادشاہ دو تین قدم واپس آئے، لیکن پھر آستانہ کی طرف متوجہ ہوے، اور دل میں کہا، اے امام! جو شخص بھی اس آستانہ پر اپنی مراد لےکر حاضر ہوا، وہ با مراد واپس گیا، یہ غلام بھی ایک آرزو لےکر روضہ پر حاضر ہوا ہے اور امید رکھتا ہے کہ میری آرزو بھی پوری ہوگی۔ یہ کہکر دروازہ تک ہاتھ بڑھایا، فوراً دروازے کی زنجیر کھل گئی، گویا وہ علیحدہ ہی تھی۔ بادشاہ نے اس مقدس آستانہ کا طواف کیا۔ فاتحہ پڑھی اور اس کے بعد ایکہ جگہ پر جو اسی مقصد کے لیے تھی، بیٹھ کر قرآن خوانی میں مشغول ہوے۔ اس آستانہ کے متولی نے عرض کیا کہ حضرت چراغ کا گُل کاٹ دیجیے۔ فرمایا کہیں بے ادبی نہ ہوجائے اس نے کہا اجازت ہے۔ چنانچہ قینچی لےکر چراغ کی گل کو کاٹ دیا (۱) اور پھر فاتحہ پڑھ کر باہر تشریف لے آئے اور فرمایا کہ ایک کہان آستانۂ مبارک میں رکھدی جائے۔ اس کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کا خط آیا کہ قزوین میں آئیے۔ چنانچہ وہاں سے روانہ ہوکر دو رات دن میں نیشاپور پہنچے۔ وہاں سے چھ دن بعد سبزوار آئے۔ امیر شمس الدین سبزوار کا حاکم تھا۔ چوں کہ امیر موصوف میر برکہ کے رشتہ داروں میں سے تھا اور بادشاہ کو اس سے خصوصیت تھی (۲) وہاں چالیس روز مقیم رہے۔ وہاں سے تین شب کے بعد دامغان پہنچے۔ وہاں سے دو شب بعد بسطام آئے،

---

(۱) ہمایوں کے ان الفاظ پر کہ کہیں بے ادبی نہ ہوجائے اسٹورٹ نے نوٹ لکھا ہے کہ چونکہ وہ سنّی تھا اسلئے اس کو مزار کے اندر داخل ہونے کا کوئی حق نہ تھا

(۲) اصل نسخوں میں کچھ کتابت کی غلطی ہے۔ مثلاً امیربرکہ کو امبرکہ اور خصوصیت کوخصومت لکھا ہے لیکن اسٹورٹ کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نسخہ میں یہ عبارت صحیح ہے۔

Marfat.com

وهاں سے سمنان اور پھر قلعهٔ اغد (۱) پر۔ اس کے بعد چشمهٔ اسحاق پر اور وهاں سے قلعهٔ مسیمه پر پهنچے۔ اور اخروٹ کے ایک درخت کے سایه میں آرام فرمایا (۲)۔

بادشاہ جنگل کی طرف دیکھ رهے تھے که ناگهاں ایک قاصد نظر آیا۔ معلوم کیا که یه قاصد کس طرف جارها هے۔ اس نے حاضر هوکر سلام کیا۔ اس سے بادشاہ نے دریافت کیا، تم کهاں سے آئے هو۔ اس نے جواب دیا که قلعهٔ ظفر (۳) سے آرهاهوں۔ ارشاد فرمایا کوئی خبر لائے هو۔اس نے عرض کیا، جی هاں۔ فرمایا، پیش کرو۔ اس نے مرزا سلیمان کی عرضداشت پیش کی۔ بادشاہ نے اس کو پڑھ کر فرمایا ان بے وفا دودھ شریک بھائیوں کا عجب حال هے۔ حضرت بابر بادشاہ کے ساتھ اس قدر بے وفائی کی اور اب همارے ساتھ بے مروتی کر رهے هیں۔ مرزا سلیمان کے دودھ شریک بھائی جس کا نام علی قلی اندرابی (۴) هے۔ مرزا کامران کے کهنے میں آکر مرزا سلیمان کو مع اهل و عیال کے قید کرکے کابل لے گیا هے۔ اس کے بعد بادشاہ نے خط کا جواب لکھا " دعا پهنچے اور امید رکھیں، انشاءالله بهتر زمانه آئے گا۔ یه خط اس قاصد کو دے کر رخصت کیا اور نهایت مهربانی سے فرمایا، مرزا سلیمان سے همارا سلام کهنا اور یه که یه سب هماری وجه سے هے که تم یه تکلیف برداشت کر رهے هو۔ لیکن امید رکھو که اپنے مقصد کے موافق هی کام هوگا۔ آمین! یا رب العالمین "۔

نماز کے بعد وهاں سے کوچ کیا۔ لیمو کے عرق کی ایک بوتل تھی۔ سوار هوتے وقت جوهر نے جو باوجود آفتابچی هونے کے همرکاب میں رهتا تھا، مهتر ...

---

(۱) قلعه اغد۔ جو نسخے همارے پیش نظر هیں ان میں اسی طرح لکھا هے۔ اسٹورٹ کے ترجمه میں اغدوار ... اور ڈاکٹر بنرجی نے اغدوار پڑھا هے۔

(۲) ان مقامات و مناظر کا ذکر ابوالفضل اور بایزید نے نهیں کیا هے۔ لیکن چھوٹے مقامات ... میں فرق هے۔

(۳) پیش نظر نسخوں میں " بیدا بے ضفر " هے۔ اسٹورٹ نے اپنے ترجمه میں قلعهٔ ... لکھا هے، لیکن معلوم هوتا هے که یه قلعه ظفر کی بگڑی هوئی مختلف شکلیں هیں۔ جن کی ذمه داری کاتبوں پر هے۔ هندوستان سے واپس آکر کامران مرزا نے سلیمان مرزا کو دو مرتبه شکست دی اور بدخشاں پر قبضه کر لیا۔ اس موقع پر سلیمان مرزا نے قلعه ظفر هی میں پناه لی تھی اور وه یهیں سے گرفتار هوکر کابل لایا گیا تھا۔ اکبر نامه میں اس واقعه کی تفصیل موجود هے۔ (دفتر اول ص ۲۰۰-۲۰۱) قلعه ظفر کا ذکر بابر نے بھی کیا هے (توزک بابری جلد اول ص ۲۷۰ جلد دوم ص ۲۷۳)

(۴) بعض نسخوں میں اله قلی هے

Marfat.com

رکابدار سے کہا کہ یہ عرق کی بوتل مجھے دے دو، جب تم سوار ہوجاؤگے تو میں تم کو دے دوں گا۔ اس نے فقیر جوہر آفتاب چی کے کہنے کو قبول نہیں کیا اور جواب دیا کہ سوار ہونے کے بعد ہم خود بوتل زمین پر سے اٹھالیں گے۔ چنانچہ سوار ہوکر زمین پر سے جب وہ بوتل اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ اس کے ہاتھ سے بوتل چھوٹ گئی اور زمین پر گر کر ٹوٹ گئی۔ جب ایک مقام پر پہنچے تو مغرب کی نماز کا وقت تھا۔ بادشاہ وضو کے لیے اترے اور عرق لیمو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس کا شربت تیار کیا جائے۔ بوتل کے ٹوٹ جانے کا جو واقعہ تھا میں نے بادشاہ سے کہہ دیا۔ اس پر بادشاہ بہت ناراض ہوئے اور فقیر جوہر اور دولہ مذکور کو پیدل چلنے کا حکم فرمایا۔ دو کوس چلے تھے کہ ارشاد فرمایا کہ جوہر بیچارہ تو بےقصور ہے، وہ سوار ہوکر چلے۔ قصوروار دولہ ہے، وہ پیدل چلے۔

بیرم خاں کو دربار میں بھیجنا

اس جگہ سے چشمۂ سادوق بلاق (۱) اور وہاں سے قلعۂ درس پر پہنچے۔ یہاں شاہ عالم پناہ شاہ طہماسپ کا خط ملا کہ اپنے وکیل بیرم بیگ کو بھیجدیں۔ بادشاہ نے بیرم بیگ کو مع دو سواروں کے شاہ عالم پناہ کی خدمت میں، جو اس وقت قزوین میں تھے، روانہ کردیا۔ انہوں نے جاکر شاہ عالم پناہ کی رکاب بوسی کی۔ بعدہ شاہ طہماسپ نے نے فرمایا کہ سر کے بال تراشو اور تاج (۲) پہنو۔ بیرم بیگ نے عرض کیا کہ بندہ ایک دوسری ہستی کا تابع ہے۔ اور وہاں سے جو کچھ حکم اس کو ملے گا اس پر عمل کرے گا۔ شاہ عالم پناہ کو اس کی یہ بات بری معلوم ہوئی۔ اور فرمایا کہ اپنے تابع ہوے چند چراغ کش (۳) پیشتر سے قید تھے کھینچکر سامنے لائے گئے اور بربنائے سیاست ان سب کو سامنے قتل کردیا گیا۔ شاہ عالم پناہ اس جگہ سے روانہ ہوکر چشمۂ جکی جکی پر قیام پذیر ہوے اور وہاں سے خط لکھا کہ ہمایوں بادشاہ اسی جگہ مقیم رہیں، جب تک کہ دربار میں طلب کیا جائے، اور بوبک بیگ کو ہماری خدمت میں بھیج دیا جائے۔ (چنانچہ) بوبک بیگ ازبک کو شاہ عالم پناہ

---

(۱) بیورج کا خیال ہے کہ شاید یہ سوج بلاق ہوگا جس کے معنی سرد چشمے کے ہیں (ترجمہ اکبر نامہ جلد اول ص ۳۹۳ - نوٹ نمبر ۵) - لی اسٹرانج نے بھی اس کا ذکر کیا ہے (ص ۲۱۸) -

(۲) تاج ایک خاص قسم کی ٹوپی کا نام تھا جس کو ایرانی استعمال کرتے تھے۔

Marfat.com

کی خدمت میں روانہ کردیا گیا۔ اس کے بعد شاہ عالم پناہ نے حکم دیا کہ ھمایوں بادشاہ قزوین آجائیں، اور یہاں تین دن قیام کر کے ہم سے ملاقات کریں۔ بادشاہ درس سے روانہ ھوگئے۔ قزوین پہنچے تو وہاں کے حاکم نے آکر استقبال کیا۔ شاہ عالم پناہ کے محلات میں قیام فرمایا۔ پہلے دن وھاں کے حاکم کے مہمان رہے۔ دوسرے دن قاضی نے اُن کی ضیافت کی۔ اور تیسرے دن شہر کے لوگوں نے تواضع کی۔ ظہر کی نماز کے وقت وھاں سے کوچ کر کے آگے روانہ ہوئے۔ رات کے وقت راستہ میں جا رہے تھے اور رات آخر ھوچکی تھی کہ بادشاہ نے فرمایا کہ پانی کے قریب جگہ تلاش کرو۔ جہاں قیام کرنے میں سہولت ھو۔ اس طلب و جستجو میں تھے کہ خبر آئی کہ بیرم بیگ آ رہے ہیں۔ انہوں نے شرف رکاب بوسی حاصل کیا اور عرض کیا کہ منزل سے بہت قریب پہنچ گئے ھیں۔ فرمایا اب واپسی ممکن نہیں۔ الغرض صبح کا وقت ھوگیا تھا اور بادشاہ فجر کی نماز سے فارغ ھوکر خواب میں تھے کہ بیلداروں نے اپنے مخصوص انداز میں گانا شروع کردیا۔ وہ جگہ جگہ سے راستہ کو درست کرتے جاتے تھے۔ اُن کے گانے سے بادشاہ کی آنکھ کُھل گئی۔ وہ سمجھے کہ یہ سرکاری بیلدار ھیں۔ فرمایا کہ ان کو روکو۔ ہم رات بھر سفر کر کے تھکے ہوئے ھیں۔ اور اس وقت آرام کرنا چاہتے ہیں۔ خاکسار جوہر نے عرض کیا کہ وہ شاہ عالم پناہ کے بیلدار ھیں اور اس لیے آئے ھیں کہ ہماری منزل گاہ کو درست کریں۔ اس وقت حکم دیا کہ بیرم بیگ کو بلاؤ۔ بیرم بیگ نے آکر عرض کیا کہ شاہ عالم پناہ کے آدمی استقبال کے لیے آ رہے ھیں۔ حضور والا دیوان خانہ میں تشریف رکھیں۔ بادشاہ نے غسل کر کے کپڑے بدلے اور دیوان خانے میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد بادشاھوں کے وکیل اور ان کے بعد خانوں اور مرزاؤں کے وکیل حاضر ھوئے۔ پھر سادات عظام تشریف لائے، اور قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ اب بادشاہ کو سوار کیا اور روانہ ھوئے۔ پھر اسی ترتیب سے جو اوپر بیان کی گئی سلاطین و خوانین نے ان کا استقبال کیا۔ جب مرزاؤں کی باری آئی تو سام مرزا آیا، اور اتنی دور سے کہ جہاں تک ایک تیر جاسکتا ھے وہ گھوڑے سے نیچے اُتر گیا۔ بادشاہ بھی اُتر آئے اور دونوں نے ایک دوسرے کی تعظیم و تکریم کی۔ ملاقات کے بعد سام مرزا واپس چلا گیا۔ اور جس جگہ گھوڑے سے اُترا تھا۔ وھیں سے سوار ھوا۔ اتنی

Marfat.com

دور گئے ہوں گے جہاں تک تیر جاسکتا ہے تو بہرام مرزا (۱) ایک خلعت اور ایک بغیر پھرا ہوا گھوڑا لایا (۲)۔ یساولوں (۳) نے کیمپ تیار کیا اور بادشاہ گھوڑے سے اترے۔ وہ قالین جو شاہ عالم پناہ کی طرف سے آیا تھا۔ بچھایا گیا بادشاہ اس پر کھڑے تھے کہ بہرام مرزا نے آکر ملاقات کی اور خلعت پہنایا ما سوا تاج کے۔ نئے گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئے (۴)۔

یہ بغیر پھرا ہوا گھوڑا حضرت بادشاہ کی سواری میں بہت اچھی طرح سے رہا۔ ترکمانوں کو اس پر حیرت ہوئی کیوں کہ انھوں نے استحان کیا تھا (اور معلوم ہوا) کہ ابھی اقبال ہمایونی قوی ہے۔ چلے جاتے تھے کہ قورچی باش اور دوسرے چھوٹے بڑے لوگ کرمانی گھوڑوں پر سوار ہوکر آئے۔ سلام عرض کیا اور استقبال کیا۔ اس طرح آنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ معلوم ہو کہ چھوٹے اور بڑے سب لوگ بادشاہ کے ہمراہ ہیں جب حضرت بادشاہ شاہ عالم پناہ کی محفل بہشت آئین میں پہنچے تو انھوں نے غالیچہ کے کنارے تک آکر استقبال کیا۔ دونوں ایک دوسرے کی ملاقات سے مشرف ہوے۔ (شاہ ایران نے ہمایوں کو) سیدھے ہاتھ کی طرف تکیہ کے قریب بٹھایا اور پاس ہی خود بھی بیٹھ گئے۔ ان کی دل جوئی اور خیریت مزاج اور راستہ کی تکان کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ پھر فرمایا کہ آپ تاج ضرور پہنیں گے بادشاہ نے عرض کیا کہ میرے لیے یہ عزت کا تاج ہے۔ اس کو ضرور پہنوں گا۔ شاہ عالم پناہ نے اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر تاج رکھا۔ اس پر جملہ خوانین و سلاطین جو وہاں موجود تھے سب نے تحسین کے نعرے لگائے۔ اور اللہ اللہ کہتے ہوے سجدہ میں گر گئے، جیسا کہ ان کے یہاں کا دستور ہے۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ حکم ہو تو شاہزادے بیٹھ جائیں۔ شاہ عالم پناہ نے فرمایا کہ ہمارے ملک میں یہ

---

(۱) سام مرزا اور اور بہرام مرزا دونوں شاہ طہماسپ کے بھائی تھے۔ اسٹورٹ نے سام مرزا کو شاہ ایران کا بیٹا لکھا ہے۔ یہ غلط ہے (ص ۶۳) ابوالفضل کے الفاظ یہ ہیں " بعد ازاں بہرام مرزا و سام مرزا برادران گرامی شاہ استقبال نمودند،، (دفتر اول ص ۲۱۶)

(۲) اسپ غزالہ۔ بعض کا خیال ہے کہ غزالہ گھوڑے کا نام تھا۔

(۳) یساول۔ ہمارے نسخوں میں باول لکھا ہے جس کے معنی نو عمر لڑکے کے ہیں۔ غالباً یہ یساول ہوگا جو میر تزک نقیب اور چوبدار کے معنوں میں مستعمل ہے۔ اسٹورٹ کے ترجمہ میں بھی یساول ہی ہے۔

(۴) تاج نہ پہننے کی وجہ ارسکن نے یہ بتلائی ہے کہ اس میں بارہ اماموں کے نام تھے جس سے شبہ ہوتا تھا کہ ہمایوں نے امامیہ مذہب اختیار کرلیا ہے۔ (جلد دوم ص ۲۸۳)۔

قاعدہ نہیں ہے۔ پھر کھانا لایا گیا۔ شاہ عالم پناہ نے فرمایا کہ بادشاہ کا سفرچی دسترخوان لگائے۔ یعقوب سفرچی نے آکر دسترخوان بچھایا اور کھانا کھانے میں مصروف ہوے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مذکورۂ بالا طریقہ سے سجدہ کیا۔ ان سجدوں کا مقصد یہ تھا کہ ھمایوں جیسے بادشاہ کو حق تبارک و تعالیٰ نے اس درگاہ عرش اشتباہ میں بھیجا ھے (پناہ لینے کی غرض سے)۔ پھر شاہ عالم پناہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی قیام گاہ بہرام مرزا اور بدرخان کے مکانات کے درمیان ھے۔ حضرت بادشاہ کو رخصت کیا۔ اور بہرام مرزا حضرت بادشاہ کو اپنے مکان لے گیا حمام میں گئے، خط بنوایا۔ بہرام مرزا تین خلعتیں لائے اور خدمت اقدس میں پیش کیں۔ بادشاہ نے خلعت زیب تن فرمائی اور تمام شب عیش و عشرت میں گذاری۔ صبح کو شاہ عالم پناہ سلطانیہ کے مقام پر آئے۔ چلتے وقت بادشاہ سلام کے لیے گئے، انہوں نے توجہ اپنی طرف نہ پا کر یہ محسوس کیا کہ شفقت و عنایت جو ان کے حق میں پہلے تھی، اس میں کمی آ گئی ھے اس سے کبیدہ خاطر ہوے (۱)۔ اور اب وہ سلطان محمد خدا بندہ (۲) کے مکان میں جس کی وجہ سے مذھب شیعہ امامیہ کو اقتدار حاصل ہوا تھا، مقیم ہوے۔ بادشاہ لشکر میں حیران و پریشان تھے کہ اتنے میں قاضی القضات قاضی جہاں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوے۔ بادشاہ نے ان سے دریافت کیا کہ بادشاہ کے اس رویہ کا جو میری طرف ھے کیا سبب ھے' اس نے عرض کیا کہ آپ کے ملازم اور خدمت گار صحیح راستہ پر نہیں ھیں۔ اور خوارج کی سی باتیں کرتے ھیں۔ اسی وجہ سے شاہ عالم پناہ آپ سے بددل ھیں بادشاہ نے فرمایا کہ ھم دل و جان سے ائمۂ معصومین علیہم السلام کے تابع و پیرو ھیں۔ اس پر قاضی جہاں نے شاہ عالم پناہ شاہ طہماسپ کے لکھے ہوے تین خطوط نکالے اور دو خطوط بادشاہ ھمایوں کے پاس چھوڑ دئے۔ بادشاہ ان کو پڑھ کر بھڑے

---

(۱) اکثر مورخوں نے بیان کیا ھے کہ شاہ ایران نے ھمایوں کا پُر تپاک استقبال کیا اور وہ خیمہ سے باھر آکر اپنے مہمان سے بغلگیر ہوا۔ گلبدن بیگم کے قول کے مطابق شاہ ایران خود سوار ہوکر آیا اور بغلگیر ہوا (ھمایوں نامہ ص ۱۶۹)۔ لیکن جوہر کی عبارت سے ظاھر ہوتا ھے کہ شاہ ایران کا رویہ ابتدا ھی سے لا پرواھی کا تھا۔ یہی بیان صحیح ھے کیوں کہ جوہر چشم دید حالات بیان کرتا ھے اور اس کی عبارت مبالغہ اور حاشیہ آرائی سے مبرّا ھے۔

(۲) خدا بندہ۔ اس کا اصل نام الجائیتو تھا۔ جب وہ مشرف با اسلام ہوا تو اس کا نام سلطان محمد خدا بندہ ہوا۔

ہوگئے اور خیموں کے باہر دروازہ پر آکر بلند آواز سے دشمنان رسالت و ولایت و امامت پر لعنت کرنے لگے۔ اس وقت تیسرے کاغذ کو شاہ عالم پناہ نے خود لےکر حضرت کو دیا۔ انھوں نے شاہ عالم پناہ کی موجودگی میں اس کو پڑھا۔ اور مذہب برحق امامیہ اثنا عشریہ اختیار کیا (۱)۔ اس کے بعد حضرت بادشاہ نے علی الصباح لشکر کو اسی جگہ چھوڑا اور شکار کو چلے گئے، قاضی جہاں کو حکم دیا کہ ہمایوں بادشاہ کی خدمت میں موجود رہیں۔ تین دن میں شکار جمع ہوگیا۔ حکم دیا کہ اس طرف سے لشکر آئے۔ شکار کو محصور کیا۔ اور بہت سے جانور ذبح کیے گئے۔ ہرنوں کے حلقہ نے قورچیوں کی جانب راستہ نکال لیا۔ اور بھاگ نکلے۔ حکم ہوا۔ ان سب کی سزا یہ ہے کہ ہر فرد ایک گھوڑا اور ایک تومان کا جرمانہ ادا کرے۔ اس کے بعد دوسرے دن حکم ہوا کہ محمد ہمایوں بادشاہ اور بہرام مرزا تخت سلیمانی (۲) جائیں اور شکار جمع کریں۔ وہ راتوں رات چل کر تخت سلیمانی پر پہنچ گئے۔ بہرام مرزا نے کہا کہ حضرت شاہ عالم پناہ کا شکار تین دن بعد ہوگا۔ بالفعل شکارگاہ کا محاصرہ کرلیں، چنانچہ اس کا محاصرہ کرلیا گیا۔ چند ہرن اور جنگلی سؤر قمرغہ میں آئے۔ ان میں ایک اتفاقاً بہرام مرزا کی طرف سے نکل بھاگا۔ انھوں نے چلتے چلتے کہا کہ اس کو شکار کیا جائے۔ تمام شب چلتے رہے۔ ظہر کا وقت ختم ہوچکا تھا کہ شکار سے فارغ ہوئے۔ بادشاہ وضو کرنے کے لیے اترے۔ اس وقت ان کی خدمت میں سوائے یعقوب سفرچی کے جو گھوڑا لیے کھڑا تھا، اورکوئی موجود نہ تھا۔ اس نے آواز دی کہ آفتاب چی حاضر ہو۔ بندہ خاکسار جوہر آفتاب چی حاضر ہوا۔ جب بادشاہ وضو سے فارغ ہوئے تو اپنے گھوڑے کی طرف چلے۔ لیکن چونکہ سواری کی تکان غالب تھی اس لیے وہیں

---

(۱) اس واقعہ کا ذکر اکبر نامہ میں نہیں۔ ابوالفضل نے صرف اس قدر اشارہ کیا ہے کہ بعض مفسدوں کی وجہ سے دونوں کے تعلقات باہم کچھ عرصہ تک کشیدہ رہے لیکن وہ کشیدگی زیادہ قائم نہیں رہی اور بہت جلد خلوص میں تبدیل ہوگئی۔ جیسا کہ ابوالفضل کی عبارت سے ظاہر ہے:— ”آں کدورت بامتداد نہ کشید و بزلال صفا مصفاً گشت“۔

(۲) تخت سلیمانی۔ یہاں کے دل کش مناظر کا ذکر میجر رالنسن نے ان الفاظ میں کیا ہے:— ”موسم بہار اور موسم گرما میں تخت سلیمانی کے قرب و جوار کا علاقہ بہشت زار بن جاتا ہے اور چاروں طرف زمردیں فرش بچھا ہوا نظر آتا ہے۔ ہوا نہایت لطیف اور ہزار ہا قسم کے پھولوں کی خوشبو سے مہکی ہوئی ہوتی ہے“۔ (ارسکن جلد دوم ص ۲۸۶۔ نوٹ)۔

Marfat.com

نزول فرمایا - اور جوہر خاکسار کو حکم دیا کہ بدن دبائے - چنانچہ وہ بدن دبانے میں مصروف ہوگیا - یہاں تک کہ تکان دور ہوگئی - اس کے بعد گھوڑے پر سوار ہوکر لشکر کی طرف تشریف لائے - اس وقت بادشاہ اپنی جیب میں لعل اور ہیرے بھری تھیلیاں رکھے ہوئے تھے - ان کی عادت تھی کہ وضو کرتے وقت اپنی جیب سے وہ تھیلیاں نکال کر علحدہ سامنے رکھ لیتے - چنانچہ اس مرتبہ رکھ کر اٹھانا بھول گئے بندہ جوہر آفتابچی گھوڑے کی طرف آیا اس نے دیکھا کہ ایک سبز تھیلی اور قاب اور دوات پڑے ہوئے ہیں - وہ اٹھا کر لے آیا - اور بادشاہ کے سامنے پیش کیا - جب بادشاہ نے دیکھا تو بہت حیران و متعجب ہوئے - اور فرمایا کہ اے غلام ! تونے عجب کام کیا کہ ہم کو شاہ کی شرمندگی سے بچادیا - انشاء اللہ امانت اس کے مستحق ہی کے سپرد کریں گے (۱) ہیرے اور لعل ہمہ وقت اپنے پاس رکھنے کا سبب یہ تھا کہ پہلے روشن بیگ کے سپرد کیے تھے - اس نے خیانت کی اس لیے یہ خیال ہوا کہ اب کسی کے سپرد نہیں کریں گے - ورنہ پھر بددیانتی ظاہر ہرگی چلتے وقت ارشاد فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت گاہ کی سیر کرنے کے بعد ہم شکار کو جائیں گے جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑے پہاڑ کو کھودا گیا ہے ، اور ایک بڑا قید خانہ تعمیر کرایا گیا ہے - وہاں سے چل کر مغرب کے وقت منزل پر پہونچ گئے - اور علی الصباح شادی پیشکارشکار گاہ میں آگئے - ظہر کی نماز کے وقت تک سلیمان علیہ السلام کی تخت گاہ سے چار کوس کے فاصلہ پر شکار جمع ہوگیا - بادشاہ بھی شکار گاہ میں آئے اور جانوروں پر تیر اندازی شروع کی - بھائیوں اور امراء میں سے کسی کو تیر چلانے کی اجازت نہ تھی - ہمایوں بادشاہ کے سوا - شاہ عالم پناہ نے ہمایوں بادشاہ کو حکم دیا کہ تم بھی تیر چلاؤ اس اثنا میں دیکھا کہ ایک ہرن آہستہ آہستہ آرہا ہے - شاہ عالم پناہ نے کہا - ہمایوں بادشاہ ! یہ ہرن آتا ہے ، دیکھیں کیسے مارتے ہو ابھی بات بھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ بادشاہ نے اٹھا کر ایک تیر مارا جو اس کی کان کی لو میں لگا اور ہرن لوٹ پوٹ ہوگیا - تمام ترکمان حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ ہمایوں بادشاہ آخر میں حکومت کریں گے - اس کے

(۱) اسٹورٹ کے ترجمہ میں کچھ اختلاف ہے - معلوم نہیں یہ فرق اصل نسخہ ہی میں تھا یا اسٹورٹ کی لاپرواہی کا نتیجہ ہے -

Marfat.com

بعد مکان واپس آگئے - حضرت بادشاہ کے واسطے نو ہرن بھیجے چند دن وہاں قیام کیا ، اور یہیں سے وہ ہیرے اور جواہرات جو شاہ ایران کے لیے لائے تھے ، ان کو بھیجدے - خوانچہ اور صندوقچہ طلب کیا - ایک ہیرا جو سب سے بڑا تھا ، سیپ کے ڈبے میں رکھ کر اوس میں رکھا اور دوسرے لعل اور ہیرے اس کے چاروں طرف خوانچہ میں لگا کر بیرم بیگ کے حوالہ کیے کہ شاہ عالم پناہ کی خدمت میں پیش کردے - کیوں کہ یہ ہم خاص طور پر انھیں کے لیے لائے تھے - ان کی امانت ان کے سپرد کردو - جب بیرم بیگ نے یہ نذرگزرانی تو حضرت شاہ عالم پناہ نے ہیرے اور لعل کو ڈبہ سے باہر نکالا - اور جوہری سے اس کی قیمت دریافت کی - جوہری نے عرض کیا کہ بے قیمت ہے - اس کے عوض میں جو بھی دیا جائے کم ہے اس پیش کش کو قبول فرمایا اور بیرم بیگ کو رخصت کیا - اور بادشاہ کو یہ کہلا بھیجا کہ بیرم بیگ کو خان کا خطاب اور ایک نقارہ ہم عطا کرتے ہیں - دوسرے روز وہ خطاب اور نقارہ عنایت فرما کر روانہ کیا - اس کے بعد دو مہینہ گزر گئے - آپس میں کسی قسم کی مدد کی بات چیت نہ ہوئی اور نہ ایک کی دوسرے کو خبر ہوئی (۱) -

---

(۱) اکبر نامہ میں شکار کے واقعات زیادہ تفصیل کے ساتھ موجود ہیں -

Marfat.com

پندرھویں فصل

مرزا کامران کے ملازموں کا شاہ عالم پناہ کی خدمت میں ھمایوں بادشاہ کی مذمت کرنا

واقعہ یہ ھے کہ دو باتیں اس عرصہ میں ہوئیں ۔ ایک یہ کہ حضرت بادشاہ محمد ھمایوں کے اُمرا روشن بیگ کوکہ خواجہ غازی دیوان اور سلطان محمد نیزہ باز نے جو کامران مرزا کے نوکر تھے ، اور مکۂ معظمہ کا طواف کر کے واپس آرھے تھے ، شاہ عالم پناہ شاہ طہماسپ صفوی کی خدمت میں بیہودہ باتیں کیں ، کہ محمد ھمایوں بادشاہ اگر سلیقہ کے ہوتے تو ان کے بھائی ان سے علیحدہ نہ ہوتے اور یہ درخواست کی کہ ایک لشکر ھم لوگوں کو عنایت فرما دیجیئے ، کہ قندھار پر قبضہ کر کے حضور والا (شاہ طہماسپ صفوی) کی خدمت میں پیش کریں ۔ قزلباش اور ترکمان یہ کہتے تھے کہ بابر بادشاہ نے جو ھمایوں کا باپ تھا شاہ اسماعیل صفوی سے مکرر امداد حاصل کی اور اس کے صلہ میں نجم بیگ وزیر کو بارہ ھزار سواروں کے ھمراہ جو اس کی کمک میں تھے قتل کرا دیا (۱) (اس کے علاوہ) ازبیگوں سے دھوکا کھاکر اپنے آپ کو تباہ کرالیا ۔ اگر ھم لوگوں کو ھمایوں بادشاہ کی مدد میں بھیج دیجیئیگا تو عجب نہیں کسی موقعہ پر اپنے مشہور باپ کی طرح (وہ بھی) تمام لشکر کو قتل کرا دے گا ۔ مرزا کامران بہادر نے پوشیدہ طور پر ایک خط اپنے بڑے بھائی کی مذمت میں

---

(۱) بابر اور شاہ اسماعیل کے تعلقات کی تفصیل مختلف تاریخوں میں موجود ھے ۔ یہاں صرف یہ کہنا کافی ہوگا کہ واقعات اور مورخین کے بیانات کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ھے کہ ایرانی مورخین کا یہ الزام کہ " بابر نے نجم ثانی کو قتل کرایا تھا " بے بنیاد ھے ۔ نجم بیگ درحقیقت قلعہ غجدوان کے محاصرہ کے دوران میں مارا گیا تھا (اکبر نامہ دفتر اول ص ۱۰) اسٹورٹ صاحب اپنے ترجمہ میں نجم بیگ کو جنم بیگ لکھتے ھیں ۔ (ص ۶۹)

Marfat.com

شاہ عالم پناہ کی خدمت میں بھیجا تھا - یہی چند واقعات درمیان میں حائل تھے - دوسری بات یہ تھی کہ جب بادشاہ گجرات کے سفر سے دارالخلافہ آگرہ میں تشریف لائے تو ایک روز تخت سلطنت پر بیٹھے ہوئے عام مجمع میں فرمایا تھا کہ شان و شوکت اور جاہ و جلال میں ہم شاہ طہماسپ صفوی سے زیادہ ہیں۔ یہ بات کچھ لوگوں نے حضرت شاہ عالم پناہ کی خدمت میں عرض کردی تھی - انہوں نے خلوت میں اپنے خاص لوگوں سے فرمایا تھا کہ اگر ہمایوں بادشاہ کو سلیقہ ہوتا تو اپنے بھائیوں، اپنے اعزہ، اور اپنے لشکر کو اپنے سے جدا نہ کرے، اپنے دوستونکو راضی رکھتے - اور پاجی شیر شاہ افغان سے شکست نہ کھاتے - بیشک یہ باتیں صحیح ہیں اور شاہ عالم پناہ نے درست کہا، لیکن حکم خدا سے کوئی چارہ نہیں، پیغمبروں کو بھی شکست ہوئی ہے، چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب کافروں سے جنگ احد میں مصروف جنگ ہوئے تھے تو کس طرح لشکر اسلام نے شکست کھائی تھی، اس قسم کے واقعات سے بہادروں ہی کو دوچار ہونا پڑتا ہے - ایک بڑھیا نے حضرت امیر حمزہ کے جگر کو کچا چبا لیا تھا، ان کے جسم مبارک کے ستر ٹکڑے کئے، علاوہ ازیں حضرت رسلت پناہ محمد مصطفی ص کے دندان مبارک شہید ہوئے عقلمند آدمی کو ہر وقت خداوند کریم سے پناہ مانگنی چاہئیے، اس واسطے کہ خدا کا حکم تمام احکام پر غالب ہے (۱) قولہ تعالیٰ واللہ غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون -

الغرض ایک روز شاہ عالم پناہ نے بہرام مرزا سے وہ باتیں کہیں جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے اور فرمایا کہ امرا یہ عرض کرتے ہیں کہ ہمایوں بادشاہ کو امداد دینا عقل سے بعید ہے - ان حالات میں وہ امداد کا مستحق نہیں - بہرام مرزا کو بادشاہ سے محبت اور خلوص تھا، اسے سخت تکلیف پہنچی وہ رویا اور اپنے محل میں جا کر اپنی بہن سے یہ ماجرا بیان کیا کہ ہمایوں بادشاہ تیموری نسل سے ہے، اور بہ نفس نفیس استمداد کے لئے ہمارے گھر آیا ہے، ہمارے خاندان کی قدیم رسم یہی ہے کہ اس سے اظہار ہمدردی کیا جائے - قزلباش امراء نے جن کے باپ اور بھائی بابر بادشاہ کی معیت میں دھوکے سے قتل کردئے گئے تھے - شاہ عالم

---

(۱) یہ واقعہ اسٹورٹ نے اپنے ترجمہ میں بالکل مختلف طریقہ پر لکھا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیش نظر نسخوں اور اسٹورٹ کے نسخہ کی عبارت میں کافی اختلاف ہے -

Marfat.com

پناہ کے سامنے (ہمایوں بادشاہ) کی مذمّت کی ہے ۔ جب بادشاہ آپ کو دیکھنے آئیں تو آپ اُن کی سفارش کریں ۔ چنانچہ جب بادشاہ ان کے گھر تشریف لے گئے وہ نیک خاتون رنجیدہ بیٹھی تھیں ۔ اُن کے پہنچنے پر رونے لگیں ۔ بہرام مرزا (برادر شاہ عالم پناہ) نے سلام کیا ۔ اور باہر چلے گئے ۔ شاہ عالم پناہ نے رونے کا سبب دریافت کیا ۔ عرض کیا اپنے زمانے کو روتی ہوں ۔ پھر فرمایا کیا ہماری سلامتی نہیں چاہتی ہو ۔ کہا ۔ حضرت کے لئے ہمیشہ دعا میں مشغول رہتی ہوں ۔ لیکن مناسب حال کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں ۔ کہ غرض مند اور متفنی لوگوں کی باتوں پر عمل نہ فرمائیے ، بلکہ اپنی حیثیت کے موافق ایک لشکر ہمایوں بادشاہ کو دے کر ہندوستان کی طرف روانہ فرما دیجیے ۔ تاکہ ہفت اقلیم میں حضور کا نام روشن ہو ۔ بادشاہ کی ہمشیرہ سلطان بیگم نے ہمایوں بادشاہ کی یہ رباعی شاہ طہماسپ کے سامنے پڑھی :

ما ایم زجاں بندۂ اولاد علی ہستیم ہمیشہ شاد با یاد علی
چوں سر ولایت از علی ظاہر شد کردیم ہمیشہ ورد خود ناد علی

شاہ عالم پناہ نے یہ کلام سنا اور مطمئن ہوگئے ۔ فرمایا کہ ایران کے امراء نے ہم کو غلط مشورہ دیا صحیح یہی ہے جو تم کہتی ہو ۔ اس کے بعد شاہ عالم پناہ نے بادشاہ کی خدمت میں ایک خط بھیجا کہ ہمارے دربار میں آئے ۔ ظہر کے وقت وہ آکر شاہ عالم پناہ سے ملے اور رات گئے تک ان کی دل جوئی کی اور اس طرح اطمینان دلایا ۔ کہ آپ کا سفر کامیاب ہوگا ۔ کچھ باتیں آپ کو قاضی جہاں سے معلوم ہوں گی جن کو (مجھے امید ہے) آپ مان لیں گے ۔ بادشاہ نے شاہ عالم پناہ کے لیے دعائے خیر کی اور شاہ عالم پناہ سوار ہوکر چلے گئے ۔ ایک مقام پر بادشاہ گھوڑے سے اترے اور سوائے مہتر کوچک کے آپ کی خدمت میں اس وقت کوئی موجود نہ تھا ۔ جب شاہ عالم پناہ نے بادشاہ کو (ایک عرصہ تک نہ دیکھا) تو پریشان ہوئے کہ کہاں ہیں انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں ترکمانوں سے کسی مقام پر کوئی حماقت سرزد نہ ہوگئی ہو (۱) اس وقت شاہ عالم پناہ کے ساتھ دو مشعلیں تھیں ۔ ایک مشعل انھوں نے اپنے سپاہی

(۱) جونسخے ہمارے پیش نظر ہیں ان کی عبارت یہ ہے ۔ '' حضرت شاہ عالم پناہ حضرت بادشاہ راندید ۔ مضطرب شد کہ کجاباشد بتقریب ایں کہ ترکماناں جائے بلند درایشاں حماقتے واقع شد ،، اس میں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے ۔

احمد الدین صاحب نے اپنے ترجمہ یہ الفاظ لکھے ہیں ۔ کہ ترکمان لوگ جاہل ہیں کہیں ان سے کوئی حماقت سرزد نہ ہوجائے ۔ (اس مترجم نے ''جائے بلند ،، کو '' جاہلند ،، پڑھا اور بظاہر درست ہے ۔ تاریخ)

Marfat.com

کو دی اور کہا کہ مشعل لے جاؤ اور ہمایوں بادشاہ کو تلاش کرو۔ سپاهی ترکی زبان میں چلاّتا هوا جاتا تھا کہ بادشاہ کے کان میں آواز پہنچی۔ بادشاہ نے کوچک سے فرمایا کہ اس سے کہکر فوراً یہاں آؤ۔ ترکمان نے آکر عرض کیا کہ شاہ عالم پناہ طلب فرماتے هیں وہ فوراً سوار هوگئے۔ الغرض شاہ عالم پناہ کی خدمت میں پهونچے۔ وهاں فوجوں کے کچھ خیمے نظر آئے۔ جب قریب پهونچے تو شاہ عالم پناہ نے دریافت کیا کہ یہ خیمے کس کے هیں۔ عرض کیا کہ محمد همایوں بادشاہ کے۔ پھر حضرت بادشاہ نے مصافحہ کرکے رخصت کیا اور خود اپنی بارگاہ میں چلے گئے۔ آدھی رات گذری تھی کہ بادشاہ نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ بھوک شدت کی لگ رهی هے۔ شاہ عالم پناہ کا ایک فراش اس وقت بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس نے شاہ عالم پناہ سے جاکر عرض کیا کہ همایوں بادشاہ کو بھوک لگی هے۔ شاہ عالم پناہ نے سنتے هی ارشاد فرمایا کہ کچھ کھانے کی چیزیں لے جائیں۔ پس کھانے کے نو خوان بھیجے گئے۔ کھانا کھانے کے بعد آرام فرمایا اور اس دن وهیں مقیم رهے۔ قریب هی ایک درہ تھا۔ شاہ عالم پناہ اس کی طرف متوجہ هوئے همایوں بادشاہ نے فرمایا کہ بابا دوست قوربیگی مهتر واصل تو شک چی، مهتر یوسف شربتی، مهتر کوچک بیگ دمیانی، واتف خادم اور جوهر آفتابچی هماری خدمت میں حاضر هوں۔ سب روانہ هوئے ایک پر فضا مقام (۱) پر نزول فرمایا اور خادموں سے کہا کہ آج شب میں شاہ عالم پناہ نے بہت مهربانی کی هے اور قوی امید دلائی هے۔ جو کچھ گفتگو اور واقعات هوئے تھے ایک ایک کرکے بیان کیے۔ یہ بھی کہا هے کہ بعض واقعات کو قاضی جہاں تم سے بیان کریں گے۔ هم تمام خادموں نے دعا کے لیے هاتھ اٹھائے اور خوش هوئے۔ جب شاہ عالم پناہ کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے فرمایا کہ همارے قریب آئیے۔ پھر شکار میں چلے گئے اور اس مقام پر هرنوں کو گھیرا جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکانات تھے۔ اس جگہ کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔ صرف ایک هی راستہ تھا۔ بھاگنے کی کوئی راہ نہ تھی۔ ایک هرن کو ایک طرف سے شاہ عالم پناہ نے اوز دوسری طرف سے همایوں بادشاہ نے سینگ پکڑکر باهر نکالا اور چھوڑدیا۔ شکار میں بے حد دلچسپی لی۔ اور تمام دن اسی شغل میں گزار دیا (۲)۔

(۱) فارسی نسخوں میں " جائے منور " هے (۲) ابوالفضل اور بایزید نے اس شکار کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا هے (اکبر نامہ جلد اول ص ۲۱۷-۲۱۸) تاریخ همایوں و اکبر ص ۳۲-۳۵ بایزید اس موقع پر خود موجود تھا اور اس نے چشم دید واقعات بیان کیے هیں (ص ۳۶)

ذات کے قریب لشکر گاہ میں پہنچے۔ بعد ازاں اس مقام پر جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت تھا، اقامت گزیں ہوئے۔ اس روز سے شاہ عالم پناہ بادشاہ کی مہمانی کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور جو اشیاء مناسب ان کے پاس موجود تھیں ان کو چھوڑتے جاتے تھے۔ اس منزل پانچواں روز تھا کہ بادشاہ کے پاس یہ خبر پہونچی کہ روشن بیگ خزانچی و غازی سلطان محمد نیزہ باز کو شاہ عالم پناہ نے گرفتار کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے بادشاہ نے کہا کہ وہ اسی کے سزاوار ہیں۔ حدیث رسالت پناہ محمد مصطفی (چاہ کن را چاہ درپیش) (۱) الغرض ان کو گرفتار کر کے لے گئے۔ حکم ہوا کہ ان کے خیموں کی رسیاں کاٹ کر ان کی کمروں میں باندھ کر اس غار میں ڈالدو، جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل کا قیدخانہ تھا۔ اگر رسیاں اس جگہ تک پہنچ جائیں تو وہیں چھوڑ دیں، اگر نہ پہونچیں تو باہر نکال لیں۔ جب یہ حکم صادر ہوا تو روشن بیگ نے ایک عرضداشت همایوں بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی کہ ہم گنہگار بےتمیز غلاموں نے جاں‌بخشی کی امید بالکل منقطع کر دی ہے۔ مگر حضور کی سفارش کا آسرا لگا ہوا ہے۔ بےوقوفوں سے خطا اور بادشاہوں سے عفو و عطا ہوتا آیا ہے۔

گرما مقصریم تو دریائے رحمتی   برما مبیں و بر کرم خویشتن بہ بین

جناب نے میری والدہ کا دودھ نوش فرمایا ہے۔ بادشاہ (همایوں) اس پر مہربان ہوئے۔ اور شاہ عالم پناہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ شاہ اسماعیل کے مزار کے صدقہ میں انہیں رہا فرمادیں۔ جب یہ خط پہنچا تو شاہ عالم پناہ اس کو پڑھکر بہت متعجب ہوئے اور فرمایا کہ محمد همایوں بادشاہ کتنے بردبار ہیں یہ لوگ ان کے درپے آزاد تھے اور وہ ان کی سفارش کرتے ہیں۔ حکم ہوا کہ صبح کو یہ سب محمد همایوں بادشاہ کے سپرد کر دیے جائیں۔ چنانچہ وہ ان کے سپرد کر دیے گئے۔ سات دن تک ایک جشن کی طیاریاں کی گئیں۔ اور پھر بادشاہ کو طلب فرمایا واللہ اعلم۔ تقریباً چھ سو خیمے نصب کیے گئے۔ بارہ مقامات پر خوشی کے نقارے بجوائے گئے۔ اور شاہانہ فرش بچھایا گیا۔ حضرت بادشاہ اس مجلس میں بہ نفس نفیس

---

(۱) روشن بیگ خزانچی۔ ابوالفضل لکھتا ہے " دیگر روشن کوکہ است کہ کوکلتاش حضرت جہانبانی جنت آشیانی بود۔ درین راہ باو جواہر سپردہ بودند۔ در آن ودیعت چوں خیانتے ظاہر کرد لا جرم چند روز در بند بود۔ و بوسیلہ عفو خلاصی یافت۔" (اکبر نامہ جلد اول ص ۲۲۲) اس واقعہ کو گلبدن بیگم نے نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے (همایوں نامہ ص ۷۰-۷۳)

Marfat.com

موجود تھے - پہلے دن برابر طرح طرح کے کھانے پکے اور شاہی خلعتیں ، جڑاؤ تلواروں اور خنجروں کے ساتھ پہنچائی گئیں - دوسرے دن بادشاہ کو بلاکر اپنے قریب جگہ دی اور جو چیزیں تیار موجود تھیں سب ان کو بخش دیں - خیمے اور ڈیرے اور اونٹ اور خچر ایک بلند مقام پر کھڑے کئے گئے - جو کچھ سلطنت اور بادشاہی کے لئے درکار تھا سب مرحمت فرمایا - اور اپنے بیٹے کو بارہ ہزار فوج (۱) کے ساتھ امداد کے لئے متعین کیا اور ارشاد فرمایا کہ ان کے لئے ضروری سامان سیستان میں ملے گا - اس شاہی سامان کے دینے کے بعد شاہ عالم پناہ کھڑے ہوئے اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر فرمانے لگے - اے محمد ہمایوں بادشاہ ! ہماری طرف سے کمی اور آپ کی طرف سے کرم ہے -

تیسرے دن قبق (۲) پر انہوں نے تیراندازی کی رات ہونے پر ایک مجلس آراستہ کی گئی - اور دارچینی کا عرق منگا یا گیا - اور ہر ایک کے سامنے صراحی و شیشہ پیش کیا گیا - ہر شخص جو اس مجلس میں موجود تھا - اپنا جام خود بھرتا اور پیتا - ساقی کوئی نہ تھا - صبح ہونے پر اس مقام سے کوچ کیا - چلتے وقت بادشاہ شاہ عالم پناہ سے ملنے گئے - دیکھا کہ وہ ایک قالین پر بیٹھے ہیں - جس کی تین تہ ہیں - انہیں زمین پر اترنے میں کچھ تکلّف ہوا - حاجی محمد قشقہ مغل نے فوراً اپنی ترکش کا کنارا پکڑا اور بچھا دیا - بادشاہ اس پر بیٹھ گئے - اور دریافت کیا کہ تو کون شخص ہے - اس نے عرض کیا کہ میں مغل ہوں فرمایا کہ تم ہماری ہی خدمت میں رہو اس نے عرض کیا کہ میرا مالک آپ کی ملازمت میں ہے - بندہ کی کیا ہستی ہے - آپ میرے آقا کو جو کچھ حکم دیں گے وہ اس کو بجا لائیے گا - اس کے بعد میں بھی درگاہ عالم پناہ میں حاضر ہوجاؤں گا (۳)

---

(۱) بایزید اور نظام‌الدین احمد نے ایرانی فوج کی تعداد دس ہزار بتلائی ہے - لیکن ابوالفضل نے بارہ ہزار لکھی ہے - (تاریخ ہمایوں و اکبر ص ۵۰ اکبر نامہ جلد اول ص ۲۱۸ طبقات اکبری ص ۲۱۰) (۲) قبق ترکی میں کدو کو کہتے ہیں - زمانہ قدیم میں ترک لوگ کدو کو لکڑی میں لٹکا کر نشانے کی مشق کیا کرتے تھے - اسی نسبت سے یہ لفظ نشانہ بازی کے لیے استعمال ہونے لگا - (قانون ہمایونی ص ۸۷) (۳) اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ ایران بعض وقت ایسا برتاؤ کرتا تھا جس سے ہمایوں کو اپنی غریب‌الوطنی کا پورا احساس ہو جائے اس موقع پر اگر وہ قالین کو کھول کر بچھا دیتا تو ہمایوں کے بیٹھنے کے لیے بھی جگہ ہوجاتی -

حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت گاہ سے روانہ ہوکر تبریز کی جانب چلے ۔ منزل سے چار کوس کےفاصلہ پر قیام کیا ۔ شاہ عالم پناہ نے بادشاہ سے کہا کہ آپ اپنی قیام گاہ پر ایک محفل منعقد کریں اور وہیں ہم سب جمع ہوں گے ۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے یہاں ایک شاہانہ محفل منعقد کی ۔ اور طرح طرح کے کھانے طیار کیے جانے کا حکم دیا ۔ شاہ طہماسپ نے کہا تھا کہ ہندوستانی کھانے تیار کئے جائیں ۔ جب مجلس کے انتظامات مکمل ہوگئے تو حضرت شاہ طہماسپ کو اطلاع کرائی گئی ۔ اور اپنے گھر پر مدعو فرمایا ۔ چنانچہ شاہ عالم پناہ ، بادشاہ کے قیام گاہ پر تشریف فرما ہوئے ۔ اس شاہانہ مجلس میں خوش آواز گانے والے بربط اور نے بجا رہے تھے ۔ اور شراب کا دور چل رہا تھا ۔ کچھ شغل کے بعد ایک شاہی خوان تحائف سے بھرا ہوا لایا گیا ۔ شاہ عالم پناہ نے فرمایا کہ یہ تقسیم کرو بادشاہ نے کہا جس کو حکم ہو ۔ شاہ عالم پناہ نے فرمایا خواجہ معظم تقسیم کریں ۔ خواجہ نے تقسیم کردیا ۔ ایک پلیٹ شاہ عالم پناہ کے سامنے اور ایک بادشا کے سامنے رکھی ۔ باقی ماندہ ہر شخص کو حسب حیثیت تقسیم کردیا ۔ اس کے بعد کھانا آیا اور وہ نوش کیا ۔ ہندوستانی کھانوں میں سے خشک پلاؤ کو دال کے ساتھ کھایا کیوں کہ ان کے ملک میں خشک پلاؤ کو مرغی کے انڈے کے ساتھ ملا کر کھاتے ہیں ۔ کھانے کے بعد وہ چل کر منزل میانہ پر پہونچ گئے ۔ (شاہ عالم پناہ کا) حکم ہوا کہ محمد ہمایوں بادشاہ کا ڈیرہ وہیں رہنے دیا جائے ۔ بادشاہ اپنے ڈیرہ کو اسی جگہ چھوڑ کر شاہ عالم پناہ کے ساتھ قطب رویہ روانہ ہوئے ۔ دو کوس چلنے کے بعد پھر قیام کیا چوں کہ بارش شروع ہوگئی ، بادشاہ نے شاہ عالم پناہ کی قیام گاہ میں آرام فرمایا ۔

سولھویں فصل

بارش کے بعد شاہ عالم پناہ کا بادشاہ کو رخصت کرنا - اور بادشاہ کا قندھار کی طرف روانہ ہونا

ایک ساعت بھی نہ گزری تھی کہ شاہ عالم پناہ چاقو اور سیب اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑے تھے کہ فرمایا - محمد ھمایوں بادشاہ تم کو اجازت ھے۔ یہ لو۔ بادشاہ نے اپنا ھاتھ نیچے کرلیا - شاہ عالم پناہ نے فرمایا - اوپر اٹھائیے - ایک لمحہ تک تعظیم کی اس کے بعد اپنی انگلیوں کے کناروں کو نیچے کرلیا - اور اس تحفہ کو (سیب) جلدی سے بادشاہ کو پیش کیا اور سلامتی کی دعا کرکے رخصت فرمایا۔ حکم دیا کہ بہرام مرزا ان کو ڈیرے (۱) تک پہنچا کر رخصت کریں - جب اس جگہ سے روانہ ھوئے تو آن کے کچھ لوگ بھی فاصلہ سے آ رھے تھے - یہ دونوں آپس میں گفتگو کرتے ھوئے چلے جا رھے تھے - بادشاہ خود اپنے دست مبارک سے سیب کو چاقو سے کاٹ کر نصف خود کھاتے اور نصف بہرام مرزا کو دیدیتے تھے - اس طریقہ سے منزل تک پہنچ گئے - جب بادشاہ کے خیمے نمودار ھوئے تو بہرام مرزا نے اپنے گھوڑے کی لگام روک کر اجازت طلب کی - بادشاہ نے اپنی جیب سے ایک انگوٹھی نکال کر جس میں الماس کا نگینہ لگا تھا بہرام مرزا کو دی اور کہا کہ یہ ھماری والدہ کی یادگار ھے (۲) ھم تم کو بطور اپنی یادگار کے دیتے ھیں۔ فرمایا کہ ھمارے دل کو تمہاری وجہ سے تقویت تھی - ھم تم سے جدا ھونا نہیں چاھتے تھے۔

---

(۱) اصل نسخوں میں ”ڈیرے“ کا لفظ ھی استعمال کیا گیا ھے۔

(۲) بعض نسخوں میں والد کا لفظ ھے لیکن اسٹورٹ اور ارسکن دونوں نے والدہ لکھا ھے۔ یہی صحیح معلوم ھوتا ھے۔

Marfat.com

اور خواہش تھی کہ ساتھ ہی زندگی بسر کرتے ، لیکن کسی نہ کسی طرح وقت گزار ہی دیں گے۔ زمانہ ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتا۔ بہرام مرزا نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ آپ اطمینان رکھیں کہ آپ کا مقصد پورا ہوگا۔ رات گزرنے کے بعد میانہ کے مقام سے کوچ کیا۔ پانچ چھ کوس کے فصل پر ٹھیرے۔ تین دن بعد تبریز پہنچ گئے۔ پانچ دن یہاں قیام رہا۔ بازار قیصر اور گنبد شام کی سیر کی۔ یہ گنبد ارض شام کی مٹی سے تیار کیا گیا ہے۔ بازار میں دو رومی (ترک) ملے۔ انہوں نے بادشاہ کو سلام کیا۔ بادشاہ نے فرمایا ہماری طرف سے شاہ روم کو دعا کہو۔ انہوں نے کہا "بسر و چشم"۔ وہاں سے کوچ کر کے چار رات کی راہ طے کر کے اردبیل میں پہنچے۔ وہاں ایک ہفتہ قیام کیا۔ تا کہ شیخ صفی الدین اسحاق ، جو شاہ طہماسپ صفوی کے جد امجد ہیں ، اور شاہ اسماعیل کی قبروں کی زیارت کی۔ شیخ صفی الدین اسحاق شیخ کمال کے مرید ہیں۔ اور حضرت امیر تیمور صاحبقران المعظم گورگاں کی عنایت سے تخت پر فائز ہوئے(۱) کیوں کہ شاہ عالم پناہ کی بھانجی معصوم بیگ کی لڑکی روانگی سے قبل بادشاہ سے منسوب کردی گئی تھی۔ اس لیے مصلحتاً یہ ضروری تھا کہ وہ اردبیل جا کر ان مزارات کا طواف کریں۔ اور اس نسبت کا اظہار کردیں۔ اردبیل جانے کا سبب یہ تھا۔ چنانچہ طواف کیا اور

---

(۱) شاہان صفوی کی ابتدائی تاریخ پر اسٹورٹ نے ایک مختصر نوٹ دیا ہے۔ مرجان ملکم کی تاریخ ایران میں بھی ان کے جد امجد شیخ صفی الدین اور ان کی اولاد کا ذکر ہے۔ جوہر نے شیخ صفی الدین کی تیمور سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ شیخ مذکور کے جانشین شیخ صدرالدین اس سے ملے تھے۔ زبدۃالتواریخ کے حوالہ سے سر ملکم لکھتے ہیں "جب شیخ صفی کا وصال ہوا تو شیخ صدرالدین ان کے جانشین ہوئے۔ اس عہد کے بہت سے فرماں روا ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ جن میں امیر تیمور بھی شامل ہیں۔ امیر نے شیخ سے کہا کہ وہ اس سے کوئی چیز طلب کریں شیخ نے کہا کہ آپ ان تمام قیدیوں کو رہا کردیجیے جو ملک روم سے گرفتار ہوکر آئے ہیں۔ تیمور نے ان کی یہ خواہش پوری کی"۔ (ترجمہ تذکرۃ الواقعات صفحہ ۵۶-۵۷ تاریخ ایران از ملکم۔ جلد اول صفحہ ۳۲۱)۔

ایک ھفتہ اردبیل میں قیام کیا ۔ مزار کے صدر دروازے پر ایک زنجیر بندھی ہوئی ھے ۔ اور وھاں یہ طریقہ ھے کہ اگر کوئی ملزم فرار ھوکر اس (زنجیر کے نیچے) سے گزرجائے تو اس کو امان دیدی جاتی ھے۔ چاھے اس کا جرم چھوٹا ھو یا بڑا ۔ اس کے بعد بحر قلزم (۱) کی سیر کی جہاں ھمیشہ کہر محیط رھتا ھے۔ یہاں سے کوچ کر کے طارم کے مقام پر آئے۔ وھاں سے سرخاب پر۔ وھاں سے کوچ کرتے ھوئے قزوین پہنچے اوز جب تک بادشاہ اردبیل خوردبیل ، طارم ، سرخاب ، اور قزوین کے مقامات سے ھوتے ھوئے پہنچے ۔ شاہ عالم پناہ یہاں دورہ فرما رھے تھے ۔ ادھر بادشاہ قزوین پہنچے ، آدھر سے شاہ عالم پناہ بھی قزوین وارد ھوئے ۔ اتنے میں بادشاہ کا لشکر نظر پڑا ۔ شاہ عالم پناہ نے دریافت کیا کہ یہ کس کا لشکر ھے۔ عرض کیا ھمایوں بادشاہ کا ۔ فرمایا کیا محمد ھمایوں بادشاہ ابھی تک اس ملک سے باھر نہیں گئے ۔ اس کے بعد مہتر ضیائی (۲) کو حکم دیا کہ محمد ھمایوں بادشاہ کو بارہ کوس تک (۳) پہنچا کر آؤ ۔ چنانچہ بادشاہ کو فرس (۴) کے قلعہ تک ھی پہنچایا تھا کہ جنگل میں چار سوار نمودار ھوئے — اور انہوں نے یعقوب سفرچی کو قتل کرڈالا ۔ یہ خبر بادشاہ کو ھوئی ۔ انہوں نے ان سواروں کا پیچھا کیا ۔ جب قریب پہنچے تو انہوں نے کہا تم ھمارے پیچھے کس لیے آرھے ھو۔ ھم نے تو اس کو شاہ عالم پناہ کے حکم سے مارا ھے۔ یعقوب کے قتل کا سبب یہ تھا کہ حسن علی ایشک آقا یعقوب مذکور سے بغض رکھتا تھا ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس دن شاہ عالم پناہ نے بادشاہ کو تلواریں مرحمت فرمائی تھیں ان میں سے ایک تلوار حسن علی ایشک آقا لے گیا ۔ یعقوب نے

---

(۱) یہ بحر قلزم تو نہیں ھوسکتا ۔ شاید جوھر کو مغالطہ ھوا ھے۔ اس کا مطلب بحیرۂ خزر سے ھوگا جو طارم سے قریب ھی ھے۔

(۲) مہتر ضیا ۔ اسٹورٹ نے اس نام کو مہتر خیالی پڑھا ھے ۔

(۳) پیش نظر نسخوں میں دروازہ فرسخ لکھا ھے۔ یہ کتابت کی غلطی معلوم ھوتی ھے۔ ھم نے دوازدہ فرسخ پڑھا ھے۔ اسٹورٹ نے بھی دوازدہ فرسخ کا ترجمہ کیا ھے۔

(۴) فرس غلط ھے۔ ورس کا قلعہ مراد ھے ۔ اسٹورٹ نے ارس پڑھا ھے ۔ (ارسکن جلد دوم صفحہ ۲۹٦)۔

دیکھ لیا اور بادشاہ کو خبر کردی کہ تلوار حسن علی لے گیا ہے۔ آخرالذکر نے اس وجہ سے شاہ عالم پناہ کی خدمت میں شکایت کی کہ یعقوب نے تاج کی توہین کی ہے۔ یعقوب سفرچی کے قتل کا سبب یہ تھا۔ اس کے بعد سبزوار(۱) پہنچے وہاں حکم دیا کہ حضرت بیگم مع لشکر کے طبس کے راستہ پر جائیں۔ اور خود بدولت مشہد مقدس کی طرف حضرت امام موسیٰ رضا کے آستانہ پر حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ اور وہاں پہنچکر حضرت امام دین و دنیا علی بن موسیٰ رضا علیہ التحیہ والثنا کے آستانہ کا طواف کیا اور فاتحہ پڑھی۔ وہ کمان جو جاتے وقت یہاں چھوڑگئے تھے معہ چلہ کے مل گئی۔ آستانہ پر بہت خوشی اور سرور حاصل ہوا کیوں کہ حضرت امام موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ کی مدد ہمارے شریک حال تھی۔ سات دن تک مشہد مقدس میں برف باری رہی۔ جب برف باری کم ہوئی تو وہاں سے کوچ کیا اور راوت(۲) طرق کے مقام پر منزل کی۔ وہاں سے کوچ کر کے سنگرہ کے مقام پر جہاں شاہ قاسم انوار کا مزار ہے۔ مقیم ہوئے۔ وہاں سے کوچ کر کے قلعہ کاہ پر جہاں بارہ اماموں میں سے ایک نے پردہ فرمایا ہے، تشریف لائے۔ آج تک نقاروں اور نفیری کی آواز وہاں سنائی دیتی ہے۔ جو شخص اپنی ضرورت کو لے کر وہاں عجز و انکساری کے ساتھ حاضری دے تو حق تعالیٰ جل جلالہ اس کی ضرورت پوری فرمادیتا ہے۔ بادشاہ اس مقام پر پہنچ گئے۔ ایک شب کے بعد طبس میں نزول فرمایا۔ وہاں سے چند منزلیں طے کر کے سیستان پہنچے۔ یہاں تقریباً ۵ دن قیام کیا۔ اس لیے کہ شاہ عالم پناہ نے حکم دے دیا تھا کہ ان کے امراء تمام ضروری سامان وہاں مہیا کردیں گے۔ چنانچہ تمام امرا اپنے اپنے پرگنوں سے آئے اور عرض کیا کہ حضور والا ان غلاموں کا سامان ملاحظہ فرمالیں۔ یہاں سے دس کوس پر قلعہ بض عرف (۳) مدائن یعنی نوشیرواں کا پایہ تخت واقع تھا۔ اس جگہ میر خلج تھا جو مرزا عسکری کے امرا

---

(۱) سبزوار میں حمیدہ بانو بیگم کے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ (اکبر نامہ جلداول صفحہ ۲۲۰)

(۲) راوت طرق۔ ابوالفضل نے کاروانسرائے طرق اور بایزید نے صرف طرق لکھا ہے۔ (اکبر نامہ جلد اول ص ۲۲۱۔ تاریخ ہمایوں و اکبر ص ۳۸)۔

(۳) نسخوں میں قلعہ بض ہے، جیسا کہ ابوالفضل اور بایزید کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے یہ قلعہ بست ہونا چاہیے۔ میر غلج یہیں کا شقدار تھا۔ جوہر نے اس جگہ بہت اختصار سے کام لیا ہے اور واقعات کی ترتیب میں غلطی کی ہے۔ (اکبر نامہ جلداول ص ۲۲۷)۔ تاریخ ہمایوں و اکبر ص ۳۹)۔

Marfat.com

میں شامل تھا ۔ فرمایا علی الصباح ہم سامان وہاں دیکھیں گے ۔ اگر وہ بھی حاضر خدمت ہوا تو بہت اچھا ہے ورنہ میں تم کو اس پر متعین کروں گا کہ اس قلعہ کو لوٹ لو۔ اور نمک حراموں کو قتل کرڈالو ۔ ترکھانوں نے عرض کیا کہ یہ شاہ عالم کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم شاہ عالم پناہ کو (اس کے متعلق) لکھ دیں گے ۔ جب لشکر سامنے آیا ۔ تو اگرچہ بارہ ہزار سواروں کے متعلق لکھا تھا ، لیکن سپاہیوں کی تعداد چودہ ہزار نکلی ۔ اس کے بعد میر خلج اپنی گردن سے تلوار باندھ کر رکاب بوسی سے مشرف ہوا (۲) ۔ وہاں سے کوچ کر کے قندھار پہنچے اور بیرم خان کو ایلچی بنا کر مرزا کامران کے پاس کابل روانہ کیا ۔ میرزا عسکری حاضر خدمت نہ ہوا ۔ قلعہ کے اندر کے لوگ لڑائی کے لیے تیار ہوگئے ۔ اور گھمسان کی لڑائی ہوئی ۔ پہلی لڑائی میں بابا دوست قوربیگی اور مہتر یوسف شربتی نے جام شہادت نوش کیا ۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ قندھار کے قلعہ کا محاصرہ کیا جائے ۔ ا ، ۔

تقسیم کردئے جائیں ، الغ مرزا جو کامران کے پاس قید تھا ، اور میر شیر افگن کی نگرانی میں تھا مع اس (میر شیر افگن) کے کابل سے فرار ہوکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور شرف قدم بوسی حاصل کیا ۔ ایک دن بادشاہ ایک پہاڑی پر گئے ہوئے تھے کہ ان کی نظر خچروں کی قطار پر پڑی دریافت کیا کہ ان کا مالک کون ہے ۔ مخبر نے عرض کیا کہ مرزا عسکری کی والدہ (۳) ۔ فرمایا کہ انہوں نے ہماری خدمت کی ہے ۔ اس کے بعد مرزا عسکری کے دیوان خانہ کو دیکھا ۔ حکم دیا کہ اس کے گنبد (پنجرہ) پر گولہ باری کی جائے ۔ چنانچہ بہ تعمیل حکم ان پر گولہ باری کی گئی ۔ یہاں تک کہ قلعہ کے اندر کہرام مچ گیا ۔ اور آدمیوں کی جماعت درہم برہم ہوگئی ۔

---

(۱) جوھر نے قلعہ بست کے محاصرہ کا اشارۃً بھی ذکر نہیں کیا ۔ ابوالفضل اور بایزید وغیرہ کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہم علی جلایر اور امیر خلج نے مقابلہ کیا ۔ لیکن اس میں اس کو کامیابی نہ ہوئی ۔

(۲) بیگم مادر میرزا عسکری ۔

Marfat.com

سترھویں فصل

مرزا عسکری کا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونا اور قلعہ قندھار پر قبضہ کرنا

جس وقت بادشاہ قلعہ قندھار کے محاصرہ میں مصروف تھے اسی زمانہ میں میرزا کامران نے نواب خانہ زاد بیگم کو جو فردوس مکانی بابر بادشاہ کی ہمشیرہ تھیں، پیغام بھیجا کہ عسکری مرزا کو حضرت بادشاہ کے قدموں میں پیش کریں۔ چنانچہ عفت پناہی بیگم صاحبہ نے مرزا عسکری کے قصور کی معافی کی درخواست کی اور اس کو قلعہ سے باہر لا کر حضرت بادشاہ کی قدم بوسی سے مشرف فرمایا۔

ترکمانوں نے جو مرزا الغ کو سنجیدہ دیکھا تو کہا کہ یہ ہمایوں بادشاہ کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ قلعۂ قندھار کے فتح کرنے کے بعد امراء(۱) نے حضرت بادشاہ سے یہ درخواست کی کہ مرزا عسکری کے خزانہ کی نگہبانی کی جائے۔ مرزا عسکری کو بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا جائے۔ ورنہ خزانہ شاہ عالم پناہ کی خدمت میں روانہ کردیا جائے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ خزانہ کو پیش کش کے طور پر بھیج دیا جائے گا (۲) اور یہ حکم صادر فرمانے کے بعد حضرت بادشاہ خود قلعہ میں تشریف لے گئے۔ ہمرکابی

---

(۱) یعنی امراء ایران نے۔

(۲) ہمایوں یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ خزانہ پر شاہ ایران کا کوئی حق نہیں، لیکن تعلقات خوشگوار رکھنے کے غرض سے پیش کش کے طور پر بھیج دیا جائے گا۔

میں مہتر واصل توشکچی اور مہتر انیس جن کو " مہترخاں " کا خطاب ہے، بندہ خاکسار جوہر آفتاب چی اور شاگرد پیشہ سپاہی تھے۔ جب بادشاہ مرزا عسکری کے محل میں داخل ہوے تو حکم دیا کہ خزانے کو باہر لا کر جمع کریں۔ جس جگہ خزانہ جمع کیا جارہا تھا وہاں بادشاہ خود شاہ قلی خاں جو کرمان کا حاکم تھا، اس کا بھائی، جو بادشاہ کا قورچی باشی تھا۔ شاہ حسین سلطان حاکم سنجاب کا لڑکا بداغ خاں اور احمد خاں سلطان حاکم سیستان (جس نے جاتے وقت بادشاہ کی بہت خدمت کی تھی) موجود تھے۔ ان سب کی موجودگی میں خزانہ پر قفل لگادیا گیا اور اس پر بادشاہ اور شاہ قلی خاں جو شاہ ایران کے امرا میں سے تھا اور میر بداغ خاں کی مہریں لگادی گئیں۔ اور قلعہ سے باہر آ گئے۔ ترکمانوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ بادشاہ اور میرزا عسکری اور خزانہ کو شاہ ایران کے پاس لے جانا چاہیے تاکہ وہ اس کے متعلق حکم صادر فرمائیں۔ یہ خبر بادشاہ کو پہونچ گئی اور انھوں نے حکم دیا کہ تمام امرا توپ خانہ اور پچاس سوار (۱) مسلح ہوکر ہرطرف سے حاضر ہوں۔ جب امرا ہر طرف سے جمع ہورہے تھے تو ترکمانوں نے ان کو دیکھ کر آپس میں یہ قرارداد کی کہ بادشاہ کا ارادہ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ چنانچہ ان کے والد بابر بادشاہ نے نجم بیگ وزیر کو ازبیکوں اور ترکمانوں کے ہاتھ سے قتل کرادیا تھا۔ یہ ضرور ہم سب کو بھی قتل کرادے گا۔ یہ بات سمجھ کر مرزا عسکری کے خزانہ کو لدھوادیا۔ اور بارہ کوس کے فاصلہ پر منزل تھی، وہاں پہنچ گئے اور منزلیں طے کرتے ہوئے شاہ عالم پناہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ ایران نے خلعت اور ایک تیز رفتار خچر بھیجا۔ بادشاہ تعظیم کے لیے اس خچر پر سوار ہوکر پانچ چھہ قدم چلے اور پھر نیچے اتر آئے۔ وہاں سے کوچ کرکے باغ خلجہ (۲) میں قیام کیا۔ اور ایک ماہ وہاں ٹھیرے رہے۔ بداغ خاں نے کہا کہ

---

(۱) پچاس سوار۔ پیش نظر نسخوں میں " پنجاہ سوار " لکھا گیا ہے۔ احمدالدین احمد صاحب نے پچاس ہزار لکھا ہے۔ اس وقت ہمایوں کے پاس اس قدر فوج نہ تھی۔ ارسکن نے کوئی تعداد نہیں دی۔ صرف اس قدر کہا ہے کہ بادشاہ نے اپنے پرانے اور نئے سب ساتھیوں کو جمع کرکے معاینہ کیا جس سے ایرانی فوج کے امرا گھبرا گئے۔

(۲) ابوالفضل نے " چہار باغ حضرت فردوس مکانی " لکھا ہے (ص ۲۳۲)۔

غلہ کی رسد ہمایوں بادشاہ کے پاس سے لشکر میں نہ پہنچنے دیں۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اُمرا سے مشورہ کیا۔ انھوں نے عرض کیا کہ ترکمانوں نے ایک ہزار سات سو گھوڑے سوداگروں کے ہاتھ فروخت کیے ہیں۔ اور یہ گھوڑے قلعہ کے باہر موجود ہیں۔ ان کو قبضہ میں لانا چاہیے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر گنبد سفید کے مقام پر قیام کرے اور خود بدولت بابا حسن ابدال کے مقام پر تشریف لائے۔ ظہر کی نماز اسی جگہ ادا کی، پھر حکم دیا کہ پہلے حاجی محمد کوکہ روانہ ہوں۔ ان کے پیچھے الغ بیگ ان کے بعد بیرم خاں اور ان کے بعد حضرت بادشاہ بہ نفس نفیس روانہ ہوئے۔ ظہر و عصر کے مابین قندھار پہنچ کر گھوڑوں پر قابض ہوگئے۔ وہاں سے واپس آ کر نصف شب کے قریب لشکر میں آ ملے۔ صبح ہونے پر فرمایا کہ تمام گھوڑوں پر داغ لگائے جائیں۔ سوداگروں کو تمسک لکھ کر دیدئے گئے کہ تم سے قرض لیا گیا ہے۔ اور ایک سو پچاس گھوڑے ہندال مرزا و ناصر مرزا کے لیے علاحدہ کردئے گئے۔ باقی گھوڑوں کو حسب مراتب تقسیم کردیا گیا۔

---

(۱) اکبرنامہ کی عبارت یہ ہے: ''از باغ حضرت فردوس مکانی نہضت نمودہ بالاتر از مقام حسن ابدال در گنبد سفید نزول اجلال فرمودند،،۔

Marfat.com

اٹھارویں فصل

شاہزادۂ ایران کی وفات ۔ اور قلعۂ قندھار پر ہمایوں کا قبضہ کرنا

ترکمانوں کے پاس سے کابل جانے کا ارادہ تھا ۔ گھوڑوں کی تقسیم کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے ہی تھے کہ شاہ ایران کے لڑکے کا انتقال ہوگیا ۔ بداغ خاں نے یہ خبر بادشاہ کو نہیں پہنچائی(۱)۔ بادشاہ نے اپنے آمرا سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے ۔ شاہ ایران کے لڑکے کا انتقال ہوگیا ہے اور بداغ خاں قلعہ میں موجود ہے ۔ آخر یہ طے ہوا کہ بداغ خاں سے قندھار کا قلعہ لے لیا جائے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ قلعہ کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے ۔ حاجی محمد کوکہ نے عرض کیا کہ یہ خدمت بندے کے سپرد کی جائے ۔ یہی طے ہوا ۔ فاتحہ پڑھی اور آدھی رات کے وقت وہاں سے کوچ کیا ۔ صبح جوں ہی قندھار کے دروازے کھولے گئے ، حاجی محمد کوکہ قلعہ میں گھس گیا ایک آدمی کے تیر مارا اور بداغ خاں کے آدمیوں نے ارک میں پناہ لی ۔

بادشاہ قندھار سے ایک ہی کوس کے فاصلہ پر پہنچے تھے کہ ہوش نامی حاجی محمد کوکہ کے خدمتگار نے حاضر خدمت ہوکر قلعہ کی فتحیابی کی مبارکباد پیش کی (۲) بادشاہ نے وہاں پہنچ کر برج اقشعہ میں قیام فرمایا ۔ بداغ خاں قلعہ کے

---

(۱) پیش نظر نسخوں میں ''رساند،، ہے جو یقیناً غلط ہے ۔ غالباً عبارت میں کاتب کی غلطی سے ''نہ،، رہ گیا ہے ۔

(۲) ابوالفضل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمایوں نے شاہ ایران سے وعدہ کرلیا تھا کہ قندھار اس کو دیدیا جائے گا ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ۔ لیکن ایرانی سپاہیوں نے قندھاریوں کے ساتھ ایسا برا برتاؤ کیا اور ان پر اس قدر ظلم کیا کہ وہ لوگ فریاد لے کر ہمایوں کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اس کے علاوہ بعض مورخین مثلاً عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں کہ ایرانی سپاہی تبرا کرتے تھے جس سے سینوں کو روحانی اذیت ہوتی تھی ۔ اس پر بھی شاید ہمایوں کی بردباری اس کو خاموش رکھتی لیکن بداغ خاں کا رویہ ایسا نہ تھا کہ ہمایوں اس کو برداشت کرتا ۔ ہمایوں نے اس سے کہلوایا کہ وہ کچھ ضروری سامان اور عورتیں قلعہ میں چھوڑنا چاہتا ہے ۔ بداغ خاں اس کے لیے تیار نہ ہوا ۔ اسی زمانہ میں شاہ ایران کا لڑکا شہزادہ مراد کا انتقال ہوگیا ۔ اب ہمایوں کے کے پاس کوئی چارہ نہ تھا ۔ مجبوراً اس نے قندھار پر حملہ کرکے اس کو اپنے قبضہ میں کرلیا ۔ (اکبر نامہ جلد اول ص ۲۳۸-۲۳۹) طبقات اکبری ص ۲۱۰- منتخب التواریخ ۔ مطبوعہ نولکشور پریس ص ۱۲۲)۔

Marfat.com

اندر تھا۔ جب بادشاہ نے اس کو یہ کہلا بھیجا کہ شاہ عالم پناہ کا بیٹا ہمارا بیٹا تھا اس کو انھوں نے ہمارے ہی سپرد کردیا تھا۔ وہ فوت ہوگیا اور تو نے ہم کو خبر تک نہ بھیجی کہ ہم تعزیت کو آتے اور اس کے لیے خیرات و صدقہ کرتے۔ تیری سزا یہی ہے کہ تو دروازے سے باہر نہ آئے۔ کیوں کہ مجھے خوف ہے کہ چغتائی تجھے قتل کرڈالیں گے۔ لیکن میں تیری جان بخشتا ہوں۔ قلعہ کی پیچھے کی دیوار میں نقب لگا کر نکل جا۔ میں تیری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ آخرالامر بداغ خاں قلعہ کے پیچھے نقب لگا کر باہر چلا گیا۔ بادشاہ نے ولایت قندھار کو اپنے امراء میں تقسیم کیا۔ چونکہ فصل ربیع کے محاصل کا ایک حصہ ترکہان وصول کرچکے تھے۔ اس لیے جو کچھ باقی تھا انھوں نے وصول کیا۔ اور اپنے تصرف میں لائے۔

اس کے بعد حضرت بیگم اور بیرم خاں کو قندھار کے قلعہ میں چھوڑا۔ اور فرمایا کہ قندھار کا قلعہ میں نے بیرم خاں کے سپرد کیا۔ اور بیگمات کو خواجہ عنبر کے وہاں سے کوچ کرکے کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ مرزا کامران کے سب امیروں نے ایک عرضداشت بھیجی تھی کہ ہم غلام اور کابل کا ملک حضور ہی کے ہیں۔ آپ تشریف لائیے۔ ہم خدمت سے منہ نہ موڑیں گے۔ جب تمری کے مقام پر پہنچے جو ضلع ہزارہ میں واقع ہے اور مرزا الغ بیگ کی جاگیر میں تھا تو مرزا ہندال اور تردی بیگ حاضر خدمت ہوکر قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ مرزا کامران نے کابل سے باہر آکر باغ گزرگاہ میں قیام کیا۔ بادشاہ معہ اپنے فتح مند لشکر کے مسلح ہوکر کوچ کرتے ہوئے آرہے تھے کہ خبر پہنچی کہ قاسم برلاس مرزا کامران کی طرف سے درہ خار(۱) تک جنگ کے ارادہ سے آچکا ہے۔ بادشاہ نے حاجی محمد کوکہ۔ خواجہ معظم بیگ۔ تولک قورچی اور ان ہی چند اور لوگوں کو قاسم برلاس سے جنگ کرنے کے لیے متعین کیا۔ وہ آئے اور درہ خار میں لڑائی ہوئی۔ خواجہ معظم اور تولک قورچی نے خوب تلوار چلائی۔ حق تعالیٰ نے فتح نصیب کی۔ اور شکست خوردہ لوگ بھاگ گئے۔ بادشاہ درہ خار میں تشریف لائے۔ امراء نے مبارکباد پیش کی۔ بعض امراء اور ارکان دولت نے عرض کیا کہ مرزا کامران کا قصور معاف کردیا جائے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے

---

(۱) خار۔ بعض نسخوں میں تنگنائے خار بھی لکھا ہے۔ اکبر نامہ کے مطبوعہ نسخہ میں تکیہ چار ہے۔

Marfat.com

میں وہاں جا کر یہ دیکھ لوں کہ معاملہ کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ جو کچھ مصلحت ہوگی وہی کروں گا۔ کوچ کا نقارہ بج چکا تھا کہ اللہ قلی اور بہادر (۱) نے شرف قدم بوسی حاصل کر کے عرض کیا کہ حیدر سلطان ہمارے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔ بادشاہ اُن سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ تمہارے باپ کے بجائے ہم ہیں۔ ہم تمہاری پرورش کریں گے۔ فکر نہ کرو اور ہمت نہ ہارو۔ بادشاہ نے ان کو تشفی اور تسلی دی اور حیدر سلطان کو آخری منزل (قبر) تک پہنچایا اور پھر روانہ ہوگئے۔ اور خواجہ بستان (۲) کے مقام پر پہنچے اور مقیم ہوئے۔ جو باغ گزرگاہ سے جہاں جنگ ہوئی تھی، تین کوس دور تھا۔ اسی وقت پیرزادہ خواجہ عبدالحق اور خواجہ جان محمد (۳) بادشاہ کی خدمت میں صلح کے لیے حاضر ہوئے۔ بادشاہ گھوڑے سے اُترے اور اُن کے قواعد دریافت فرمائے اور نماز فجر پیرزادوں کی معیت میں ادا فرمائی اور اُن کو رخصت کیا۔

پیرزادوں نے کہا کہ آپ لوگوں کے درمیان ہم صلح کراتے ہیں۔ اگر کامراں مرزا ہماری نصیحت قبول کرلے گا تو ہم دور تک پہظہر و عصر کے (۴) درمیان آپ کی خدمت میں واپس آجائیں گے۔ اگر نہ آئیں تو پھر آپ خود اپنی فکر کریں۔ چوں کہ کامراں مرزا نے نصیحت نہ مانی (۵) اس لیے پیرزادہ رخصت ہوکر کابل میں

(۱) اللہ قلی بہادر۔ یہ علی قلی بہادر ہونا چاہیے۔ علی قلی اور بہادر دونوں بھائی تھے اور حیدر سلطان کے لڑکے تھے۔ (اکبر نامہ جلد اول صفحہ ۲۴۴۔ تاریخ ہمایوں و اکبر ص ۵۷)

(۲) خواجہ بستان۔ اکبر نامہ (ص ۲۴۳) میں خواجہ پشتہ اور تاریخ ہمایوں و اکبر میں (ص ۵۶) خواجہ بستہ ہے۔

(۳) اکبر نامہ میں خواجہ خاوند محمود ہے (ص ۲۴۴)۔ بایزید نے یہ تین نام دئے ہیں: ''حضرت خان محمود و خواجہ عبدالحق و خواجہ دوست خاوند ...'' (ص ۵۷)۔

(۴) اصل الفاظ یہ ہیں ''نیم روز میانہ دو نماز''۔

(۵) یہاں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ ''پند پزیر شد'' کے بجائے ''پند پذیر نہ شد'' ہونا چاہیے۔

Marfat.com

آ گئے (۱)۔ وعدہ کا وقت پورا ہوگیا۔ اس لیے بادشاہ نے روشنک توسک، بیگی کو کامران مرزا کے پاس یہ کہلاکر بھیجا کہ ہم مسافر ہیں اور تم مجاور۔ اگر تم آؤ تو اختیار ہے ورنہ ہمیں تو ضرورت نہیں ہے۔ جب روشنک مرزا کامران کے پاس گیا تو وہ اس کو پہچانتا تھا اس لیے تعظیم کی، اور جو کچھ ماجرا تھا۔ اس نے سب معلوم کرلیا۔ مرزا نے وضو کیا اور کہا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ تم یہیں ٹھہرو۔ روشنک نے دیکھا کہ آدمی پریشان حال ہیں اور کابل کی طرف بھاگے جارہے ہیں۔ روشنک مرزا کی اجازت کے بغیر آ گیا اور جو کچھ دیکھا تھا حضور میں عرض کیا۔ بادشاہ نے مرزا ہندال۔ حاجی محمد کوکہ اور چند دیگر امرا کو حکم دیا کہ وہ روانہ ہوں ۵۰۰ سوار نیزہ باز اپنے اپنے نیزے لے کر ہمارے ساتھ چلیں۔

سب سے پہلے خواجہ کلاں بیگ کا لڑکا مصاحب بیگ جو کامران کا امیرالامرا تھا، آیا اور حضرت کو دعا دی اور مرزا کامراں کے جو امرا آتے تھے وہ دور سے دعائیں دیتے تھے (بادشاہ) فرماتے تھے خیریت سے آئیں۔ اسی طرح چلتے رہے۔

---

(۱) بایزید کے بیان کے مطابق مرزا نے اپنے سفیروں کو دو مرتبہ کچھ ہمایوں کے پاس بھیجا لیکن ان لوگوں نے جو شرائط صلح پیش کیں وہ ہمایوں نے قبول نہیں کیں (ص ۸ ۵)۔

Marfat.com

انیسویں فصل

کابل پر قبضہ کرنا - اور مرزا کامران کا پہلا مرتبہ بھکر کی طرف فرار ہونا اور بادشاہ کا سلیمان مرزا سے بمقام تیرگران جنگ کے بعد فتح پانا

جب بادشاہ اپنے دبدبہ اور اقبال کے ساتھ وہاں پہنچے تو مرزا کامران بھاگ کر قلعہ کے اندر چلا گیا - اور قراچہ خاں اور خواجہ دوست‌خاں سے کہا کہ تم بادشاہ کو اس وقت تک روکے رہو جب تک میں اپنے بال بچوں کو یہاں سے نکال لے جاؤں۔ وہ ٹھہرے ہوئے تھے قراچہ خاں اور اور خواجہ دوست‌خاں نے بادشاہ کو اس حالت میں نہ دیکھا کہ بادشاہ قلعہ کے اندر نہیں آئے۔ جب مرزا کامران اپنے بال بچوں کو باہر لایا اسی دن تین چار پہر رات گزرنے پر قراچہ خاں اور خواجہ دوست خاں نے آکر قدمبوسی کی - اور مبارکباد پیش کرنے کے بعد عرض کیا کہ قلعہ کے اندر تشریف لائیں۔

بادشاہ قلعہ میں داخل ہوئے (۱) وہاں مرزا کامران کے دیوان خانہ میں ایک بڑے خیمہ میں مقیم ہوگئے۔ اور واصل توشکچی سے فرمایا کہ ایک پہر رات گزرچکی

---

(۱) ابوالفضل نے فتح کابل کی تاریخ ۱۲ رمضان مبارک ۹۵۲ھ لکھی ہے۔ بایزید لکھتا ہے کہ ۱۰ رمضان مبارک ۹۴۲ھ کو ہمایوں کابل میں داخل ہوئے۔ یہ غلط ہے۔ فرشتہ میں بھی ۱۰ رمضان ہی ہے۔ نظام‌الدین احمد نے ۹۵۳ھ لکھی ہے، لیکن آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ بعض مورخین نے فتح کابل کی تاریخ ۹۵۲ھ لکھی ہے۔ (اکبرنامہ ص۲۴۴ طبقات اکبری ص۲۱۲ - فرشتہ جلد اول ص۲۴۸ - تاریخ ہمایوں و اکبر ص۵۸۔

ہے۔ ہم نے ابھی روزہ افطار نہیں کیا (۱)، کیا یہاں کوئی ہے جو گرم یخنی کا ایک پیالہ تیار کردے۔ پھر بادشاہ کو یاد آیا۔ (فرمایا کہ) بی بی کے گھر جن کا نام بیکہ بیگم تھا، یخنی تیار ہو تو جاکر لے آؤ۔ مہتر واصل، توشک بیگ اور جوہر آفتابچی تینوں گئے اور سلام و دعا کے بعد عرض کیا کہ بادشاہ نے ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔ ہم کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ اگر کھانے کو کچھ ہو تو دیدیں۔

عصمت پناہی بیگم نے گائے کے گوشت کا قلیہ اور شکنبہ گاؤ (۲) پیش کیا۔ مہتر واصل نے دسترخوان بچھا کر کھانا لگایا۔ جیسے ہی بادشاہ نے کھانے میں چمچہ ڈالا، کیا دیکھتے ہیں کہ گائے کا گوشت اور گائے کا شکنبہ ہے۔ چمچہ ہاتھ سے چھوڑدیا اور رونے لگے اور کہا کہ اے مرزا کامراں! تو کس طرح سرسبز ہوسکتا ہے کہ تونے یہاں تک نوبت پہنچادی کہ عصمت پناہی بی بی صاحبہ کے وظیفہ معاش میں گائے کا گوشت اور شکنبہ مقرر کیا ہے۔ کیا تو یہ نہیں کرسکتا تھا کہ ان کے مطبخ کے لیے ایک بکرا مقرر کردیتا۔ عصمت پناہی بی بی صاحبہ وہ ہیں جنہوں نے فردوس مکانی کی ہڈیوں کو لاکر بزرگوں کے پاس دفن کیا۔ باوجود اس کے کہ ہم فردوس مکانی کے چار بیٹے ہیں۔ لیکن ہم نے وہ نہیں کیا جو انہوں نے کیا (۳)۔

---

(۱) یہ لفظی ترجمہ ہے۔ غالباً ہمایوں کا مطلب یہ تھا کہ روزہ افطار کرنے کے بعد کچھ کھایا نہیں۔ یہ قرین قیاس نہیں کہ ایک پہر رات گزرنے تک اوس نے روزہ نہ افطار کیا ہو۔

(۲) نسخۂ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی عبارت اس طرح ہے: ''قلیہ گوشت گاؤ و سہرادہ از شکنبہ گاؤ،،

(۳) ہمارے پیش نظر نسخوں کی عبارتیں بہت غلط معلوم ہوتی ہیں۔ ترجمہ ذکاءاللہ مرحوم کی ''تاریخ ہندستان،، کی عبارت کے مطابق کیا گیا ہے۔ اس کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے مصنف مذکور کے پیش نظر تذکرۃالواقعات کا کوئی صحیح نسخہ تھا۔ (تاریخ ہندوستان جلد سوم ص ۲۱۷) اسٹورٹ کا ترجمہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ لیکن وہ چنداں قابل اعتبار نہیں۔ ارسکن نے جوہر کا حوالہ دے کر یہ الفاظ تحریر کیے ہیں ''عصمت پناہی وہ ہیں جنہوں نے ہمارے محترم باپ کی ہڈیوں کو قبر میں دفن کیا۔ ص ۳۲۵)۔

Marfat.com

آخرکار انہوں نے شربت کا ایک(۱) پیالہ پیا اور دوسرے دن پھر روزہ رکھ لیا۔ فی الجملہ مرزا کامران کے چھوٹے اور بڑے سب امراء بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے ہر ایک کو تسلی اور دلداری فرمائی اور خوش کیا اور امن قائم ہوا۔ اور علاقہ کو حسب حیثیت تقسیم کیا۔ اس کے بعد مرزا سلیمان کے نام ایک فرمان صادر کیا۔ کہ ہماری وجہ سے مرزا کامران نے تم کو بہت تکلیف دی(۲)۔ اب حالات حسب مراد ہوگئے ہیں۔ اطمینان رکھو۔ ہم کو ملاقات کا بہت اشتیاق ہے۔ کب ملاقات ہوگی۔ مرزا سلیمان نے جواب لکھا کہ مرزا کامران سے ہمارا عہد ہے کہ جب تک میں تم سے جنگ نہ کروں گا، ملاقات نہیں کروں گا۔

اس کے بعد بادشاہ کو شہزادے محمد اکبر خلداللہ ملکہ کی فکر ہوئی۔ اور فرمایا کہ صورت خانہ کو سجایا جائے۔ اور قراچہ بیگ اور مصاحب بیگ کو قندھار بھیجا، تاکہ مریم مکانی حمیدہ بانو بیگم کو لے آئیں کہ شہزادہ کی ختنہ کی تقریب کی جائے۔ اور خود دریائے باراں کی سیر کو گئے۔ دو ماہ بعد مریم مکانی بیگم قندھار سے تشریف لے آئیں اور بادشاہ بھی سیر سے واپس آ گئے۔ بادشاہ کے لیے ایک تخت لگایا گیا اور بعض امرا اور میرزاؤں کے لیے کرسیاں رکھی گئیں۔ بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ مرزا اور امراء بھی حسب مراتب کرسیوں اور تکیوں پر بیٹھے اور خوشیاں منائیں۔ شہزادہ کی رسم ختنہ ادا کی گئی۔ مرزاؤں اور امرا کو خلعت عطا کیے گئے۔ اس رسم کے بعد بادشاہ قلعۂ ظفر کی طرف روانہ ہوئے۔

---

(۱) اسٹورٹ اور مولوی ذکاءاللہ نے شراب کی جگہ شربت لکھا ہے۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ ہمایوں کم از کم روزہ افطار کے بعد شراب نہ پیتا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس کے پاس کھانے کو کچھ میسر نہ تھا۔ ایسی صورت میں شراب کا دستیاب ہونا قرین قیاس نہیں۔ اور اگر شراب سے شربت مراد لیا جائے تو پھر کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ ارسکن نے بھی شربت ہی لکھا ہے۔

(۲) پیش نظر نسخوں میں کتابت کی غلطی ہے۔ ترجمہ اسٹورٹ کی عبارت کے مطابق کیا گیا ہے۔

Marfat.com

میر محمدعلی تغائی کو کابل کی حکومت دی (۱) - اس کے بعد جنگ کی تیاری کر کے بادشاہ روانہ ہوئے - جب اندراب کے قریب پہنچے تو دوسری طرف سے مرزا سلیمان آگئے اور تیر گران گاؤں کے نزدیک جنگ ہوئی - حق تعالیٰ جل جلالہ نے فتح عطا فرمائی (۲) - مرزا سلیمان شکست کھا کر بھاگ گیا اور بادشاہ کوچ کر کے کشم کے مقام پر واپس آگئے - وہاں تین ماہ تک مقیم رہے - اس کے بعد کشم سے چار کوس پر نزول فرمایا - یہاں بادشاہ کی طبیعت خراب ہوگئی - ایک روز بے خوابی کا سخت غلبہ رہا یہاں تک کہ لوگ اُن کی زندگی سے مایوس ہوگئے اور اسباب لے کر ادھر اُدھر بھاگنے لگے - قراچا خان نے دھوکا دے کر مرزا عسکری کو گھر میں بلا لیا اور اپنی نگہداشت میں رکھا - حضرت ماہ چوچک بیگم اگرچہ بہت کمزور ہوگئی تھیں لیکن انار کا عرق نکال کر بادشاہ کے حلق میں ڈالتی رہیں - حق تعالی جل جلالہ نے شفا بخشی - انہوں نے آنکھ کھول کر دیکھا تو بیگم کا حال بہت خستہ پایا - اشارہ سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے - عرض کیا کہ تمام عالم پریشان ہے - فرمایا قراچا خاں کو بلاؤ - جب وہ حاضر ہوا تو اُس کو قریب بلایا اور فرمایا کہ اب ہم بالکل ہوشیار ہیں لوگوں کو اطمینان دلادو - وہ باہر آیا اور بادشاہ کی صحت کا اعلان کیا - بادشاہ کو کامل صحت عطا ہوئی اور وہاں سے کوچ کر کے قلعہ ظفر (۳) کی جانب روانہ ہوئے - جب وہاں پہنچے تو حکم فرمایا کہ مہتر واصل اور مہتر وکیلا (۴) کابل جا کر خیمہ وغیرہ کا انتظام کریں - تا کہ یہاں سے بخیریت واپس ہوکر ہندوستان کی جانب بڑھیں -

———

(۱) اکبر نامہ - جلد اول ص ۲۵۱

(۲) ابوالفضل نے اس لڑائی کے واقعات تفصیل سے لکھے ہیں -

(۳) ابوالفضل کے الفاظ یہ ہیں :

"چوں بہ موضع شاخدان کہ مابین کشم و قلعہ ظفر است نزول اجلال شد مزاج صحت امتزاج آنحضرت از مرکز اعتدال فی‌الجملہ منحرف شد" -

(۴) پیش نظر نسخوں میں وکیلا ہی ہے - ظاہر ہے کہ نام مہتر وکیل ہوگا - یہاں نسخوں کی کتابت کی پابندی کی گئی ہے -

Marfat.com

بیسویں فصل

مرزا کامران کا کابل کی طرف بھکر سے واپس آنا۔ اور آدسیوں کو تکلیف پہنچانا اور شہزادہ عالمیان کو اپنے قبضہ میں کرنا

مہتر واصل اور مہتر وکیلا کابل پہونچکر اپنی مہم میں مصروف ہوئے ۔ مرزا کامران بھکر کی طرف سے یلغار کرتا ہوا تیری (۱) کے مقام پر پہونچا تھا تو اس نے علی کو پکڑ لیا اور اس کی دونوں آنکھیں نکلوادیں ۔ اور وھاں سے غزنی آگیا اور زاھد بیگ کو پکڑ کر مار ڈالا ۔ یہاں سے یلغار کر کے کابل پہونچا ۔ میر فضائل بیگ (منعم خاں کا بھائی) مہتر واصل اور مہتر وکیلا کو گرفتار کرلیا ۔ اور ان کو اندھا کردیا ۔ محمد علی تغائی (۲) کو جو کابل کا حاکم تھا ' قتل کردیا ۔ شاھزادہ محمد اکبر پھر مرزا کامران کے قبضہ میں آگیا ۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی ۔ انہوں نے مرزا سلیمان سے صلح کرلی ۔ قلعہ ظفر مرزا سلیمان کو دیدیا ۔ اور قندھار کا قلعہ جو قلعہ ظفر کے حدود میں تھا ' اس سے علیحدہ کر کے مرزا ھندال کو دیا ۔ اور سب لوگوں کو اطمینان دلا کر کابل کی طرف روانہ ہوگئے ۔

---

(۱) تیری ۔ اکبر نامہ (مطبوعہ کلکتہ) میں تیری ہے ۔ اور مترجم کے ذاتی نسخہ میں تری ہے ۔

(۲) ڈاکٹر ایشوری پرشاد نے اپنی نئی کتاب ” دی لائف اینڈ ٹائمس آف ھمایوں “ میں تغائی کو ” قفائی “ لکھا ہے جو صریحاً غلط ہے (دیکھو ص ۲۲۲ نوٹ ۳) تغائی کو حمام میں غسل کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا اور اسی جگہ قتل کردیا گیا۔ ابوالفضل کے الفاظ یہ ھیں ” علی قلی لعلی کہ یکے از قورچیان مرزا بود درون حمام درامدہ محمد علی رابرھنہ از حمام آورد و مرزا اورابہ آب شمشیر غسل داد “

Marfat.com

شیر افگن ولد قوچ بیگ (۱) بھاگ کر مرزا کامران کے پاس چلا گیا - بادشاہ نے وھاں سے کوچ کیا - اور تالقان کے مقام پر قیام کیا چند روز تک برفباری رھی اور تالقان ھی میں مقیم رھے- جب برفباری بند ھوگئی تو پھر وھاں سے سفر کر کے قندھار پھونچے مرزا هندال نے جو وھاں موجود تھا بادشاہ کو چند دن اپنا مہمان رکھا - قراچا خاں نے عرض کیا کہ شیر افگن ولد قوچ بیگ کے فرار ھو جانے سے لشکر کے آدمی شکستہ خاطر ھوگئے ھیں - کچھ لوگوں کو آپ سمجھائیے اور کچھ کو میں سمجھاتا ھوں - غرضیکه لوگوں کو سمجھابجھا کر چاریکاران کے راستہ سے ھوکر کابل کی طرف روانہ ھوئے - سردی کا موسم تھا اور خوب برف باری ھو رھی تھی - برف کی وجہ سے راستے بند ھوگئے تھے اور گزرنا دشوار تھا -

چنانچہ پہلے برف کو کاٹتے تھے - اور پھر گھوڑے اور اونٹ گزر تے تھے - جب چاریکاران کے مقام پر نزول فرمایا تو کامران کے متعلق معلوم ھوا کہ وہ جنگ کرنے پر تلا بیٹھا ھے - وھاں سے کوچ کر کے بابا خاتون (۲) کے مقام پر آئے - وھاں سے مسلح ھوکر سوار ھوئے اور رورت چلاک کے مقام پر آئے اور یہاں وضو کے لئے اترے بادشاہ کے ایک ھاتھ میں سیب اور رومال تھا - اور دوسرے ھاتھ سے روئے مبارک پر پانی ڈال رھے تھے کہ یکایک آفتاب پر نظر پڑی - دیکھا کہ آفتاب ھالہ میں ھے دل میں خیال کیا کہ انشاء اللہ یہاں فتح ھوگی کیون کہ ایک ھاتھ میں سیب اور رومال ھے اور دوسرے ھاتھ سے میں اپنا منہ دھو رھا ھوں - حکماء کا قول ھے :

چو خور به ھالہ نشیند دلیل جنگ عظیم
چو مہہ به ھالہ نشیند دلیل باران است

فرمایا نیک فال ھے- پھر سوار ھوکر دہ افغانان کی طرف جارھے تھے کہ شیر افگن مرزا کامران کی طرف سے آیا - مرزا ھندال بادشاہ کی طرف سے آگے بڑھے - اور

---

(۱) کاتبوں نے یہاں غلطی کی ھے- شیر افگن کا نام شیر افگن ولد قوچ بیگ ھے جیسا کہ ابوالفضل نے لکھا ھے(نسخہ مترجم- نیز تاریخ ھمایوں و اکبر صفحہ ۲۰)

(۲) بابا خاتون - اسٹورٹ نے اما خاتون اور ڈاکٹر بنرجی نے ماما خاتون لکھا ھے (ترجمہ اسٹورٹ ص ۸۶ - بنرجی جلد دوم ص ۱۶۵) -

Marfat.com

باہم جنگ ہوئی ۔ مرزا ہندال کا ایک قورچی مارا گیا ۔ ایک دوسرے پر حملے کر رہے تھے کہ بادشاہ خود جنگ کے لیے آگے بڑھے ۔ قراچا خاں نے عرض کیا ' خاکسار کو حکم صادر فرمائیں ۔ یہ خاکسار جنگ کرے گا ۔ بادشاہ نے اجازت دی ۔ وہ آگے بڑھ گیا ۔ اور خوب مقابلہ کیا ۔ شیر افگن جنگ میں گھس گیا اور تین مرتبہ تلوار چلائی قراچا خاں نے تینوں مرتبہ اس کی تلوار کو اپنی تلوار پر لے لیا ۔ چوتھی مرتبہ اس نے پھر تلوار چلانا چاہی ۔ قضائے الٰہی سے اس کا گھوڑا گر گیا قراچا خاں اپنے گھوڑے کو اٹھایا ۔ اور شیر افگن کو اس کے گھوڑے سے علیحدہ کر کے زندہ گرفتار کرلیا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اسے نظر بند رکھا جائے ۔ قراچا خاں نے عرض کیا ۔ کہ یہ بڑا نمک حرام ہے ' اس کو قتل کرنا چاہئے ۔ اسی وقت شیر افگن کو قتل کردیا ۔ اور فتح حاصل ہوئی ۔ مرزا ہندال نے آدمیوں کی سفارش کی ۔ بادشاہ نے بھی ان کی دل جوئی فرمائی ۔

قراچا خاں یہ خبر لایا کہ مرزا کامران کابل سے باہر جانا چاہتا ہے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ سیاہ سنگ کی طرف ہم کو خود رہنا چاہئے ۔ ایسا نہ ہو کہ اسی راستہ سے وہ باہر نکل آئے ۔ اور تم بھی ہوشیار رہو ۔ کابل کے گردونواح میں ہوشیار رہنا چاہئے ایک شخص کو قلعہ کی طرف بھیجا کہ اس کی تحقیق کرے کہ صورت حال کیا ہے ۔ جب یہ معلوم ہوا کہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور قلعہ سے باہر نہیں آتا ہے تو بادشاہ قراچا خاں کے قیام گاہ پر تشریف لے گئے ۔ اس نے اپنی پگڑی ان کے قدموں پر ڈال دی ۔ بادشاہ نے اس کی پگڑی کو قراچا خاں کے سر پر رکھ دیا اور بہت خوش ہوئے ۔ اس کے بعد مرزا کامران نے قراچا خاں کے پاس پیغام بھیجا کہ ہماری خدمت میں حاضر ہو ورنہ تیرے بیٹے سردار بیگ کو قتل کردیا جائے گا ۔ اس نے آکر تمام ماجرا بادشاہ کی خدمت میں عرض کردیا ۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے لیے سردار بیگ ہوں ۔ قراچا بیگ نے کہا کہ سو ہزار سردار بیگ آپ کے ایک بال پر قربان کروں گا ۔

جب آفتاب طلوع ہوا ۔ اور تمام دنیا میں روشنی ہوگئی ' تو حکم دیا کہ قلعہ کا

Marfat.com

محاصرہ کرلیا جائے اور جابجا مورچے تقسیم کردئے جائیں - بادشاہ نے خود کوہ عقابین (۱) پر جہاں سے کابل کا قلعہ زد میں آتا تھا' نزول فرمایا - اور وہاں قلعہ بندی کی - اور ہر چار طرف جنگی توپیں نصب کیں' مرزا کامران نے کہا کہ ان کے بیٹے محمد اکبر کو سامنے رکھا جائے - جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو حکم دیا کہ توپیں ابھی سر نہ کی جائیں- تمام سپاہی اپنے اپنے مقام پر تیار اور ہوشیار رہیں اور اپنے مورچوں کی پوری پوری حفاظت رکھیں (۲) -

---

(۱) اکبر نامہ- جلد اول ص ۲۶۳ - تاریخ ہمایوں و اکبر - ص ۸۰

(۲) ابوالفضل نے حسب معمول اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ گویا یہ اکبر کی ایک کرامت تھی کہ اس پر بندوق اور توپوں کی گولہ باری نے اثر نہ کیا (ص ۲۶۵) نظام الدین نے صرف اتنا کہا ہے کہ اللہ تعالی نے اس کی حفاظت کی - صحیح واقعہ صرف اتنا ہی تھا جو جوہر نے بیان کیا ہے- جوہر خود موقع پر موجود تھا

اکسیویں فصل

مرزا کامران کا فرار ہونا اور بادشاہ کا کابل کے قلعہ کو فتح کرنا اور اس میں داخل ہونا ۔ مرزا کامران کا قلعہ ظفر کی طرف جانا اور مرزا سلیمان کے ساتھ جنگ کرنا اور شکست کھاکر از بیگون کے پاس پہنچنا

جب کابل کے محاصرہ کو تین ماہ گزر گئے تو ایک رات کو مرزا کامران قلعہ سے باہر آیا اور قلعہ ظفر کی طرف روانہ ہوگیا (۱) خدا کے فضل سے (بادشاہ کو) فتح حاصل ہوئی ۔ مرزا ہندال کو اس کے تعاقب کے لیے روانہ کیا (۲) جب وہ پہنچا تو اس نے دیکھا کہ کامران مرزا ایک آدمی کی پیٹھ پر سوار جارہا ہے ۔ اس نے پکڑنا چاہا ۔ مرزا کامران نے کہا ۔ کہ اگر تو مجھے وہاں لے جائے گا تو بادشاہ مجھے قتل کرادیں گے ' تجھے کیا ملے گا ۔ اس کے دل میں رحم آیا اور اسے ایک گھوڑا دیا ۔ وہ واپس چلا آیا ۔ بادشاہ نے معلوم کرلیا کہ کابل کے آدمی بے بس اور مجبور ہیں ۔ حکم دیا کہ لوٹ لیا جائے ۔ تمام رات لوٹ مار رہی اس کے بعد منادی کردی کہ کوئی کسی کو ایذاء نہ پہنچائے ورنہ مجرم قرار دیا جائے گا ۔

مرزا کامران قلعہ ظفر میں پہنچ گیا ۔ وہاں اس نے مرزا سلیمان سے جنگ کی اور شکست کھا کر ازبیگون کی طرف بھاگا ۔ وہاں سے مدد لا کر قندوز کے قلعہ کا محاصرہ کیا(۳) اس قلعہ میں مرزا ہندال بھی موجود تھا ۔ ایک خط مرزا کامران کی طرف لکھ کر

(۱) ابوالفضل نے کامران کے فرار ہونے کی تاریخ ۷ ربیع الاول ۹۵۴ھ لکھی ہے ۔ بایزید لکھتا ہے کہ مرزا ہندال نے رحم کھا کر دروازہ کھول دیا تھا کہ کامران بھاگ سکے ۔ ص ۸۴
(۲) اکبر نامہ میں یہ واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں ۔ ص ۲۶۸
(۳) قندوز ۔ بعض نسخوں میں قندوز کے بجائے قندھار ہے ۔

بھیجا کہ ازبیگ ھمارے اور تمھارے دونوں کے دشمن ھیں۔ میں ان کو ایک بہانہ سے لے آیا ھوں قلعہ سے باھر نکل آؤ تا کہ انھیں قتل کردیں۔ جب یہ خط ازبیگوں کے ھاتھ میں پڑا تو انھوں نے اسے پڑھکر یہ یقین کرلیا کہ یہ بھائی آپس میں ایک ھیں اور ھمیں دھوکہ سے لائے ھیں۔ ازبیگ بھاگ گئے۔ مرزا کامران اب مجبور ھوگیا اور تالقان اور ظفر کے دونوں قلعے مرزا کامران کے قبضہ میں رھے۔

قراچہ قرابخت و مصاحب بیگ و پابوس بیگ (۱) کے فرار ھوجانے کا واقعہ۔

ایک روز قراچہ خاں نے ایک شخص کے متعلق بادشاہ سے عرض کیا کہ اس کو دس تومان دیدئے جائیں۔ بادشاہ نے حکم فرمایا اور قراچہ خاں نے اسے پروانہ دے دیا۔ جب اس شخص نے خواجہ غازی کے سامنے پروانہ پیش کیا تو اس نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اور بادشاہ کے دل میں یہ بات بٹھادی کہ ھم لشکر کے کل سامان کا انتظام کرچکے ھیں۔ اگر کسی کو کچھ عطا فرمانے کا حکم ھوگا تو خزانہ میں اب گنجائش نہیں۔ اس شخص نے وہ پروانہ لے جا کر قراچہ خاں کو واپس دے دیا، اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا۔ بادشاہ نے توجہ نہ کی۔ اس بدمزگی کی وجہ سے اس نے چند امرا کو بھکایا اور چاھتا تھا کہ مرزا کامران کی طرف چلے جائیں یہ خبر بادشاہ کو پہنچی۔ فرمایا کہ شاھزادہ محمد اکبر جائیں اور قراچہ خاں وغیرہ امرا کو تسلی دےکر لے آئیں۔ خواجہ عنبر نے عرض کیا کہ شاھزادہ کا جانا مناسب نہیں ایسا نہو کہ مرزا عسکری کے بدلہ میں لے جائیں۔ بادشاہ نے قراچہ خاں سے یہ کہلا بھیجا کہ نصیحت مانو اور ھم سے جدا نہ ھو۔ کیوں کہ تم ھمارے خیرخواہ ھو اس نے عرض کیا کہ خواجہ غازی دیوان کو میرے حوالے کردیجیے اس پر بادشاہ نے فرمایا یہ ھمارے لیے مناسب نہیں لیکن تم ھمارے وزیر اور وکیل ھو۔ [illegible] تمھارے ھاتھ آ ھی جائے گا۔ مگر اس نصیحت سے کچھ فائدہ نہ ھوا۔ اور قراچہ خاں اور مصاحب بیگ اور پابوس بیگ اور مغلوں کی ایک جماعت مسلح ھوکر چلی گئی۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچادی گئی کہ امرا نے نمک حرامی کی ھے۔ درہ پائے منارہ نک

---

(۱) اکبر نامہ اور تاریخ ھمایوں و اکبر کے مطبوعہ نسخوں میں بابوس بیگ ھے۔ ارسکن اور ڈاکٹر بنرجی نے باپوس لکھا ھے۔

Marfat.com

پہنچے ہوں گے، بادشاہ یہ خبر سن کر فوراً سوار ہوگئے اور اشتر کرام کے مقام پر یلغار کرتے ہوئے مع لشکر کے پہنچے۔ وہاں جنگ ہوئی۔ اُمرا نے جو فرار ہوکر گئے تھے شکست کھائی اور مرزا کامران سے مل گئے۔ بادشاہ نے ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قراچا قرابخت و مصاحب بیگ منافق ہیں اور پابوس بیگ دیوس نمک حراموں کی طرح فرار ہوگئے (۱)۔ بادشاہ کابل میں تشریف لائے اور محمد سلطان مرزا کو بلا کر فرمایا کہ اس وادی میں تم نے اکثر قزاقی کی ہے اور ہر راستہ سے واقف ہو۔ مختصراً بتاؤ کہ کیا کرنا چاہیے۔

مرزا نے عرض کیا کہ اگر ہندوکش کے پہاڑ سے پہلے آپ گزر گئے تو فتح آپ کی ہے اور اگر پہلے وہ گزر گیا تو فتح اُس کی ہے۔ وہ اُمرا جو اُس کے پاس گئے ہیں بہت مغرور ہیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ مغرور ہے تو ہم اپنی بیچارگی اور عجز خدائے تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ فتح انشاءاللہ ہماری ہی ہوگی۔ اور ہم ہی پہلے اس پہاڑ سے گزریں گے۔ دعائے خیر کی۔

سہ شنبہ کی رات کو سوار ہوئے اور ریواس جلاک (۲) کے مقام پر فروکش ہوئے۔ حاجی محمد نشقہ غزنی میں موجود تھا۔ ایک فرمان اُس کے اور اُس کے اُمرا کے نام بھیجا کہ تم فوراً خدمت میں حاضر ہو۔ اکثر لوگ کہہ رہے تھے کہ وہ نہیں آئے گا۔ لیکن فرمان کے پہنچتے ہی حاضر ہوگیا۔

---

(۱) ہمایوں نے غصہ میں ان تینوں سرداروں کے ناموں کے ساتھ یہ الفاظ استعمال کیے ہیں: بایزید نے قراچہ کو کم عقل لکھا ہے اور دلیل کے طور پر کہنا کہ اُس کا قد بھی لمبا تھا اور داڑھی بھی بڑی تھی۔ ص ۸۰۔

(۲) فارسی نسخوں میں ریواس جلاک کی شکل کاتبوں نے بگاڑدی ہے۔ اس مقام کے لیے دیکھو تاریخ ہمایوں و اکبر۔ ص ۸۵۔ ارسکن نے خواجہ ریواج لکھا ہے۔ (جلد دوم۔ ص ۳۰۱)

بائیسویں فصل

بادشاہ کے شانہ پر مرغ کا آکر بیٹھنا اور اس سے فال نیک لینا ۔ قلعۂ تالقان کا محاصرہ کرنا جس میں مرزا کامران محصور تھا

واقعہ یہ ہے کہ ایک سفید مرغ خوش رنگ آفتابہ خانہ میں ہمیشہ رہتا تھا ۔ بادشاہ خود اس کو کشمش کھلایا کرتے تھے اور چوں کہ آخری حصۂ شب میں وہ بانگ دیا کرتا تھا اس لیے اس کی نگہداشت بہت کی جاتی تھی ۔ (اس کی بانگ سے) ملازم بیدار ہوکر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوجاتے تھے ۔ ایک دن بادشاہ آفتابہ خانہ میں کھڑے تھے کہ دل میں یہ خیال گزرا کہ اگر سلطنت ہمارے لیے ہے تو یہ مرغ ہمارے شانہ پر آکر بیٹھ جائے گا اور بانگ دے گا ۔ اس خیال میں تھے کہ مرغ بادشاہ کے شانہ پر آکر بیٹھ گیا اور اذان دی ۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے اور اس کے پاؤں میں چاندی کا ایک چھلہ ڈالنے کے لیے اسے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا ۔ وہاں سے کوچ کر کے قراباغ (۱) میں نزول فرمایا ۔ وہاں سے چارکرام کے مقام پر ، پھر گل بہار ، پھر پنجشیر کے مقام پر جو ایک سرسبز اور نعمتوں سے مالا مال وادی میں واقع تھا قیام کیا ۔ وہاں کے باشندے سیاہ پوش کافروں سے قرابت رکھتے ہیں ۔ اور یہ مقام کابل کے ماتحت ہے ۔ وہاں سے کوچ کر کے ہندوکش کی پہاڑیوں میں قیام کیا اور علی الصباح درۂ ہندوکش سے گزرکر دریائے بنگی کے کنارے آکر ٹھہرے ۔ یہاں انکی عرضداشت اور کچھ خربزے ہندال مرزا کی طرف سے آئے ۔ ظہر کے وقت کوچ کرکے آگے بڑھے ایک پہر رات گزری تھی کہ مرزا ہندال کے آنے کی خبر پہنچی گھوڑے سے اترنا چاہتا تھا بادشاہ نے اسے اپنے سر کی قسم دے کر کہا [illegible] چلو ۔ الغرض وہ ساتھ ہوگیا ۔ بادشاہ نے تسلی و تشفی فرمائی اور مہربانی سے پیش آئے اور یہ گفتگو شروع کی کہ کامران اور منافقوں کے متعلق کچھ خبر سناؤ ۔ اس نے عرض کیا کہ قلعۂ ظفر میں ہیں ۔ اب دریائے حلقہ (۱) کے کنارے پہنچ گئے تھے ۔

---

(۱) قراباغ ۔ اس مقام پر ہمایوں نے دس بارہ روز قیام کیا ۔ مرزا سلیمان کا لڑکا مرزا ابراہیم اس سے اسی جگہ آکر ملا ۔

Marfat.com

مرزا کامران سے جنگ

ایک پہر رات باقی تھی کہ مرزا کامران قلعۂ ظفر سے پچیس کوس راہ چل کر یلغار کرتا ہوا آیا۔ ایک ساعت رات باقی تھی کہ اس نے لشکر گاہ کے مقابلہ میں اپنی فوج تیار کرکے کھڑی کی۔ جب آفتاب کی روشنی سے تمام دنیا روشن ہوگئی تو دیکھا کہ مرزا کامران اپنی فوج کو ترتیب دئے تیار کھڑا ہے۔ بادشاہ نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تمام فوجیں مختلف مقامات پر تیار ہوکر مقابلہ میں آئیں۔

حاجی محمد خاں کوکی بادشاہ سے بائیں ہاتھ پر تھا۔ چوں کہ کامران مرزا نے بڑی جمعیت اور جھنڈے دیکھے اس کو خیال ہوا کہ بادشاہ ہیں۔ اس نے ایک ساتھ حملہ کردیا۔ حاجی محمد خاں کی جماعت اس حملہ کی تاب نہ لاسکی۔ جو کچھ سامان و اسباب تھا وہ مرزا کے سپاہیوں کے ہاتھ لگا۔ انہوں نے اسے خوب لوٹا اور قلعۂ تالقان میں گھس گئے۔ افواہاً یہ بھی بتایا گیا کہ ایک شخص چاکر نامی حاجی محمد کوکہ کے خواص میں سے تھا۔ مرزا کامران نے اپنے ہاتھ سے اس کے منہ پر ایسی تلوار ماری کہ گُدّی تک پہنچی۔ بادشاہ نے کتاب خانہ کے متعلق دریافت کیا لوگوں نے عرض کیا وہ محفوظ ہے۔ اس کے بعد حکم فرمایا کہ بارہ جھنڈے کھول دئے جائیں اور جنگ کا نقارہ بجایا جائے جب مرزا کامران نے نقارہ کی آواز سنی، اور جھنڈوں کو دیکھا تو اس نے سمجھ لیا کہ بادشاہ ہیں۔ کہا کہ ہم نے شکست کھائی۔ قلعہ کے اندر آ گیا۔ مرزا کے آدمیوں میں سے پہلا شخص جس کو سپاہی گرفتار کرکے لائے شیخم خواجہ خدائی تھا (۱)۔ اس کو حکم دیا گیا کہ ٹکڑے ٹکڑے کردئے جائیں۔ اس کے بیالیس زخم لگے لیکن پھر بھی نہیں مرا، اور اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا (۲)۔ بادشاہ فتح پا کر قلعۂ تالقان کی طرف آگے بڑھے۔ مرزا کے آدمیوں میں سے

(۱) شیخم خواجہ خدائی یہ نام کاتب نے غلط لکھا ہے۔ خواجہ خضری ہونا چاہیے۔ (اکبر نامہ ص ۲۷۷) طبقات اکبری ص ۲۱۵ - بایزید ص ۹۰۔

(۲) ابوالفضل کے الفاظ یہ ہیں: ”چنداں بمشت و لکد زدند کہ بر نظارگیاں یقین شد کہ جان تیرہ اش را تعلق بہ بدن نماند“۔ فارسی کا نسخہ جو پیش نظر ہے اس کی عبارت یہ ہے: ”اورا فرمودند کہ سہ عام پارہ پارہ کنند“۔ اس میں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، غالباً عبارت یوں ہوگی: ”اورا فرمودند کہ سر قلم و پارہ پارہ کنند“۔

جس قدر بھی قید ہو کر آئے تھے اُن کے قتل کیے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کردیا گیا یہاں تک کہ بادشاہ کے دل میں رحم آیا۔ ایک باغ میں قیام کیا اور ایک خط مرزا کامران کو لکھ کر بھیجا کہ اے برادر بے مہر! یہ کیا حرکت ہے جو تو کرتا ہے، جو خون اس وقت ہوگا تیری گردن پر رہیگا۔ اور حشر کے دن تجھ ہی سے اس کی پرسش کی جائے گی۔ تو آ، تا کہ آپس میں صلح کرلیں اور خلق اللہ کو ایذا نہ ہو۔ نصیب رسال کو طلب کیا اور فرمایا کہ یہ رقعہ مرزا کامران کے پاس لے جاؤ۔ نصیب جب وہ رقعہ مرزا کامران کے پاس لے گیا، تو اس کو خبر کی گئی اُس نے نصیب کو طلب کیا۔ اُس نے وہ رقعہ پیش کیا اس کو پڑھ کر مرزا کامران خاموش ہوا۔ نصیب نے جواب کے لیے عرض کیا، میرزا کامران نے یہ بیت پڑھا:

عروس ملک کسے درکنار گیرد چست   که بوسه برلب شمشیر آبدار زند

نصیب نے آکر بادشاہ سے عرض کیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ جگہ جگہ مورچے قائم کردئے جائیں اور اس کے بعد خاکسار جوہر کو حکم دیا کہ ان کے واپس آنے تک مورچے قائم ہوجائیں۔ آدھی رات سے لے کر صبح تک بادشاہ مورچے تقسیم کرتے رہے اور بے دل خاں عرف سنبھل مرزا کو حکم دیا کہ ایک مرکوب توپ کے چلانے کے لیے درست کریں۔ مورچوں کی تقسیم کے بعد توپ اور نیزے چلانے لگے جب دو ماہ گزر گئے تو مرزا کامران نے عاجز ہوکر اعلان کیا کہ اپنے معتمد کو بھیجیں تا کہ بادشاہ کا خطبہ پڑھے جمعہ کا دن تھا کہ حکم ملنے پر مولانا عبداللہ صدر گئے تا کہ وہاں خطبہ پڑھیں۔

شنبہ کی رات کو قراچہ خاں، مصاحب بیگ، اور پابوس بیگ ... باغی ہوکر چلے گئے تھے اپنے ترکش اور تلواریں گردن میں باندھ کر بادشاہ کی خدمت میں قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ بادشاہ نے ان کا قصور معاف کردیا۔ شنبہ کے دن کامران قلعہ سے باہر آیا اور دریائے بنگی کے کنارے قیام پذیر ہوا۔ جب مرزا کامران قلعہ سے باہر آیا تھا تو مرزا ابراهیم حسین پسر مرزا سلیمان بدخشی نے مرزا کامران کے آدمیوں کے ساتھ گستاخی اور دست درازی کی تھی۔ اس سبب سے مرزا کامران کے دل کو

Marfat.com

صدمہ پہنچا تھا ۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی ۔ طلب کر کے بلوایا ۔ اس کے بعد گھوڑا اور خلعت اور قیمتی کپڑا اور کلاہ قند اور نو پارچے پنبہ دار خواجہ جلال الدین محمود میر بیوتات کے ساتھ کردیے گئے اور ایک فرمان لکھا کہ مرزا ابراہیم سے غلطی ہوگئی ہے ، کم عمر ہے سمجھا نہیں ، اس کو معاف کردیں اور اس پر نظر کرم رکھیں ۔ جلال الدین محمود میر بیوتات کو مرزا کامران کے پاس عذرخواہی کے لیے ہم نے بھیجا ہے ، اور قندھار ہم نے تم کو دیا ۔ وہ مرزا کامران کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور گھوڑا ، خلعت اور جس قدر تحائف لایا تھا پیش کیے ، مرزا کامران نے ادب کے ساتھ خلعت پہنی فرمان پڑھا اور کہا کہ میں بادشاہ کی خدمت میں جاتا ہوں ، جو حکم ہوگا مجھے منظور ہوگا ۔ جلال الدین نے قلم دوات طلب کیا اور ایک عرضداشت لکھی کہ مرزا کامران چاہتا ہے کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو ۔ جو حکم ہو تعمیل کی جائے ۔

——o——

تیئیسویں فصل

قلعہ تالیقان پر قبضہ کرنا، میرزا کامران کا قدم بوسی سے مشرف ہونا، میرزا عسکری کا رہا ہونا اور بادشاہ کا بلخ کی جانب روانہ ہونا۔

جب وہ قاصد آیا اور عریضہ پیش کیا تو فرمایا کہ اچھا ہے آئے اور اپنے بھائی کو دیکھے۔ حضرت بادشاہ بہت مسرور تھے۔ ایک فرمان لکھ کر بھیجا جو قاصد نے وہاں لے جا کر اپنے آقا کی خدمت میں پیش کیا اس کے بعد میرزا کامران درگاہ شاہی کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ میرزا عسکری کے پاؤں سے بیڑیاں کھول دی جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد خبر آئی کہ میرزا، کامران آرہا ہے۔ حکم دیا کہ تمام میرزا اور امرا استقبال کریں، شامیانے کھڑے کئے جائیں اور خوشی کے نقارے بجائے جائیں۔ اور فرمایا کہ جب میرزا کامران آئے تو میرزا ہندال کی قیام گاہ میں مقیم ہوں اور میرزا ہندال کمبل پر بیٹھیں اور جب میرزا کامران جھکنے لگے (یعنی بیٹھنے کا ارادہ کرے) تو اس سے کہدیا جائے کہ اس جگہ بیٹھنے کا حکم نہیں ہے۔ بادشاہ نے تم کو اپنے پاس طلب کیا ہے۔ کامران ابھی بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ بادشاہ کے حکم کے بموجب روانہ ہوگیا۔ شاہی قالین کے قریب پہنچا تو منعم بیگ خاں کی کمر سے رومال کا سرا پکڑ کے کھینچ لیا اور اپنی گردن میں ڈالا۔ بادشاہ نے فرمایا ’’رومال کی ضرورت نہیں، گردن سے نکال لو،،۔ اس نے سر جھکا کر بادشاہ کی مزاج پرسی کی۔ بادشاہ اس سے بغل گیر ہوئے اور دائیں جانب جگہ دی۔ وہ آداب بجالا کر دائیں جانب بیٹھ گیا اور بہت معذرت کی۔ اس کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ وہ رسمی ملاقات تھی، آؤ اب بھائی بھائی کی طرح ملیں۔ دونوں بھائی کھڑے ہوکر گلے ملے اور روئے۔ تمام حاضرین خوش ہوئے۔ وہ عجیب وقت تھا۔ کسی کے دل میں کدورت نہ تھی۔ ایک پیالہ میں شربت لایا گیا۔ آدھا بادشاہ نے خود نوش فرمایا، اور آدھا کامران کو دیا۔ جو

واقعات آپس میں ہوئے تھے ، سب ظاہر کردیے ۔ چاروں بھائی ایک ہی فرش پر بیٹھے اور ساتھ کھانا کھایا (۱) دعاے خیر کی اور تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا ۔ دو روز تک وہ مجلس اسی مقام پر آراستہ رہی ۔ نہایت خوش و خرم رہے ۔ تیسرے روز کے بعد تالیقان کے قلعے کے پاس سے کوچ کیا اور چشمۂ اشک مشک (۲) پر قیام فرمایا اور آپس میں قول و قرار کر کے ملک کو تقسیم کرلیا ۔ سات (۳) روز تک وہاں قیام کیا اور میرزاؤں اور امرا میں ملک کی تقسیم فرما کر میرزا کامران اور عسکری کو کولاب کی ولایت دی ۔ چا کر بیگ کو میرزا کامران کا امیرالامرا مقرر فرمایا (۴) قلعہ ظفر و تالقان اور چند پر گنوں کا علاقہ میرزا سلیمان کو دیا ۔ قندوز (۵) کی ولایت میرزا ہندال کو دی اور مختلف مقامات تقسیم کر کے ان لوگوں کو رخصت فرمایا اور خود بدولت کابل تشریف لاے ۔ وہاں سے راستے میں قلعہ بریاں پڑا ۔ اسے فتح کیا اور اس جگہ کافران سیاہ پوش کو مارا اور یہ قلعہ ملک پنجرہ (۶) کے حوالے کیا اور خود کابل پہنچے ۔ اس کے بعد خبر آئی کہ مرزا کامران اور چاکر بیگ میں کچھ نزاع ہوگیا ۔ میرزا کامران نے ولایت کولاب سے باہر آ کرچاکر بیگ کو مارا ، بادشاہ نے میرزا شاہ سلطان کو بھیجا اور فرمان لکھا کہ چاکر بیگ نے اچھا نہ کیا ۔ تم اس جگہ آجاؤ ، ہم تم کو دوسری ولایت دیں گے ۔ میرزا شاہ سلطان نے جاکر فرمان پیش کیا ۔ میرزا کامران نہ آیا اور اس نے کہا کہ

---

۱ ہم نمک شدند

۲ چشمۂ اشک مشک کا صحیح نام جیسا کہ ابوالفضل وغیرہ نے لکھا ہے ' شکمش اور چشمے کا نام بند کشا ہے اس مقام پر ہمایوں نے اپنے آنے کی تاریخ کندہ کی کیونکہ اسی مقام پر بابر کے چھوٹے بھائی جہانگیر مرزا نے اس کے سامنے اطاعت کی تھی اور بابر نے اس کو معاف کرنے کے بعد واقعہ کی یادگار کے طور پر تاریخ کندہ کی تھی (اکبر نامہ - ۲۸۲ - تاریخ ہمایوں و اکبر ۱۰۲) ۔

۳ بایزید وغیرہ نے دو روز لکھا ہے (اکبر نامہ ص ۲۸۲) ۔

۴ اصل نسخے کی عبارت کاتب نے مسخ کردی ہے ۔ اسٹورٹ کہتا ہے کہ چاکر بیگ کی پنشن مقرر کی ۔ ابوالفضل کے الفاظ یہ ہیں ۔ چاکر خاں را امیرالامراے میرزا کامران مقرر ساختہ بہمرہی او نامزد فرمودند (اکبر نامہ ص ۲۸۲) ۔

۵ قندوز ۔ اصل نسخے میں قندھار ہے ۔ یہ کتابت کی غلطی ہے ۔ (اکبر نامہ ص ۲۸۳ ، ارسکن ج ۲ ص ۳۶۰) ۔

۶ ملک پنجرہ ۔ اصل نسخے میں غلطی معلوم ہوتی ہے ۔ ابوالفضل اور بایذید نے اس کا نام ، بیگ میرک ، لکھا ہے (اکبر نامہ ص ۸۳ ، تاریخ ہمایوں و اکبر ص ۱۰۵) اسٹورٹ کے ترجمے میں ملک علی ، ہے (ص ۹۳) ۔

میں تارک الدنیا درویش ہوگیا ہوں ۔ مجھے سلطنت سے کوئی غرض نہیں ۔ زبان سے یہ کہتا تھا اور دل میں مکر و حیلہ رکھتا تھا ۔ اب بادشاہ بلخ کی جانب اس خیال سے روانہ ہوئے کہ جب بلخ ہاتھ آجائے گا تو میرزا کامران میرے پاس آئے گا ، اور مجھ سے ملے گا ، میں بلخ اس کو دے دوں گا ۔ اس وقت بادشاہ کے ساتھ ہندال میرزا ، سلیمان شاہ ، میرزا حاجی محمد کوکہ ، تردی بیگ ، منعم بیگ اور چند اور امرا تھے ۔ بادشاہ نے بلخ کی طرف کوچ فرمایا وہ سمجھتے تھے کہ میرزا کامران سے صلح ہو گئی ہے ۔ وہ آجائے گا ۔ کوچ کرتے ہوئے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ مقام عیبک (۱) پر پہنچے مگر میرزا کامران نہیں آیا ۔ پیر محمد ازبک کے امرا میں سے ایک قلعے کے اندر تھا (۲) بادشاہ نے اس قلعے کا محاصرہ کیا اور اسے فتح کرلیا ۔ تمام امرا نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا ۔ میرزا کے اہل و عیال اور چند امرا کو کابل بھیج دیا ۔ میر اتالیق بیگ کو جو پیر محمد خاں کا امیرالامرا تھا اپنے ہمراہ لے کر بلخ کی طرف روانہ ہوئے ۔ اتالیق بیگ نے قراچا خان سے کہا کہ بادشاہ کا بلخ کی طرف روانہ ہونا ان کے شایان شان نہیں ہے ، تم منع کرو ۔ قراچا خاں نے کہا کہ یہ ہمارے بادشاہوں کے آئین کے خلاف ہے ۔ اتالیق بیگ نے کہا کہ بادشاہ مسلمان ہے ۔ اگر ہم جیسے لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے تو خدا جانے کیا حکم فرماتے (۳) انہوں نے بعض کو کابل بھیج دیا ہے اور بعض کو اپنی ملازمت میں ہے ۔ جان کی امان ہر ایک کو عنایت کی ہے ۔ اس سبب سے میں صلاح دیتا ہوں ۔ ازبک ایسی قوم ہے کہ بیان نہیں کیا جاسکتا ۔ اگر

۱ عیبک ۔ اکبر نامہ ، تاریخ ہمایوں و اکبر ، طبقات اکبری وغیرہ کے مطبوعہ نسخوں میں ایبک ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ یہ قلعہ بلخ کے علاقے میں شامل تھا (اکبر نامہ ۲۸۶ طبقات اکبری ۲۱۶) ۔

۲ فارسی نسخے کی عبارت یہ ہے "و از امرایان پیر محمد خاں اوزبک درون قلعہ ... پیر محمد خاں بلخ کا حاکم تھا اور اس نے خواجہ اتالیق کو اس قلعے کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا ۔ (اکبر نامہ ص ۲۸۷) ۔

۳ ابوالفضل اور بایزید نے اس واقعے کو مختلف طریقے سے بیان کیا ہے ۔ بایزید کے قول کے مطابق اتالیق بیگ نے ہمایوں کے سامنے دو تجویزیں پیش کی تھیں ۔ اول یہ کہ اگر بلخ فتح کرنے کی خواہش ہے تو اسے اور اس کے تمام ساتھیوں کو قتل کرادیں ۔ ہمایوں کو یہ رائے پسند نہ آئی ۔ اتالیق بیگ نے دوسری تجویز یہ پیش کی کہ حاکم بلخ سے اس شرط پر صلح کرلی جائے کہ وہ اپنا کچھ علاقہ بادشاہ کو دے دے اور سمرقند و بخارا میں بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور ایک فوج کا دستہ ہندوستان پر حملہ کرتے وقت پیش کرے ۔

Marfat.com

بادشاہ اس جگہ سے دور ہوجائیں تو مناسب ہے۔ قراچا خان نے یہ بات بادشاہ کے کانوں تک پہنچادی مگر وہ منزل کرتے ہوے بلخ جا پہنچے اور جنگ ہوئی۔ از بک بھاگ کر قلعہ بلخ تک آگئے۔ اور میرزا ہندال نے ان کا تعاقب تختہ پل تک کیا۔ وہاں سے بادشاہ کی خدمت میں یہ کہلا بھیجا کہ اگر حضور والا تختہ پل میں آجائیں تو یہ غلام بلخ کے شہر میں داخل ہو جاے۔ چونکہ صبح جنگ میں شریک ہونا تھا اس لئے بادشاہ نہیں گئے۔ اس کے بعد یہ خبر ملی کہ میرزا کامران کابل پہنچ گیا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی تمام لشکر میں بے چینی پھیل گئی۔ اور یہ طے پایا کہ درگز کے راستے سے کابل روانہ ہوں۔ رات کو کوچ کرکے، شکستہ حال ہوکر کابل کی قریب پہنچے۔ بادشاہ نے منارے کے قریب قیام کیا۔ لشکر کی خرابی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے آدمیوں سے دیانت داری جاتی رہی اور جو کچھ بھی ہو رہا ہے، شومی نفس کی وجہ سے ہو رہا ہے (۱)

بادشاہ کا سلطان محمود اور یعقوب لیث کی حکایت بیان کرنا

(اس موقع پر) بادشاہ نے فرمایا کہ سلطان محمود کے تحت بارہ ہزار آہن پوش سوار تھے۔ یعقوب لیث کے پاس ساٹھ ہزار آہن پوش تھے۔ جب سلطان محمود نے یعقوب لیث پر لشکر کشی کی تو راستے میں چلتے چلتے سلطان ایک باغ میں پہنچا جو یعقوب لیث کی حکومت میں تھا۔ اس نے دیکھا کہ باغ کے پھل پک کر زمین پر گرچکے تھے اور ایسے محفوظ تھے گویا آدمی کا اس جگہ گزر ہی نہیں ہوا تھا۔ سلطان محمود نے اپنے وزیر سے دریافت کیا کہ ہمارا لشکر تین روز سے

---

۱ بلخ پر حملے اور وہاں سے واپسی کے حالات بایزید اور ابوالفضل نے نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہمایوں کی دلی خواہش تھی کہ بلخ پر قبضہ ہو جاے اور اس کو اس خواہش کی تکمیل کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا تھا لیکن کامران کے نہ پہنچنے سے امرا اور سرداروں کو خوف ہوا کہ وہ کابل پر قبضہ کرلے گا اور ان کے اہل و عیال کامران کے ہات آجائیں گے۔ اس قسم کے خیالات نے ان کو اس قدر مضطرب کردیا کہ انہوں نے ہمایوں کو واپس ہونے پر مجبور کیا۔ ابوالفضل کے نزدیک اس تمام ناکامی کی ذمہ داری ان امرا پر ہے جنھوں نے بادشاہ کو یہ مشورہ دیا تھا اور جن کو وہ باغی تصور کرتا ہے ڈاکٹر بنرجی اپنے ایک نوٹ میں (ہمایون بادشاہ جلد دوم ص ۱۸۷) لکھتے ہیں کہ گلبدن بیگم اور جوہر نے یہ غلط بیانی کی ہے کہ ہمایون خود بلخ تک پہنچ گیا تھا۔ ہمارے خیال میں جوہر نے زیادہ غلطی نہیں کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کی لفظی گرفت کی ہے اس لئے کہ بایزید صاف کہتا ہے کہ وہ (ہمایوں) ان نہروں تک پہنچ گئے تھے جو بلخ سے نیم کروہ یعنی تقریباً ایک میل کے فاصلے پر تھیں (تاریخ ہمایون و اکبر ص ۱۱۳)

Marfat.com

بھوکا تھا اور اس کو کھانا نہیں ملا تھا - اب اس جگہ پہنچا کہ میوہ کھائے - وزیر نے عرض کیا کہ لشکر اس راستے سے گزرا ہے لیکن یہ میوہ ان پر حرام ہے - ان لوگوں نے نہیں کھایا اس لئے کہ یہ ملک فتح نہیں ہوا ہے جب فتح ہوجائے گا تو یہ حلال ہوگا۔ یہ بات سن کر سلطان محمود سجدے میں گر گیا کہ الحمدللہ ہمارا لشکر دیانت دار اور امین ہے" خدائے تعالیٰ جل جلالہ سے قوی امید ہے کہ فتح ہوگی - جب دونوں طرف سے لشکر لڑائی میں مقابلے پر آئے تو یعقوب لیث گھوڑے پر سوار تھا - ناگہاں ایک گھوڑی لشکر سے فرار ہوکر یعقوب لیث کے گھوڑے کے سامنے سے گزری - یعقوب لیث کا گھوڑا اس مادہ کے پیچھے ہولیا - ہرچند یعقوب لیث لگام کھینچتا رہا کوئی فائدہ نہ ہوا - گھوڑی سلطان محمود کے لشکر میں آئی اور گھوڑا اس کے پیچھے پیچھے ہولیا - سلطان محمود کے سپاہیوں نے ہر طرف سے گھیر کر بہت جلد یعقوب لیث کو مار ڈالا - جب اس آہن پوش لشکر نے دیکھا کہ اب بے سردار کے رہ گئے ہیں تو وہ ساٹھ ہزار سوار سلطان محمود کی خدمت میں آئے انہیں سلام کیا اور فتح کی مبارک باد دی - اس کے بعد سلطان محمود یعقوب لیث کے پڑاؤ پر آیا جو سامان اور حرم وغیرہ تھیں ، ان میں سے بعض پر خود قبضہ کیا - مگر اس موقع پر خزانہ کچھ ھاتھ نہ آیا - سلطان محمود کا خیال تھا کہ جو کچھ خزانہ ھاتھ لگے گا وہ لشکر میں تقسیم کر دیا جائے گا لیکن خزانہ ذرا ھاتھ نہ لگا - (یعقوب کی) ایک بیوی سلطان محمود کی نظر سے گزری - سلطان نے اسے اپنے حرم میں جگہ دی - اس عورت کے بازوبند پر ایک قیمتی لعل تھا - اس نے پانی میں اترتے وقت لعل کو الگ رکھ دیا - ایک گدھ ادھر گزر رہا تھا چنگل مار کر اسے لے اڑا - یہ خبر سلطان محمود کو ملی - چند سوار اس کے پیچھے دوڑائے - گھوڑے سرپٹ جارہے تھے کہ سواروں نے لعل کو گدھ کے چنگل سے نکلتے دیکھا جو ایک پرانی نالی میں گر پڑا - سوار اس نالی کے کنارے پہنچے - دیکھا کہ وہ لعل نالی کے اندر ایک صندوق پر پڑا ہوا ہے - سلطان محمود کو خبر کی - نالی کے اندر جو کچھ تھا باھر نکلوایا اور ان بارہ ہزار سواروں میں جو سلطان کے ھمراہ تھے تقسیم کردیا -

بادشاہ نے یہ حکایت اپنے آدمیوں کو سنائی کہ نیک نیتی کا یہ پھل ملتا ہے - چونکہ بادشاہ کی نیت اچھی تھی اس کو فتح بھی حاصل ہوئی اور خزانہ بھی ملا - اور ہمارے ادمیوں کی نیت اس نوع کی ہے - خیر جو کچھ ہوا ، ہوا - (۱)

---

۱ یعقوب اور محمود ھم عصر نہیں تھے - یعقوب نے سنہ ۸۷۶ع میں وفات پائی اور سلطان محمود دسویں صدی کے آخر میں تخت پر بیٹھا ہے - ھمایوں نے سہواً کسی اور بادشاہ کا قصہ سلطان محمود کی طرف منسوب کردیا ہے -

چوبیسویں فصل

قبچاق کی لڑائی اور بادشاہ کا تلوار سے زخمی ہونا

بادشاہ نے سلطان محمود کی حکایت ختم کی اس کے بعد وہ کابل پہنچ گئے۔ تین ماہ گزرے تھے کہ خبر ملی میرزا کامران پریشان پھر رہا ہے اور چاہتا ہے کہ کابل کی سرحد میں سے ہوکر گزرے۔ بادشاہ کابل سے کوچ کر کے قراباغ میں قیام گزیں ہوے۔ وہاں سے چاریکاران پہنچے۔ اور اس جگہ سے آب باران تک آئے۔ وہاں سے کوچ فرما کر درہ قبچاق کی طرف روانہ ہوے جس کے پاس ایک نہر تھی۔ بادشاہ نے اسی نہر میں اپنا گھوڑا ڈال دیا۔ فوج میں سے ایک شخص بھی ساتھ نہ ہوا۔ تمام سپاہی نہر کے کنارے چل رہے تھے۔ بادشاہ نے فرمایا " اے سرکشو بادشاہ اسماعیل صفوی نے اپنا ایک رومال پہاڑ کے اوپر سے پھینک دیا تھا اور رومال کے پیچھے بارہ ہزار سپاہیوں نے اپنے آپ کو نیچے گرا دیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور تمہاری ساری فوج میں سے ایک سپاہی بھی میرے ساتھ نہ آیا حالانکہ میں تمہارا بادشاہ ہوں۔ میں تنہا اس پانی سے گزرا اور کوئی شخص بھی میرے پیچھے نہر میں نہ آیا۔ ایسی فوج سے کیا ترقی ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد قراچا خاں سے دریافت کیا کہ کیا کرنا چاہئے۔ اس نے عرض کیا کہ یہ چند درے ہیں ان کو قبضے میں کرلینا چاہئے اگر میرزا کامران کسی مقام پر گرفتار ہوگیا تو یہ سب فتنہ و فساد دور ہو جائے گا۔ بادشاہ نے حاجی محمد کو کہ اور اس کی مدد کے لیے الہ قلی بہادر، الہ قلی اندرابی (۱) مصاحب بیگ اور چند دیگر افراد کو جو تلوار چلانے کے فن میں یکتا اور مشہور تھے قراچا خاں کے کہنے پر درہ کوتل (۲) سرتوں پر متعین کیا اور خود بدولت درۂ قبچاق کی طرف روانہ ہوئے۔ درہ قبچاق سے ایک کوس کے فاصلے پر جاکر قیام فرمایا۔ یہاں

---

۱ اکبر نامہ اور تاریخ ہمایوں و اکبر میں الہ قلی کی جگہ علی قلی ہے۔

۲ اصل نسخے میں کویل سر ہے لیکن یہ کتابت کی غلطی ہے۔ ایک نسخے میں صرف درہ کوتل ہے۔

Marfat.com

خبر آئی کہ میرزا کامران درہ قبچاق میں ظاہر ہوا ہے ۔ بادشاہ درہ قبچاق کی جانب روانہ ہوئے ۔ میرزا کامران نے آکر مقابلہ کیا ۔ ظہر کا وقت تھا کہ سوار ہوئے اور دونوں نمازوں کے درمیاں جنگ شروع ہو گئی ۔ پیر محمد آختہ جس کو بادشاہ ازروے عنایت پیرک کہتے تھے اور جس کا ارادہ بادشاہ کے سامنے اپنی جان دے دینے کا تھا اس جنگ میں سب سے پہلے شہید ہوا اور دوست محمد جو میرزا قلی چوبی کا بیٹا تھا مارا گیا ۔ میرزا قلی بھی زخمی ہوا ۔ محمد امین کا گھوڑا تلوار کا زخم کھا کر گرا ۔ بادشاہ نے اپنا کوتل گھوڑا اسے عنایت کیا اور فرمایا کہ تیر اباپ میرزا کامران کی ملازمت میں ہے تو بھی وہیں چلاجا ۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے باپ سے کوئی سروکار نہیں ۔ میں حضور والا کی ملازمت سے علیحدہ نہ ہوں گا ۔ اس عرصے میں ایک ملعون (۱) نے آکر بادشاہ کے تلوار ماری ۔ بادشاہ کے سر پر زخم لگا ۔ وہ دوبارہ تلوار کا وار کرنا چاہتا تھا کہ بادشاہ نے اس کو قہر کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا ''حقیر قلقچی،، (۲) اس کے سنتے ہی اس مقہور کے ہاتھ پاؤں سست پڑگئے ۔ وہ اسی پریشانی اور مصیبت میں تھا کہ فرہادخاں عرف سکھانی نے تیزی سے بڑھ کر اسے پکڑلیا ۔ جانبیں تلاش میں مصروف تھے کہ ناگہاں بادشاہ میدان جنگ سے باہر آئے اور محمد امین اور عبدالوہاب کو حکم دیا کہ فوج کے عقب میں چلیں ۔ زخم کے سبب سے بادشاہ پر ضعف غالب تھا ۔ بالائی جبہ اتار دیا اور سیدل خاں عرف سنبل کے حوالے کیا ۔ چونکہ شکست کھاکر بھاگ رہے تھے اس نے جبہ کو گرادیا اور وہ میرزا کامران کے سپاہیوں کے ہاتھ آگیا ۔ اسے وہ میرزا کامران کے واسطے لے آئے اور کہا کہ بادشاہ اس دنیا میں نہیں ہیں ۔ جو لوگ میدان میں آئے تھے خدمت والا میں حاضر ہوتے جاتے تھے ۔ میر سیدبرکہ ، خضر خاں ، فرید خاں عموی ، میرزا محمد حکیم ، میرزا [illegible] توشک بیگی ، میر افضل پسر میر غضب اور سنبل میر ہزارکےخدمت گار ، میر آتش توپچی مولانا صالح مشرف انبار خانہ ، در نہای (؟) ہیزم کش اور بندہ درگاہ خاکسار جوہر افتابچی نے میدان جنگ سے بادشاہ کی ہمراہی کی سعادت حاصل کی ۔ چونکہ بادشاہ پر ضعف غالب تھا اور سواری کا گھوڑا کم رفتار تھا میر سیدبرکہ نے اپنا تیز رو گھوڑا بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا وہ سوار ہوگئے ۔ سیدھے ہاتھ کی طرف میر سید

---

۱ ابوالفضل اور بایزید نے اس کا نام بابا اور بیگ بابا لکھا ہے (اکبر نامہ ص ۲۹۷ ، تاریخ همایون و اکبر ص ۱۲۹) ۔

۲ قلقچی ۔ وہ نوکر اور خدمت گار جو بادشاہ کا نوکر نہ ہو ۔

Marfat.com

برکہ اور بائیں جانب خضر خواجہ سہارا دیتے ہوئے چل رہے تھے - انھوں نے عرض کیا کہ اس قدر بیدل نہ ہوں، بلکہ دل کو مضبوط رکھیں۔ لوگ پرانے بادشاہوں کے واقعات اور معاملات جو سنے تھے انھیں بیان کرتے اور عرض کرتے تھے کہ ایسا نہ ہو غنیم پیچھے سے آجائے - حوصلہ رکھیں تقدیر میں جو کچھ لکھا تھا پورا ہوا - بادشاہ اس بات کو سننے کے بعد سنبھل گئے - عصر کی نماز کا وقت تھا کہ شاہ محمد نے آکر شرف رکاب بوسی حاصل کیا - بادشاہ نے فرمایا ”حاجی محمد کہاں ہے؟“ عرض کیا کہ کوتل سرتوں سے گزر چکا ہے - فرمایا کہ دور ہے - اگر اس وقت آپہنچتا تو ہم واپس ہو جاتے - مغرب کی نماز کا وقت تھا کہ خواجہ جلال الدین محمود نے آکر قدم بوسی حاصل کی آخر شب میں کوتل سرتوں پہنچے - بادشاہ پر سردی کا اثر ہوگیا تھا، دوسرے تلوار کے زخم سے ضعف تھا - میر سیدبرکہ نے اپنا کھال کا کوٹ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا اور انھیں پہنایا - صبح کے وقت کوتل سرتوں کے کنارے پر پہنچ گئے - جب ہوا میں ذرا گرمی ہوئی تو بادشاہ نے دریا کے کنارے پر نزول فرمایا اور زخم سے خون دھوکر وضو کیا - کوئی جانماز موجود نہ تھی کہ اس پر نماز پڑھتے - بندۂ درگاہ جوہر آفتابچی کے پاس کرسی کے گدے تھے - جا نماز کے بجائے وہی بچھائے اور ان پر بادشاہ نے نماز ادا کی قبلہ رو بیٹھے تھے کہ سلطان محمد قراول آیا اور بادشاہ کے گرد پھر کر اپنے آپ کو نثار کرنے لگا - بادشاہ نے اس کو بہت اطمینان دلایا اور دریافت کیا کہ حاجی محمد کہاں ہے - اس نے کہا کہ قریب ہی ہے اور جلد پہنچ جائے گا - بادشاہ سوار ہوگئے تھے کہ حاجی محمد خاں تقریباً تین سو کارآمد سواروں کے ساتھ جو اس کی معیت میں تھے حاضر ہوا اور قدم بوسی سے مشرف ہوا - اس نے بادشاہ کی سلامتی پر شکر ادا کیا کہ میدان جنگ سے بخیریت واپس آگئے اور عرض کیا کہ اس جگہ سے ہم کو جلد واپس جانا چاہئے - (بادشاہ نے) فرمایا کہ میرزا کامران کابل پہنچ گیا ہے - کل جس وقت شاہ محمد آیا تھا اگر موقع ہو تم بھی آجاتے تو ہمارا ارادہ تھا کہ واپسی میں اس پر ایک شبخون مارتے - انشاء اللہ تعالےٰ ہم مرکز پر جلد واپس پہنچ جائیں گے - بادشاہ نے دل میں سوچا کہ شاہ حسین ایک فتنہ انگیز شخص ہے - حاجی محمد خاں کو بہکا کر ہمارے خلاف کردے گا - دوپہر کا وقت تھا کہ ضحاک،ران کے مقام پر قیام فرمایا - بہادر خاں سے کہا کہ اگر تمہارے پاس قلم دوات ہو تو لے آو تا کہ گھر کو خطوط لکھیں

Marfat.com

کہ ہم میدان جنگ سے بخیریت تمام واپس آ گئے ۔ ان ملازمین نے بھی جو خدمت میں حاضر تھے اپنے گھروں کو خیریت کے خطوط لکھے ۔ اس کے بعد حاجی محمد خاں اور شاہ محمد خاں کو طلب کر کے فرمایا کہ غزنین ہم نے شاہ محمد کی جاگیر میں دیا ۔ بہت جلد جاؤ تا کہ میرزا کامران کے آدمی وہاں نہ پہنچ سکیں ۔ تم ایک کام یہ کرنا کہ ہمارے خط کابل میں ہمارے بیٹوں کو پہنچا دینا اور خود یلغار کرتے ہوئے غزنین پہنچ جانا ، ہمارے آنے تک غزنین کو مستحکم بنائے رکھنا ۔ الغرض خطوط دے کر روانہ کیا ۔ وہاں سے سوار ہوکر مقام بامیان پر پہنچے ۔ وہاں قیام کیا ۔ حسن علی ایشک آقا کے پاس جو علی دوست خاں کا باپ تھا ایک ایسا شامیانہ تھا جو صرف ایک آدمی پر سایہ فگن ہوسکتا تھا ۔ اس نے وہ لا کر نصب کیا ۔ بادشاہ نے اس کے سائے میں آرام فرمایا ۔ جب سحر ہوئی تو خاکسار جوہر آفتابچی نے حضرت بادشاہ کو بیدار کیا اور عرض کیا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے ۔ فرمایا کہ اے غلام ، میرے زخم ہے ۔ ٹھنڈے پانی سے وضو کیسے کرسکتا ہوں ۔ غلام نے عرض کیا کہ میرے پاس گرم پانی موجود ہے ۔ بادشاہ اٹھے اور وضو کرکے صبح کی نماز ادا کی اور سوار ہوگئے ۔ راستے میں غسل کے واسطے اترے اور فرمایا کہ میرے کپڑے خون آلود ہیں اور مجھے تکلیف دیتے ہیں ۔ بہادر خاں ، اگر تمہارے پاس کپڑے ہوں تو لاؤ ۔ بہادر خاں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ، ایک تہمہ کا کپڑا جو حضور نے فقیر کو عنایت فرمایا تھا ، میرے پاس ہے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جیسے کپڑے تم پہنے ہوئے ہو وہی طلب کرتا ہوں ۔ اگر تمہارے پاس وہ کپڑے ہوں تو لاؤ ۔ بہادر خاں کپڑا لے آئے ۔ بادشاہ نے اپنے پہنا اور وہ کپڑے جو ان کے جسم پر تھے جوہر آفتابچی کے سپرد کردیے تا ... پاک کرکے حفاظت سے رکھے ۔

وہاں سے چل کر کہمرد (۱) کے مقام پر نزول فرمایا ۔ طاہر محمد نے جو میر خورد کا بیٹا تھا آکر بادشاہ کی رکاب بوسی کا شرف حاصل کیا ، ایک پرانا خیمہ لایا اور اسے کھڑا کیا ۔ اس کے پاس کچھ تھوڑا سا کھانے کا سامان تھا وہ پیش کیا (مگر) اس بیوقوف نے کوئی چیز پیش نہ کی بلکہ کوئی سروپا تک نہ لایا

---

۱ یہ کہمرد ہونا چاہیے ۔ اصل نسخے میں کاتب نے کمبر کردیا ہے دیکھو ارسکن ۔ جلد دوم ۔ ص ۳۲۲

Marfat.com

بادشاہ نے لوگوں کو کھانے کی اجازت دے دی اور خود پانی کے چشمے کی طرف روانہ ہوئے۔ طاہر محمد نے ایک پھٹا ہوا خیمہ تو دھوئیں سے اٹا ہوا لا کر لگا دیا (۱) لیکن اس کے ساتھ کوئی غسل خانہ (طہارت خانہ) نہ لایا۔ آخر کار بندہ خاکسار جوہر آفتابچی اپنے سر پر گھاس کے دو پشتارے لایا اور بادشاہ کے لیے ایک طہارت خانہ تیار کردیا۔ بادشاہ نے اشارہ سے کہا کہ اس نا مرد سے یہ بھی نہ ہوسکا کہ ایک غسل خانے کا انتظام کردے۔ ایک ضعیف عورت نے ایک ریشمی بنیان (؟) بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ (۲) انھوں نے فرمایا کہ اگرچہ مرد اسے نہیں پہنتے لیکن ضروری ہے کیونکہ ہمارا بنیان میلا ہوگیا ہے، اس لیے اسے پہن لیا۔ اس ضعیفہ کے ذریعۂ معاش کے متعلق دریافت کیا اور حکم صادر فرمایا کہ کوئی شخص اس سے محصول نہ لے۔ انعام (۳) کے لیے حکم نامہ لکھ کر اس کے حوالے کیا۔ اس کے بعد اطلاع ہوئی کہ تین سو گھوڑوں کا ایک قافلہ وہاں اترا ہے الہ قلی اندرابی اور حیدر محمد آختہ بیگی کو گھوڑوں کے لیے مقرر کیا۔ وہ گھوڑے لے آئے۔ ظہر کا وقت قریب تھا کہ خبر ملی ایک ہزار سات سو گھوڑوں کا قافلہ اور آیا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا جب تک میں خود نہ جاؤں گا کام نہ بنے گا۔ بادشاہ خود سوار ہوئے اور درے کا راستہ اپنے قبضے میں کرلیا۔ قافلے والے مجبور ہوگئے کیونکہ فرار ہونے کی کوئی جگہ نہیں رہی۔ مجبوراً آ کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس قافلے میں سے ایک بڈھے آدمی نے ایک کمان اور نو تیر پیش کش کیے اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور کہا انشاءاللہ تعالیٰ زبردست فتح حاصل ہوگی۔ اسی جگہ قیام کیا اس کے بعد گھوڑوں کی قیمت مقرر کی اور تمسک لکھ کر سوداگروں کو دے دیا۔ اور فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ فتح کے بعد تمھارا روپیہ ادا کردیں گے۔ وہاں سے کوچ کرنے کے بعد النجق (۴) کے مقام پر جہاں صحرانشیں لوگ رہتے ہیں نزول فرمایا۔ اس جگہ قوم ایماق آباد ہے۔ وہاں غلہ نہ تھا۔ سات روز تک

---

۱ اصل نسخے میں عبارت غلط معلوم ہوتی ہے۔ ہم نے اسٹورٹ کی عبارت کا ترجمہ کیا ہے کیا ہے (اسٹورٹ ص ۹۷)

۲ یہاں بھی اسٹورٹ کے الفاظ کا ترجمہ کیا ہے (ص ۹۷) اصل نسخے میں بنیان کا لفظ ہے جو کسی اور لفظ کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

۳ انعام سے مراد خط انعام یا فرمان انعام ہے۔

۴ النجق۔ اکبر نامہ کے مطبوعہ نسخے میں "ادی خنجان" ہے (ص ۲۹۹)۔

Marfat.com

اسی جگہ قیام رہا - ایماق لوگ ہمیشہ ساٹھ بکریاں اور ساٹھ مشک دہی پیشکش کے طور پر لاتے تھے ، لوگوں کا گزارا ہوتا رہتا تھا - گھوڑے ہر آدمی کو تقسیم کردئے اور وہاں سے روانہ ہوکر دریائے بنگی کے کنارے قیام کیا - ایک شخص نے آکر آوازدی کہ اے قافلے والو تم کو ہمایوں بادشاہ کی کچھ خبر ہے ؟ جب یہ آواز بادشاہ کے کان میں پہنچی تو فرمایا کہ ہمارے متعلق اس آدمی سے کچھ نہ کہو اور دریافت کرو کہ تو کون ہے ، تجھ کو کس نے بھیجا ہے اور تمہارے یہاں کیا خبر ہے ؟ اس شخص نے کہا " میں نظری سال النگی کا بھیجا ہوا ہوں اور قوم مشی (۱) کا ایک فرد ۔ ہماری قوم میں یہ خبر ہے کہ ہمایوں بادشاہ اور میرزا کامران میں ایک جنگ ہوئی ، ہمایوں بادشاہ زخمی ہوکر میدان کارزار سے نکل گئے ، جو بالائی جبہ بادشاہ پہنے ہوئے تھے جنگل میں ملا اور میرزا کامران کے سامنے لایا گیا - وہ بہت خوش ہوا کہ ہمایوں بادشاہ اب زندہ نہیں ہے " - اس کے بعد حضرت بادشاہ نے اس شخص کو اپنے حضور میں طلب کیا اور فرمایا " کیا تو پہچانتا ہے " - اس نے عرض کیا کہ " ہاں پہچانتا ہوں " ، پھر فرمایا کہ نظری سال النگی کو ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ اور کہو کہ انشاء اللہ واپسی کے وقت تم میری خدمت میں حاضر ہوگے - ظہر کا وقت تھا کہ حاجی محمد کوکی کو حکم دیا کہ پانی زیادہ ہے ، پایاب کی خبر لاؤ اور ہم کو لے چلو - وہ گیا ، پایاب دریافت کیا اور خود عبور کرکے عصر کے وقت اپنے آدمی کے ذریعے خبر بھیجی کہ ہم پایاب سے گزر گئے ہیں ، بادشاہ بھی تشریف لے آئیں ، لیکن وہ آپ نہ آیا - بادشاہ کو فکر ہوئی کہ کہیں وہ ہم سے جدا نہ ہوجائے جب سوار ہونے لگے تو ان کی نظر خاکسار جوہر پر پڑی اور سے اشارہ کیا کہ تو بھی آ - اور روانہ ہوگئے - علی قلی اندرابی اور بندہ آفتابچی ایک پہر رات گزرے دریا پار اترے اور حاجی محمد خاں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام رات باتوں میں گزر گئی -

---

(۱) مشی قبیلہ - دیکھو ارسکن - جلد ۲ ص ۳۸۵

Marfat.com

پچیسویں فصل(۱)

قبچاق کی لڑائی کے بعد بادشاہ کا اولیا خنچا میں قیام فرمانا ۔ مرزا ہندال کا حاضر ہوکر آداب شاہی بجالانا ، مرزا کامران کا میدان جنگ سے واپس آنا اور قلعہ کابل کا مرزا کامران کے ہاتھ آنا اور شاہزادہ کا قید ہونا ۔

بادشاہ اور حاجی محمد خاں کوکی نے ساری رات باتوں میں گزاری اور علی الصباح وہاں سے کوچ کر کے اولیا خنچا پر قیام کیا ۔ مرزا ہندال بادشاہ کی خدمت میں آیا اور لباس بادشاہی ، علم ، توغ ، نقارہ وغیرہ میں سے جو کچھ سامان اس کے پاس تھا بادشاہ کی نذر کیا (اس کے بعد) بادشاہ نے وہاں سے کوچ کر کے اندراب پر مقام کیا ۔

اب ہم مرزا کامران کے واقعات بیان کرتے ہیں ۔ وہ میدان جنگ سے واپس ہوکر اسی روز چار کاران میں فروکش ہوا اور علی الصباح وہاں سے کوچ کر کے کابل آیا اور اس کو گھیر لیا ۔ اس سے پیشتر قاسم برلاس (۲) مرزا کامران کا ملازم تھا ۔ جس وقت مرزا کامران کے امرا حضرت بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوکر ملازمت سے مشرف ہوئے تھے ان میں قاسم علی مذکور بھی شامل تھا ۔ حضرت بادشاہ نے کابل کی حکومت قاسم علی کے سپرد کی تھی ۔ مرزا کامران کے کابل کا محاصرہ کرنے پر قاسم علی کابل سے دست بردار نہیں ہوتا تھا ۔ آخر کار جب حضرت بادشاہ کا جبہ دکھایا گیا اور یہ کہا گیا کہ اب تم کو کس بات کی امید ہے ، تب چند روز کے بعد قاسم علی کابل سے دست بردار ہوا اور شاہزادہ عالمیاں مرزا محمد اکبر پھر کامران کے ہاتھوں قید ہو گئے ۔

(۱) اس فصل میں جوہر نے ہمایوں کی شکست اور پریشان حالی کے واقعات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں جن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اکبر نامے میں بھی موجود نہیں ہیں ۔ چونکہ تمام حالات اس کے چشم دید ہیں اس لیے ان کو صحیح ماں لینے میں کوئی قباحت نہیں ۔

(۲) مسلم یونی ورسٹی اور مولوی ظفر حسن کے نسخوں میں قاسم بلاس ہے جو یقیناً غلط ہے دیکھو بایزید : تاریخ ہمایوں و اکبر ص ۱۳۱ ۔

Marfat.com

بادشاہ کو یہ خبر اندراب میں ملی ۔ سلیمان مرزا اور ابراھیم مرزا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ھوے اور عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالے اگر زندگی باقی ھے تو ھم خدمت گزاری اور جان بازی میں دریغ نہ کریں گے ۔ یہاں ایک مہینہ بیس روز مقام ھوا ۔ خبر موصول ھوئی کہ مرزا کامران کا ارادہ ھے کہ ھندوکش کے راستے میں جو ھموار مقام ملے اس کو درھم وبرھم کردے (۱) بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ھمارے لیے مناسب یہ ھے کہ ھم اس پہاڑ پر پہنچ جائیں تا کہ وہ ان مقامات کو خراب نہ کرسکے ۔ اسی روز سے تیاری شروع کردی ۔ ایک روز حضرت بادشاہ نے امرا اور مرزاؤں کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ ھم تم سب کو کلام ربانی کی قسم دلاتے ھیں کہ تم ھم سے جدا نہ ھونا اور بے وفائی نہ کرنا ۔ حاجی محمد خاں نے عرض کیا کہ اول حضور والا قسم کھائیں ۔ مرزا ھندال نے کہا کہ حضرت اقدس کس بات کی قسم کھائیں ، تم لوگ بادشاہ نہیں ھوکہ قسم دے سکو ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں ھے ۔ (۲) ھاں اس لئے کہ حاجی محمد خاں اور دوسرے امرا کا مشورہ ھے کہ خارج نہ ھوں ۔ جانبین نے قسم کھائی اور عہد کیا ۔ بادشاہ نے روزہ رکھا تھا ۔ جمعرات کا دن تھا کہ اس جگہ سے کوچ کر کے کوہ ھندوکش کے دامن میں مقیم ھوئے اور وھاں سے روانہ ھوکر پنجشیر پر قیام کیا ۔ پھر اشتر گرام پر پہنچے اور دیکھا کہ مرزا کامران وھاں پہنچ چکا ھے ۔ حضرت بادشاہ نے مرزا شاہ سلطان کو طلب کیا اور کامران مرزا کے پاس بھیج کر کہلایا کہ کابل ایسی جگہ نہیں ھے کہ ھم دونوں بھائی اس کے لئے آپس میں لڑیں ۔ مصلحت یہ ھے کہ شرکو درمیان سے دور کرکے کابل اپنی لڑکی اور ھمارے لڑکے کے سپرد کردو (۳) پھر ھم یہاں سے روانہ ھوکر لغما (۴) میں قیام کریں اور ملک ھند کی فکر کریں ۔ مرزا شاہ سلطان (کابل) آیا اور مرزا (کامران) سے جو کچھ کہنا تھا کہا ۔ مرزا نے اس معاملے کی طرف [illegible]

---

۱ اصل عبارت یہ ھے : آنجاقلب کنند ۔

۲ ابوالفضل حاجی محمد خاں کے اس مطالبے سے سخت ناراض ھے اور اس کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ھے " حاجی محمد خاں کوکی کہ نہ عقل ادب شناس داشت ونہ دل اخلاص گزین (ص ۳۰۲) ۔

۳ اصل نسخے کی عبارت یہ ھے : کابل را برائے عاجز شاہ و پسرما بدھند " چونکہ ابوالفضل نے صاف الفاظ میں لکھا ھے کہ ھمایوں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ کامران اپنی لڑکی کی شادی شہزادہ اکبر کے ساتھ کردے اور کابل ان دونوں کو دے دیا جائے اس لیے یہ کہا جاسکتا ھے کہ کاتب نے " دختر " کو بگاڑ کر " عاجز " کردیا ھے ۔

۴ لغما ، یہاں لمغان کو بگاڑ کر لغما کردیا گیا ھے ۔

Marfat.com

قراچہ بخت نے کہا کہ ہم کابل ہرگز نہیں دیں گے ، ہمارا سر ہوگا اور کابل کا دروازہ ، ہم یہیں جان دے دیں گے ، ہم کو یہ تجویز قبول نہیں۔ مرزا کامران نے اس کم عقل کی شوخی کو پسند کیا ۔ مرزا شاہ سلطان کو رخصت کیا اور اس تجویز کو رد کردیا ۔ وہ لوٹ کر حضرت بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو ماجرا اور گفتگو مرزا اور قراچہ بخت کے درمیان پیش آئی تھی حضرت بادشاہ کو سنائی ۔ بادشاہ نے مرزاؤں اور امیروں کو طلب فرماکر مشورہ کیا ۔ انھوں نے عرض کیا کہ چار گھڑی رات رہے جاسوس منادی کردیں کہ تمام لشکر مسلح ہوکر روانہ ہو ۔ جب یہ طے پاگیا تو علی الصباح لوگ فوج کو ترتیب دے کر روانہ ہوے ۔ مرزا سلیمان اور مرزا ابراھیم داھنی طرف تھے ، مرزا ھندال بائیں طرف ۔ حاجی محمد خاں مقدمے کے ساتھ تھا ، اور چند دیگر امرا ، یہ سب اسی طریقے پر روانہ ہوے جب قریب پہنچے اور کچھ فصل درمیان میں نہ رہا تو حاجی محمد خاں نے عرض کیا کہ آج جنگ ملتوی رکھی جائے اور لشکر کو قیام کا حکم دیا جائے ۔ چونکہ آپس میں عہد کرچکے تھے حضرت بادشاہ اس معاملے میں مجبور تھے ۔ بیگ میرک کو حکم دیا کہ ہمارا لشکر قیام کرے اس عرصے میں مرزا آئے اور کہا کہ ہمارا کل آنا مصلحت معلوم نہیں ہوتا ، جنگ آج ہونی چاہئے ۔ ان (دشمنوں) کا ہم پر حملہ کرنا ٹھیک نہیں ، بہتر ھے کہ ہم کامران مرزا سے جنگ کریں ، یا ہم مارے جائیں گے یا سلامت رہیں گے ۔

بیگ میرک نے بھی عرض کیا کہ بندہ سے گناہ سرزد ہوا تھا ۔ میری خواہش ھے کہ اب بڑھاپے کے زمانے میں شہید ہوکر گناہ سے پاک ہو جاؤں ۔ اس کے بعد تولق (۱) قورچی کے لیے حکم دیا وہ بھی نہیں گیا ، اور کہنے لگا کہ میں لڑائی کے وقت خدمت سے علحدہ نہیں ہوں گا ۔ اس کے بعد عبدالوھاب کو حکم دیا ۔ اس کے لیے تعمیل حکم کے سوا کوئی چارہ نہ رہا ۔ گیا اور آدمیوں سے کہتا رہا لیکن وہاں چادر اور خیمے نہ تھے کہ (لوگوں کو ان میں) اتا رتا اس لیے اس نے بادشاہ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ لشکر دشمن کے مقابلے پر موجود ھے اور چادر اور خیمے نہیں ھیں جن میں قیام کیا جائے ۔ حضرت بادشاہ نے فرمایا کہ ہم تیار ہوکر

---

۱ تولق ۔ یہ لفظ ' تولک ' ہونا چاہئے ۔

Marfat.com

روانہ ہوتے ہیں (۱) اگر لڑائی ہوئی تو خیر ورنہ دریا کے کنارے قیام کریں گے۔ روانہ ہوئے ہی کو تھے کہ ایک بوڑھا سپاہی ایک طرف سے آیا اور حضرت بادشاہ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگا کہ حضور کی فتح ہے، واپس ہو جائیے۔ حضرت بادشاہ نے فرمایا کہ دو رکعت نماز ادا کرلیں اور نماز ادا کرنے کے بعد اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مرزا کامران نے شاہزادہ عالمیان محمد اکبر کو حسن (۲) آختہ کے سپرد کیا۔

---

۱ اصل نسخے میں کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ اسٹورٹ نے اس فقرہ کا ترجمہ نہیں کیا۔ ارسکن نے اپنی کتاب میں اس حصے کا ترجمہ کیا ہے ہم نے اس کی عبارت کا ترجمہ کردیا ہے (ارسکن، ج ۲ ص ۳۹۳)۔

۲ حسن آختہ کے بجائے اصل نسخے میں 'حسن رحمت' ہے۔ (اکبر نامہ ص ۳۰۵)

چھبیسویں فصل

مرزا کامران کی شکست قراچہ (۱) قرابخت کا شتر گراں (۲) پر قتل ہونا - مرزا کامران کا خلیل افغان کے پاس جانا اور مرزا ہندال کا شہید ہونا

الغرض بادشاہ اندراب سے روانہ ہو کر شترگراں پہنچے - یہاں ایک بلند پہاڑ تھا، جس پر مرزا کامران کے آدمی موجود تھے، اور مرزا کامران کی فوج پہاڑ کے قریب ہی تھی - مرزا کامران کے نزدیک ہونے کے باوجود ابراہیم میرزا نے جرأت کی اور دن ہی میں اس بلندی پر قبضہ کر لیا - ادھر سے حضرت بادشاہ روانہ ہو کر پہاڑ کی چوٹی کے قریب پہنچ گئے اور اپنے بندوقچیوں کو حکم دیا کہ پہاڑ کی بلندی پر جا کر بندوق چلائیں - کامران مرزا کے لشکر پر دو ہی تین مرتبہ بندوق چلائی گئی تھی کہ قراچہ قرا بخت نے اپنی فوج سے بھاگ کر بادشاہ کی فوج میسرہ پر حملہ کیا اور اسے منتشر کر دیا اور دوسری مرتبہ میمنہ پر حملہ کیا اور اللہ کے حکم سے جس کی شان یحیی و یمیت اور حی لا یموت ہے، (۳) گھوڑے پر سے زمین پر گر گیا اور مرزا ہندال کے آدمیوں نے فوراً قراچہ قرا بخت کا سر تن سے جدا کر دیا اور حضرت بادشاہ کے حضور میں لے گئے - (۴) مرزا کامران کو شکست ہوئی - بادشاہ نے قراچہ بخت کے سر کو کابل کے دروازہ پر لٹکائے جانے کا حکم دیا کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میں نے اپنے سر کو اس دروازے سے وابستہ کر لیا ہے 'بادشاہ

---

۱ اس کا اصل نام قراچہ خاں تھا

۲ اصل نسخے میں اس مقام کو ''شترگراں'' لکھا ہے - بایزید بیات نے اس جگہ کا نام 'اشترگرام' لکھا ہے (ص ۱۰۶) - ابوالفضل نے 'اشترکرام' لکھا ہے (اکبرنامہ ص ۳۰۶)

۳ ''وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے مرنے والا نہیں''

۴ احمد یادگار نے ' تاریخ شاہی ' میں لکھا ہے کہ قراچہ بیگ کو زندہ پکڑ کر ہمایوں کے پاس لایا گیا تھا - بعد میں علی بہادر کے بیٹے نے اپنے بھائی کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اس کو مار ڈالا -

Marfat.com

نے ایسا ہی کیا، اور مرزا ابراہیم کو حکم دیا کہ یلغار کر کے کابل پر چڑھائی کرے اور مرزا ہندال کو کامران کے تعاقب کے لیے بھیجا، مرزا سلیمان کو اپنی نگرانی میں رکھا۔

شاہزادۂ عالم محمد اکبر کا واقعہ

اب شہزادۂ عالمیان کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے دنیا روشن ہے۔ جب کامران مرزا نے شکست کھائی تو حسن اختہ بیگی نے شاہزادہ عالم محمد اکبر غازی کو حضرت بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ شاہزادۂ عالم پناہ نے شرف حضوری حاصل کیا۔ بادشاہ ان سے بغل گیر ہوئے، ان کے سر اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور بہت مسرور ہوئے، گویا حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام کی ملاقات ہوئی۔ خداوند تعالیٰ عز شانہ کی درگاہ میں شکر بجا لائے — بیت

نخشبی وصل یار کارے داں کشت مارا فراق محبوبے
عید نو روز ہیچ دانی چیست آنکہ طالب رسد بہ مطلوبے

الغرض وہاں سے روانہ ہوکر رات کو کابل میں پہنچ گئے اور سب عیش و عشرت میں مشغول ہوئے۔ اس کے بعد خبر ملی کہ مرزا کامران کتولکر پہنچ گیا ہے۔ حضرت بادشاہ بھی یلغار کر کے وہیں جا پہنچے۔ جب مرزا کامران نے یہ سنا تو وہاں سے بھی بھاگا اور جگری پہنچا، بادشاہ بھی یلغار کرتے ہوئے جگری پہنچ گئے۔ اس کے بعد مرزا کامران نے محمد خلیل افغان کے یہاں پناہ لی اور قیام کیا، چاہتا تھا کہ حملہ کرے۔ بادشاہ نے مصلحت اس میں دیکھی کہ افغانوں کی طرف توجہہ فرمائیں اور منزل بہ منزل راستہ طے کرتے ہوئے مقام چہرہ[۱] پر پہنچ گئے جو چنداں مستحکم نہ تھا۔ وہاں سے سوار ہوئے کہ کوئی بلند اور محفوظ جگہ ہاتھ آئے تاکہ لشکر وہاں اتر سکے، اور ایک قلعہ قایم کیا جائے۔ جب اس کی جگہ مقرر ہوگئی تو واپس ہوئے۔ راستے میں تین ہرن نکلے۔ ایک کو مرزا ہندال نے آگے کرلیا اور ایک کو شاہ ابوالمعالی نے، تیسرا بھاگ نکلا۔ جب مرزا ہندال ہرن کے سامنے پہنچا تو ایسا تیر مارا کہ اس نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی اور سر، پاؤں اور منھ آسمان کی طرف کر کے جان خدا کے سپرد کردی

۱ چہرہ ' بایزید نے چہریار لکھا ہے (صفحہ ۱۴۰)

جو لوگ موجود تھے حیران رہ گئے کہ شائد ہرن نے اس طرح درگاہ ایزدی میں فریاد کی۔ اس واقعے کو دوہی دن گزرے تھے کہ مرزا افغانوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ (جس کی تفصیل یہ ہے کہ) مرزا ہرن کا شکار کرنے کے بعد بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوسرے روز مرزا کامران چاہتا تھا کہ افغانوں کو ساتھ لے کر شب خون مارے۔ (ادھر) بادشاہ نے یہ طے کرلیا تھا کہ شب خون ہوا تو ہم بلندی پر رہیں گے اور دوسرے لوگ چاروں طرف مورچوں پر۔ چنانچہ مرزا ہندال رات بھر مورچوں پر گشت لگاتے رہے اور لوگوں کو اطمینان دلاتے رہے۔ خبر ملی کہ افغانوں نے شب خون مارا اور مرزا ہندال کے مورچے پر جمع ہوگئے۔ مرزا ہندال کے پاس ایک کمان اور دو تیر کے سوا اور کچھ نہ تھا، پریشانی کی وجہ سے ان کے ہاتھ کوئی اور ہتھیار نہ لگا۔ اسی کمان اور دو تیروں سے مقابلہ کیا۔ ان ملعونوں نے مرزا ہندال کو جنگ مغلوبہ (؟) میں شہید کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (۱) چونکہ ان مشہوروں کو مدد نہ پہنچی اس لئے واپس ہوگئے۔ اس کے بعد بادشاہ نے مرزا ہندال کے متعلق دریافت کیا تو کسی کو اتنی ہمت نہ تھی کہ یہ واقعہ عرض کرے۔ حضرت بادشاہ اس بلندی پر سے آواز دے رہے تھے اور باوجود اس کے کہ تین سو کے قریب آدمی موجود تھے کسی نے جواب نہ دیا۔ عبدالوہاب سے فرمایا کہ جاؤ مرزا ہندال کی خبر لاؤ۔ وہ گیا اور خبر لے کر آرہا تھا کہ راستے میں ایک بندوقچی نے عبدالوہاب کو افغان سمجھکر بندوق چلادی اور مشار الیہ شہید ہوگیا۔ اس کے بعد مہر عبدالحئی کو خبر لانے کے لئے بھیجا۔ وہ خبر لایا اور یہ شعر پڑھا۔

شہا نور دو عالم رفت برباد گل صد برگ سوری را بقا باد

بادشاہ خیمے میں تشریف لائے اور پریشان تھے، اتنے میں امرا حاضر ہوئے اور سمجھانے لگے کہ یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ حضور کی خدمت میں شہادت پائی۔ حضرت بادشاہ سلامت رہیں۔ وہاں سے کوچ کر کے قلعۂ بے سوت (۲) میں اترے۔ افغانوں نے جنگل میں (قیام کیا)۔ افغان ہمیشہ مغلوں پر طنز کرتے تھے کہ تمہاری قوت ہم میں آگئی ہے (ہم) افغان نہایت اطمینان سے میدان میں آٹھہرے اور تم میں اتنی طاقت نہیں کہ حملہ کرسکو۔

---

۱ مرزا ہندال کی وفات سنہ ۹۵۸ھ میں ہوئی اور "شب خون" سے تاریخ نکلتی ہے

۲ اکبر نامہ میں بہسود لکھا ہے (ص ۳۱۴)- یہی صحیح ہے- دیکھو ارسکن - ص ۴۰۲

Marfat.com

ستائیسویں فصل

شہزادہ کا افغانوں پر حملہ کرنا اور فتح پانا اور اُن کو لوٹ کر قید کرنا - مرزا کامران کا اسلام خاں سور کے پاس جانا وہاں سے بھاگ کر سلطان آدم کے پاس آنا ـ بادشاہ کا سلطان آدم کے گھر پہنچنا اور مرزا کامران کو اندھا کرانا -

امرا اور دوسرے لوگوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ افسوس ہے کہ ہم قلعے کے اندر ہوں اور افغان لوگ اطمینان کے ساتھ میدان میں رہیں، اور ان کو کچھ اندیشہ نہ ہو۔ اگر ہم اُن پر حملہ کریں تو کیا مضائقہ ہے ـ بادشاہ نے فرمایا کسی باخبر جاسوس کو لاؤ جو افغانوں کے رہنے سہنے کی کل کیفیت بتلائے کہ کس حال میں ہیں اور کیا کر رہے ہیں، ان کا کیا شغل ہے ـ چنانچہ ایک جاسوس پیش کیا گیا ـ اس نے بیان کیا کہ وہ لوگ اپنے زعم میں قطعی طور پر مطمئن ہیں ـ مرزا کامران کو ہر قبیلہ ایک ایک ہفتہ اپنے پاس رکھتا ہے ـ وہ اسی طرح دن گزار رہے ہیں ـ یہ کیفیت جمعہ کے روز معلوم ہوئی تھی ـ بادشاہ، شاہزادہ جلال الدین اور شاہ ابوالمعالی نے سر کے بال منڈوائے اور غسل کیا ـ نماز جمعہ کے بعد افغانوں پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے ـ سنیچر کے دن صبح کی نماز کا وقت تھا کہ ایک زبردست فتح حاصل ہوئی الا ماشاءاللہ، مردوں اور عورتوں میں سے قریب قریب بارہ ہزار تک گرفتار ہوئے ـ واللہ اعلم، اور تین لاکھ مویشی گائے بکریوں میں سے ہاتھ آئے ـ حکم فرمایا کہ عورتوں کو فروخت کردیا جائے ـ اس کے بعد بادشاہ فتح و نصرت کے ساتھ کابل میں داخل ہوئے اور مرزا کامران ہندوستان میں اسلام خاں سور کے پاس چلا گیا ـ جب بادشاہ تشریف لائے تو امرا و حکام کو دعوت دی اور ہر ایک کو حسب مراتب خوش ہوکر اطمینان دلایا ـ اب ہندوستان روانہ ہونے کی فکر کی ـ چاہتے تھے کہ قندھار پہنچکر ہندوستان کی تدبیر کریں، اسی اثنا میں سلطان آدم گکھر کی طرف

سے ایک عرضداشت پہنچی کہ مرزا کامران میرے پاس پہنچ گیا ہے، حضرت بادشاہ بہت جلد یہاں تشریف لائیں - چنانچہ بادشاہ کوچ کر کے بنگش (۱) میں آگئے اور سنا کہ ایک شخص شیخ مدنی(۲) نے بنگش کے گرد و نواح میں اپنے واسطے ایک جگہ قائم کرلی ہے اور لوگوں کو بہکاتا ہے - بادشاہ نے قراچا خاں اور کچھ آدمیوں کو بھیجا کہ اُس کو سزا دیں - اُنہوں نے اُس کے اہل و عیال کو قید کر لیا اور وہ خود دھنکوٹ کی طرف بھاگ گیا - اُس کے بعد بادشاہ نیلاب (۳) کے کنارے پر آئے اور رشی کی گزرگاہ سے عبور کیا - کوچ کرتے ہوے سلطان آدم کے علاقے میں پہنچے - سلطان آدم قریب دس کوس کے فاصلے پر تھا کہ اس کا ایک ایلچی مسمی دھارن آیا اور کہا کہ بادشاہ بہت جلد تشریف لائیں - چنانچہ آدھا دن باقی تھا کہ حضرت بادشاہ بیرولہ کے قریب پہنچے اور مرزا کامران سے ملنے کے لئے ایک جگہ مقرر کی اور شامیانے وغیرہ نصب کرائے - اُس وقت دھارن نے آکر کہا مرزا کامران کہتا ہے پہلے آپ تشریف لائیں - بادشاہ نے متعجب ہوکر کہا کہ ہم نے ایک جگہ تیار کرائی اور شامیانے وغیرہ لگوائے، اُس کی کیا وجہ ہے مرزا نے ڈھیل دی - بہر حال مصلحت کی وجہہ سے ذرا اور آگے چلے گئے اور وہاں بھی ایک جگہ تیار کی - یہاں بھی دھارن اور بھوان دو ہندو آئے اور عرض کیا کہ مرزا کامران کہتے ہیں اور آگے آئے - بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد آئیں گے - اسی عرصے میں قرا بہادر، بادشاہ زادہ اور سلطان آدم آگئے اور ان کے ساتھی بھی پہنچے - بادشاہ نے دو رکعت نماز ادا کی اور پلنگ پر بیٹھ گئے - قرا بہادر اور سلطان آدم نے حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کیا - بادشاہ نے فرمایا کہ اے سلطان آدم تم نے تباہ کر دیا - سلطان نے عرض کیا کہ میں دریاے سندھ کے کنارے پر حاضر ہو کر قدم بوسی سے مشرف ہوتا لیکن میرے ہاں مہمان تھے اس لیے حاضری سے مجبور تھا - بادشاہ نے فرمایا کہ یہاں کی حاضری وہاں کی حاضری سے بہتر ہے - اس کے بعد سلطان آدم نے کہا کہ مرزا کامران آپ کو اور آگے بلاتا ہے - اس بات سے بادشاہ کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہوا - سلطان آدم نے عرض

---

۱ بنگش - دیکھو ہسٹری آف انڈیا ' ارسکن ' جلد دوم ص ۴۰۷

۲ شیخ مدنی - ارسکن نے ' مذہبی ' لکھا ہے

۳ نیلاب یا نیل آب یعنی دریاے سندھ

Marfat.com

کیا کہ مرزا کامران میری قید میں ہے، حضور والا تشریف لے چلیں ۔ اس پر بادشاہ دریا کے کنارے جا کر ٹھہر گئے ۔ دو گھڑی رات گزری تھی کہ مرزا کامران حاضر ہوا اور سر نیچے کرلیا ۔ بادشاہ نے مزاج پوچھا اور اپنے داہنے ہاتھ کی جانب بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا ۔ مرزا کامران پلنگ سے تکیہ لگا کر سیدھے ہاتھ کی طرف بیٹھ گیا ۔ بائیں ہاتھ کی جانب شاہزادۂ عالمیاں محمد اکبر شاہ اور سامنے شاہ ابوالمعالی، تردی بیگ خاں، سلطان آدم اور منعم خاں بیٹھ گئے ۔ حضرت بادشاہ نے کہالی کو طلب فرمایا ۔ ایک دو اچھی پوریاں نوش فرمائیں ۔ آدھی مرزا کامران کو دی ۔ اسی اثنا میں مرزا کامران نے کہا کہ محمود خاں نیازی اور کہالی خاں پسر سلطان شاہ اور اسلام خاں نیازی اور سلطان آدم کے بیٹے لشکری کل بادشاہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوں گے ۔ بادشاہ نے فرمایا 'ٹھیک ہے'، اور سلطان آدم کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ وہ لوگ ہم سے کل ملیں ۔ سلطان مذکور نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہے ۔ وہ کل حضور سے ملیں ۔ یہ ان کی بڑی کم نصیبی ہوگی کہ بادشاہ اتنی دور سے تشریف لائیں اور وہ شرف قدم بوسی حاصل نہ کریں ۔ سلطان مذکور نے ایک آدمی بھیجا کہ وہ آئیں اور قدم بوسی سے مشرف ہوں ۔ اس کے بعد وہ آئے ۔ پہلے محمود خاں نیازی پھر کہال خاں پسر سلطان شاہ پھر اسلام خاں نیازی اور پھر سلطان کے بیٹے لشکری نے شرف قدم بوسی حاصل کیا ۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ شامیانے لگا دیے گئے ہیں ۔ فرمایا کہ بس قیام گاہ پر چلنا چاہئے ۔ (پھر) حضرت بادشاہ نے فرمایا 'کہیں پان ملے گا ۔ سلطان آدم کے بیٹے لشکری نے بارہ بیڑے پیش کئے ۔ ایک خود کھایا اور گیارہ، گیارہ آدمیوں کو تقسیم کئے ۔ فرمایا کہ لشکری نے عجیب کام کیا ۔ جتنے پان درکار تھے اتنے ہی لایا ۔ اس کے بعد حضرت بادشاہ سوار ہو ... پر تشریف لائے اور شاہی مجلس آراستہ کی ۔ خوش آواز لوگوں نے ... بجایا ۔ تمام رات عیش میں گزاری ۔ صبح کو بعد نماز فجر حضرت بادشاہ سو گئے ۔ مرزا کامران بھی اپنی قیام گاہ پر چلے گئے ۔ ظہر کی نماز کے بعد کھانا لگایا گیا ۔ کھایا اور دستر خوان اٹھایا گیا ۔ یہ رات بھی عیش و عشرت میں بسر کی ۔ دوسرے روز امرا نے کہا کہ مرزا کامران کے معاملے پر غور فرمایا جائے ۔ حضرت بادشاہ نے فرمایا سلطان آدم کو خلعت دیکر جو کچھ مناسب ہوگا وہ کریں گے ۔ تیسرے روز سلطان آدم کو خلعت عطا کیا اور علم و نقارہ جو بادشاہی کے مراتب ہیں اس کو خود

Marfat.com

مرحمت فرما کر رخصت کیا۔ چوتھے روز مرزا کامران کے معاملے پر غور کیا اور یہ طے فرمایا کہ مرزا کامران کے آدمیوں کو علیحدہ کیا جائے۔ خنجر بیگ، عارف بیگ، علی دوست اور سیدی محمد بیکنہ اور بندۂ خاکسار جوہر کو حکم دیا کہ مرزا کامران کی خدمت میں جائیں اور ارشاد ہوا کہ اے غلام تو جانتا ہے کہ تجھکو کہاں بھیجا جاتا ہے۔ خاکسار جوہر نے جواب دیا کہ حضور میں جانتا ہوں۔ فرمایا کہ خیمے کے اندر کی خدمت تیرے سپرد ہے۔ نیند اپنے اوپر حرام کر لے۔ حضرت بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں ہم عصر کے وقت مرزا کامران کے پاس پہنچے۔ مرزا نے جانماز طلب کی۔ بندہ جوہر نے جا نماز پیش کی اور مغرب کی نماز خیمے کے اندر ادا کی۔ بندہ سے دریافت کیا 'اے غلام تیرا کیا نام ہے'۔ میں نے عرض کیا 'بندہ جوہر'، پھر کہا 'اے مہتر تو خدمت گاری جانتا ہے؟' بندہ نے عرض کیا کہ ہاں اپنی بساط کے مطابق۔ اس کے بعد میں خدمت گاری میں مشغول ہو گیا۔ دریافت کیا کہ حضرت بادشاہ کی خدمت میں تو کتنے سال سے ہے۔ میں نے عرض کیا انیس (۱) برس سے خدمت میں ہوں۔ فرمایا تو بہت پرانا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا کہ کیا تو مرزا عسکری کی خدمت میں بھی رہا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ لیکن جلال نامی ایک (غلام) میرے ساتھ تھا جو مرزا عسکری کی خدمت کرتا تھا۔ پھر فرمایا کہ رمضان المبارک سنہ ۶۰ھ میں ہمارے روزے قضا ہوگئے تھے، (۲) کیا تو ہمارے عوض روزے رکھ سکتا ہے۔ فقیر جوہر نے عرض کیا کہ ہاں میں قضا روزے رکھ سکتا ہوں، لیکن مرزا کو اپنے قضا روزے خود رکھنے چاہئیں، ذرا ہمت رکھئے اور بزدلی کو دل میں جگہ نہ دیجئے۔ اس کے بعد دریافت کیا کہ تجھ کو کچھ معلوم ہے کہ مجھ کو قتل

---

۱ چونکہ یہ واقعات سنہ ۹۶۰ھ کے ہیں اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جوہر ۹۴۱ھ میں ہمایوں کی خدمت میں آیا ہوگا۔

۲ رمضان المبارک سنہ ۶۰ھ سے مراد رمضان المبارک سنہ ۹۶۰ھ ہے۔ عموماً صدی کا عدد حذف کر کے صرف سنہ کا ذکر کردیا جاتا ہے۔ ولیم ارسکن نے جوہر کے بیان میں سے اس حصے کا ترجمہ حسب ذیل دیا ہے۔

It was then Ramzan and he told his attendant that he had fasted six days,

جو صحیح نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے ارسکن نے عبارت سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ارسکن نے فٹ نوٹ کے ذریعے اپنے ترجمے کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔
History of India, vol. II, p. 413

Marfat.com

کیا جائے گا ۔ فقیر نے جواب دیا کہ حضرت بادشاہ) مزاج شاہانہ رکھتے (۱) ہیں لیکن میں اپنی عقل سے اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ کوئی شخص اپنے ہاتھ کو خود نہیں توڑتا اور حضرت بادشاہ محمد ہمایوں تو بہت بامروت ہیں ۔ رات اسی طرح پر گزری ، علی الصباح ہندوستان کی طرف کوچ کیا اور یہ طے (۲) کیا کہ مرزا کامران کو اندھا کردیا جائے ۔ جب بادشاہ یہ حکم دے کر روانہ ہوگئے تو کوئی شخص مرزا کامران کی آنکھوں پر نشتر نہیں چلاتا تھا ۔ لوگ آپس میں ایسے شخص کو تلاش کرتے تھے۔ اتنے میں سلطان علی بخشی نے (علی) دوست ایشک آقا سے کہا کہ تو نشتر مار۔ علی دوست نے جواب دیا کہ " جب تو کسی کو ایک شہرخی بھی دیتا ہے تو حضرت بادشاہ سے عرض کردیتا ہے ۔ میں حضرت بادشاہ کے حکم کے بغیر صرف تیرے کہنے سے یہ کام کیسے کرسکتا ہوں ۔ کل اگر حضرت بادشاہ نے دریافت کیا کہ یہ کام تو نے کیوں کیا اور ہمارے بھائی کو بیکار کردیا تو کیا میں اس وقت یہ کہوں گا کہ سلطان علی نے کہا تھا ۔ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا "۔ وہ آپس میں یہی گفتگو کر رہے تھے ۔ جوہر خاکسار نے کہا کہ میں جاکر، بادشاہ سے عرض کرتا ہوں ۔ علی دوست نے بھی (ترکی میں) بادشاہ سے عرض کیا کہ اے بادشاہ ، تابعداروں میں کوئی شخص یہ کام نہیں کرتا ۔ حضرت بادشاہ نے ترکی میں گالی دیکر فرمایا کہ تجھ کو کیا ہو گیا ہے، تو تعمیل کر ۔ اس حکم کے بعد لوگ مرزا کامران کے پاس آئے اور غلام علی نے مرزا سے عرض کیا کہ اے مرزا یہ بات اگر میں خود کہتا ہوں تو خدائے تعالیٰ میری زبان گدی سے کھینچ لے لیکن حضرت بادشاہ کے حکم میں چارہ نہیں ۔ حکم یہی ہے کہ تمہاری آنکھوں پر نشتر مارا جائے۔ مرزا نے کہا کہ مجھ کو مار ڈالو ۔ غلام علی نے جواب دیا ، خداوند کون مار سکتا ہے ۔ پھر وہ اس کام کو انجام دینے کی فکر میں لگ گئے ۔ اس کے ہاتھ میں رومال تھا ، اس کا گولہ بنایا اور اس فراش نے جس نے مرزا کے پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا

---

۱ اس موقع پر جوہر کے واضح الفاظ یہ ہیں " مزاج بادشاہاں دارند " ارسکن نے " ہیچ میدانی کہ مرا خواہند کشت " کا ترجمہ یہ کیا ہے " Do you know what is to be done with me. " اور " مزاج بادشاہاں دارند " کا ترجمہ " Kings know the revenues of kings " کیا ہے ، شاید مزاج کو ' خراج ' اور ' دارند ' کو دانند پڑھ کر ترجمے کو بالکل مہمل بنا دیا ہے ۔ (Ibid, vol. II, p. 413) ۔

۲ دوسری تاریخوں میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے ۔ لشکر کے امرا اور علماء کا اصرار تھا کہ کامران کو قتل کیا جائے ۔ لیکن ہمایوں نے اس کو اندھا کرنے ہی پر اکتفا کیا ۔

تھا میرزا کے منہ میں ٹھونس دیا ۔ اس کے بعد وہ میرزا کے ہاتھ پکڑ کر خیمے سے باہر لائے اور مرزا کو لٹا کر اس کی آنکھوں میں نشتر لگایا ۔ الاماشاءاللہ پچاس نشتر مارے (۱) لیکن اس بہادر مرد نے دم بھی نہ مارا ، جو شخص میرزا کے زانو پر بیٹھا تھا مرزا نے اس سے صرف یہ کہا کہ تو میرے زانو پر کس لئے بیٹھا ہے ، جب تک تمہارا اطمینان نہ ہوگا ، تم نہ چھوڑو گے ۔ سوائے اس بات کے اور کچھ نہ کہا اور مردوں کی مانند مستقل مزاج رہا ۔ کردی (۲) بیوہ‌دار نے اس کی آنکھوں میں نمک چھوڑ دیا ۔ اس مجبوری کی حالت میں اس نے اللہ کا نام لیا اور اس کے بعد یہ الفاظ کہے '' اے خدا ! دنیا میں جو کچھ میں نے کیا اس کی سزا مجھے ملی ۔ عقبیٰ میں (معافی کا) امید وار ہوں،، ۔ اس کے بعد مرزا کو سوار کر کے لشکر میں لائے ۔ قریب ہی سلطان فیروز شاہ کا بنایا ہوا ایک باغ تھا ، اسی میں قیام کیا کیونکہ ہوا گرم ہوگئی تھی ۔ اس کے بعد سوار ہوکر لشکر میں آگئے ۔ مرزا قاسم (کوہ) پور کے خیمے کھڑے تھے وہیں اترے ۔ جوہر فقیر کہتا ہے ، چونکہ مرزا کو بہت زیادہ بیتاب اور پریشان دیکھا تھا اس کے سامنے ٹھہر نہ سکا ، اپنی قیام‌گاہ پر آیا اور کارخانے میں آکر متفکر ہوں ۔ علی دوست سلطان باربیگی ، غلام علی شش انگشت داروغہ فراش خانہ اور فقیر جوہر گھوڑے دوڑا کر بادشاہ کی خدمت میں گئے سر جھکائے بیٹھا تھا کہ اس فقیر پر بادشاہ کی نظر پڑی ۔ جان محمد کتاب دار کو فقیر کی طرف روانہ کیا کہ اس غلام سے دریافت کرے کہ وہ جس کام پر متعین کیا گیا تھا اس کا کیا انجام ہوا اور اس جگہ پر کیسے آیا ۔ بندہ خاکسار جوہر نے عرض کیا کہ جس کام پر میں بھیجا گیا تھا وہ پورا ہوگیا ۔ حضرت بادشاہ نے فرمایا اب تو وہاں مت جا اور غسل کا پانی تیار کر ۔ اس کے بعد حضرت بادشاہ کوچ کرتے

---

۱ پیش نظر نسخوں میں کتابت کی خرابی سے عبارت مہمل ہوگئی ہے ۔ اس واقعے کو ارسکن نے جس طرح بیان کیا ہے اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو ترجمے میں ادا کیا گیا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے تذکرۃالواقعات کا جو نسخہ اس کے زیر مطالعہ تھا اس میں عبارت واضح اور صاف تھی ۔
جوہر نے پچاس نشتر مارنے کا جو واقعہ بیان کیا ہے مبالغے سے خالی نہیں معلوم ہوتا ۔ آنکھ جیسے نازک عضو پر پچاس نشتر لگنے کے بعد زندہ رہنا قرین عقل و قیاس نہیں ۔ صاحب طبقات اکبری نے اس واقعے کی نسبت صرف اتنا لکھا ہے کہ '' غلام علی شش انگشت بہ نیشتر چشم مرزا را از بینائی عازل ساخت (ص ۲۱۹ طبع نولکشور سنہ ۱۸۷۵ء)

۲ پیش نظر نسخوں میں اسی طرح لکھا ہے ۔ ارسکن کے الفاظ یہ ہیں '' تب انھوں نے اس کی آنکھوں میں لیمو کا عرق اور نمک ڈالا ،،

Marfat.com

ہوئے پیرانہ (۱) جانوہ کے علاقے میں پہنچے ۔ پیرانہ مذکور نے آکر شرف قدم بوسی حاصل کیا ۔ سلطان آدم نے پیرانہ کے لئے درخواست کی اور حضرت بادشاہ نے اسے سلطان آدم کے حوالے کیا ۔ کرچھاک کے مقام پر کم و بیش پچاس گاؤں کے لوگ درس سنکر کی طرف سے جمع ہوئے تھے حضرت بادشاہ نے اس پر حملہ کیا ۔ سنکر کو شکست ہوئی اور بہت سے آدمی گرفتار ہوئے ۔ حضرت بادشاہ نے حکم دیا کہ جس کو رہا کریں اس سے روپیہ لے کر رہا کریں ۔ لشکر کے ہر ایک آدمی کو اس کے لائق حصہ ملا ۔ اس کے بعد حضرت بادشاہ نے کشمیر کا ارادہ کیا ۔ تمام امرا نے متفقہ طور پر کہا کہ یہ کشمیر جانے کا وقت نہیں ھے ۔ حضرت بادشاہ نے اصرار کیا ۔ شاہ ابوالمعالی نے کشمیر جانے کے سبب سے ایک مغل کے تیرمارا کہ فوراً کشمیر کی طرف روانہ ہو کیونکہ بغیر روانہ ہوئے چارہ نہیں ۔ جب امرا نے دیکھا کہ حضرت بادشاہ مصر ھیں تو جمع ہوکر سلطان آدم کے پاس گئے اور اس سے واقعہ کہا ۔ اس نے حضرت بادشاہ کے پیر پکڑکر عرض کیا کہ اس موقع پر کشمیر جانے کا ارادہ ملتوی فرمائیں ۔ یہ بھی سنا گیا ھے کہ اسلام خان سور نے اس طرف کا ارادہ کیا ھے ۔ اور وہ افغان جو قلعہ رھتاس کو چھوڑ کر دریائے چناب کے پار چلے گئے تھے پھر اسی دریا پر واپس آگئے ھیں بہتر یہ ھے کہ اس مرتبہ کابل اور قندھار کو تشریف لے چلیں اور وہاں سے خان خانان بیرم خان کو ساتھ لے کر آئیں ۔ ہندوستان بھی ھاتھ آجائے گا کشمیر بھی ۔ اب دریائے سندھ کو درمیان میں کرلیں ۔ دیکھیں خدائے جل جلالہ کی طرف سے کیا ظاہر ہوتا ھے ۔

---

۱ جانوہ ایک قبیلہ تھا جو بھیرہ کے علاقہ میں آباد تھا ۔ پیرانہ اس کا سردار تھا ۔ (دیکھو ارسکن ۔ جلد دوم ۔ صفحہ ۲۱۹)

Marfat.com

اٹھائیسویں فصل

حضرت بادشاہ کا کابل اور قندھار کی جانب روانہ ہونا اور میرزا کامران کو مکہ معظمہ جانے کی اجازت دینا

جب حضرت بادشاہ نے سفر کا ارادہ کیا تو سلطان آدم نے عرض کیا کہ اس علاقے کے آدمیوں کو بہت نقصان پہنچا ہے - ایسا نہ ہو کہ حضرت بادشاہ کی روانگی پر یہ لوگ بغاوت کریں - مصلحت یہ ہے کہ منادی کردی جائے کہ حضرت بادشاہ رھتاس کا محاصرہ کریں گے - جب آدمیوں میں یہ منادی ہو جائے تو اپنی اپنی جگہ قرار سے رہیں گے اور تسکین و آرام حاصل کریں گے - اس کے بعد (حضرت) کوچ فرمائیں - چنانچہ حضرت بادشاہ نے حکم دیا اور منادی کردی گئی - اس کے بعد کوچ کرتے ہوئے دریائے سندھ پر آئے ، یہاں سے مرزا کامران کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا اور خود بدولت پشاور پہنچے (۱) اور حکم دیا کہ یہاں قلعہ تیار کیا جائے امرا نے اس جگہ قلعہ بنانے کی مخالفت کی - حضرت بادشاہ نے فرمایا کہ جب میں کشمیر جانا چاہتا تھا تو تم نے منع کیا اور اب اس جگہ قلعہ بنانے سے منع کرتے ہو - اگر اس کے بعد توقف کرنے کے متعلق کچھ کہو گے تو ہماری ناراضگی کا باعث ہوگا (۲) جس روز پہنچے تھے اسی روز قلعے کی بنیاد ڈال دی گئی - سات روز میں قلعہ مکمل ہوگیا دلازاکوں کی جو گیہوں کی فصل کھڑی تھی اس کو کاٹ کر قلعے کے اندر لائے اور ذخیرہ جمع کیا - جمعہ کے دن خطبہ پڑھا ، سکندر خاں اوزبک کو سروپا مرحمت فرمایا اور قلعہ سکندر کے حوالے کیا عصر کی نماز

---

۱ بایزید نے قلعہ پشاور کا نام بکرام لکھا ہے - ارسکن نے بھی غالباً اسی بنیاد پر لکھا ہے کہ قلعہ بکرام کی مرمت کا حکم دیا جو اب پشاور کہلاتا ہے -

۲ قلعہ پشاور کی مرمت ہند پاکستان پر حملہ کرنے اور کھوئی ہوئی سلطنت واپس لینے کے لیے ضروری تھی - ہمایوں کو اس کی اہمیت کا پورا اندازہ تھا اس کے امرا اور افسران لشکر چاہتے تھے کہ جلد از جلد کابل اور اپنے وطنوں کو واپس چلے جائیں - (دیکھو بایزید - صفحہ ۱۶۱)

Marfat.com

کے بعد سوار ہوگئے اور متواتر کوچ کرتے ہوئے کابل پہنچے اور عقابین پر آئے، خوشی اور اطمینان کے ساتھ جشن نو روز منایا ۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد قندھار روانہ ہوئے ۔ وہاں تین مہینے تک بخیر و عافیت قیام رہا ۔ اس کے بعد پھر کابل واپس آئے ۔ خان خاناں بیرم خاں کو دریائے ترنک (۱) تک جو غزنین اور قندھار کے درمیاں ہے ساتھ لائے اور دریائے مذکور سے قندھار واپس جانے کی اجازت دی اور عہد لیا کہ موسم سرما کے بعد کابل آئے گا، اور اس وقت انشاءاللہ ہندوستان کی طرف (جانے کا) ارادہ کریں گے ۔ اس کے بعد خود بدولت کابل تشریف لائے ۔ حاجی محمد خاں کو کہ غزنین میں تھا، اس کے دل میں بادشاہ کی طرف سے میل تھا ۔ جب خان خاناں بیرم خاں قندھار سے حضرت بادشاہ کی خدمت میں آیا تھا تو حاجی محمد خاں مذکور کو بھی دلاسا دے کر اپنے ہمراہ کابل لے آیا تھا، لیکن حاجی محمد خاں بھاگ کر پھر غزنین چلا گیا ۔ حضرت بادشاہ بہت اطمینان دلاکر اس کو لے آئے لیکن دلوں میں ملال باقی رہا ۔ حضرت بادشاہ افلاع لمغانات میں آئے ۔ حاجی محمد خاں نے اپنا علم و نقارہ توڑ ڈالا ۔ یہ خبر حضرت بادشاہ کو پہنچی ۔ حاجی محمد اور اس کے بھائی شاہ محمد کو گرفتار کرلیا گیا ۔ (بادشاہ نے) فرمایا تو اپنی خدمات لکھ اور ہم تیری خطائیں لکھیں تاکہ معلوم ہو کہ اس عرصہ میں تیری خدمات زیادہ رہی ہیں یا خطائیں ۔ اگر تیری خدمات زیادہ ہوں گی تو ہم تیری خطائیں معاف کردیں گے اور اگر خطائیں زیادہ ہوئیں تو ملازمت سے تجھ کو علیحدہ کرکے قتل کرادیں گے ۔ آخر کار اس نے اپنی خدمات لکھیں اور حضرت بادشاہ نے اس کی خطائیں ۔ خطائیں خدمات سے زیادہ نکلیں ۔ حضرت بادشاہ نے حاجی محمد خاں کو قید کرلیا اور چند روز بعد دونوں بھائیوں کو قتل کروا دیا (۲) کوچ کرکے کابل تشریف لے آئے ۔ خان خاناں کو قندھار کی جانب روانہ فرما دیا اور فرمایا کہ موسم سرما کے بعد تم آجاؤ تاکہ ہندوستان کا رخ کریں ۔ حضرت

---

۱ بایزید نے لکھا ہے کہ منزل نغز تک بیرم خان ساتھ رہا (ص ۱۰۱) ارسکن نے 'سکر' لکھا ہے (ص ۵۰۸) ۔

۲ جوہر نے یہ واقعہ غلط موقع پر لکھا ہے ۔ حاجی محمد اور اس کے بھائی کو اس وقت نہیں بلکہ اس زمانے میں قتل کیا گیا تھا جب کہ ہمایوں مرزا کامران کی بغاوت فرو کرنے میں مصروف تھا ۔ یہ کئی سال پہلے کا واقعہ ہے ۔ (تفصیل کے لئے دیکھو ہسٹری آف انڈیا ' از ارسکن ج ۲ ص ۴۰۰ و ۳۹۹) ۔

بادشاہ اکثر سیراب باران، خواجہ سیاران اور خواجہ ریگ روان (۱) کی سیر فرماتے تھے - سمرقند و بخارا اور دیگر ممالک کے عمائد اور بہادروں کو اطلاع دیتے رہتے تھے، بعض کو تحائف بھیجتے تھے اور ان کو لکھتے تھے کہ ہمارا ارادہ ہندوستان کی طرف متوجہ ہونے کا ہے - انشاء اللہ، اگر تم بھی آؤ تو کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ ضرور آؤ تاکہ ایک بار ہندوستان کا شکار کریں اور دیکھیں کہ اللہ جل جلالہ و عم نوالہ، و عظمت (۲) شانہ کی مشیت کیا ہے، اس کے بعد خیریت کی دعا فرماتے تھے -

---

۱ خواجہ سیاران اور خواجہ ریگ روان اصل نسخے میں یہ نام بہت غلط طریقہ سے لکھے گئے ہیں -
۲ عظم شانہ ہونا چاہئے -

Marfat.com

انتیسویں فصل

حضرت بادشاہ کا اقبال و کامرانی اور دولت ابدی کے ساتھ ہندوستان کی طرف روانہ ہونا اور اس کو فتح کرنا

نخشبی روزگار منقلب است　　پاسبانی دهد به جمشیدے
راحتے کو ز محنتے بیروں　　روز اول که دید خورشیدے

عقلاں روزگار گرد نده ست　　غم و شادی درو پیہم باشد
راحتے کس مدام کم بیند　　محنتے هم مدام کم باشد

جب حضرت بادشاہ مبارک گھڑی میں کابل سے جلال آباد تشریف لائے تو وہاں سے ایک جالہ (۱) پر بیٹھ کر بڑی خوشی و خرمی کے ساتھ پشاور تک آئے۔ یہاں دو روز قیام کیا۔ سلطان ادم کے نام ایک فرمان صادر فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ ہم ہندوستان کا رخ کریں گے۔ اس کے بعد متواتر کوچ کرتے رہے اور منزلیں طے کرکے دریائے سندھ پر پہنچے۔ دریا عبور کیا ہی تھا کہ خاکسار جوہر کی نظر نئے چاند پر پڑی۔ حضرت بادشاہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کی کہ اے بادشاہ عالم نیا چاند، دریا عبور کرنا اور ہندوستان میں داخل ہونا مبارک ہو۔ حضرت نے تین مرتبہ انشاءاللہ، فرمایا۔ اس کے بعد کوچ کرتے ہوئے برہالہ کے اطراف میں پہنچ گئے۔ اس مقام پر حضرت بادشاہ نے خاکسار جوہر سے فرمایا کہ شاہزادۂ عالمیاں و نور دیدۂ جہانیاں کو غسل دے کر کپڑے پہناؤ اور ہماری خدمت میں حاضر کرو۔ شاہزادۂ عالمیاں نے فرمایا کہ میں تمہارے سامنے برہنہ نہیں ہوسکتا، مجھے اپنا جسم برہنہ کرنے سے شرم آتی ہے۔ خاکسار جوہر نے عرض

---

۱ جالہ، پانی عبور کرنے کا ایک آلہ یعنی چوکھڑا یا گھڑنائی جو مٹی کے برتنوں اور دوسری چیزوں سے بنایا جاتا ہے اور اس پر بیٹھ کر دریا سے عبور کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

کیا کہ اگر حضور کی رائے ہو تو رفیق کو بلاؤں ۔ فرمایا ' ایسا ہی کرو ، ۔ رفیق کے آنے پر غسل فرمایا اور کپڑے پہن کر تشریف لے آئے ۔ خاکسار جوہر حضرت بادشاہ کے حضور میں لے گیا ۔ حضرت بدولت خود قبلہ رو بیٹھے اور شاہزادۂ عالمیان کو اپنے سامنے بٹھایا اور بار بار کچھ پڑھتے تھے اور شاہزادۂ عالمیان کے منہ پر دم کرتے تھے ۔ اس قدر اظہار خوشنودی فرماتے تھے کہ گویا (تمام) نعمت و اقبال و کامرانی اور دولت جاودانی اسی روز انہیں مرحمت ہوگئی ہے ۔ اس کے بعد وہاں سے برہالہ سے چار کوس پر قیام فرمایا اور ارشاد ہوا کہ ہم بشارت نیک یعنی شگون لیں گے اور سپاہیوں کا ضروری سامان ملاحظہ کریں گے ۔ ہم الف سے شروع کریں گے اور چونکہ آفتابچی میں الف ہے اس لئے آفتابچیوں کو چاہئے کہ اسلحہ لگائیں ۔ لشکر خاں عرف محمد حسین آیا اور آفتابچیوں کو یہ حکم پہنچایا ۔ اس حکم کے بموجب خاکسار جوہر ، مہتر صبیح ، توفیق اور دیگر آفتابچیوں نے ہتھیار لگائے اور کھڑے ہوگئے ۔ حضرت بادشاہ ان کو دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا ' مبارک ہو ہم نے نیک شگون لے لیا ۔ ملازمین میں سے بھی ہر ایک نے مبارکباد پیش کی کہ انشاءاللہ تعالیٰ حضرت کی دعا نیک خواہوں کے حسب منشاء مقبول ہوگی ۔ آمین یا رب العالمین ۔ ساز و سامان ملاحظہ کرانے کے بعد افتابچیوں اور چند غلاموں مثل مہتر سہاگا و فرہاد خاں اور بعض احباب نے عرض کیا کہ ہم نے واجبی سامان باندھ لیا ہے ۔ حضرت بادشاہ نے فرمایا وہ جو ساز و سامان رکھتے ہیں ہمکو معلوم ہے لیکن ہم نے شگون لیا ہے (اور ہمیں کامیابی کی) امید ہے ۔ اس کے بعد دولت و اقبال کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے چناب کے قریب پہنچے ، دریائے چناب چار کوس باقی تھا کہ حضرت بادشاہ کی نظر مبارک ایک بلند جگہ پر پڑی ۔ اسی جگہ حکم دیا کہ شامیانے کھڑے کئے جائیں اور مغزیات سے آش تیار کیا جائے ۔ اس کے بعد شامیانے کھڑے کئے گئے اور آش تیار کیا گیا ۔ آش نوش فرمایا اور امرا کو (خدمات پر) متعین کیا ۔ خانخانان بیرم خاں ، سکندر خاں اوزبک ، تردی بیگ خاں ، لال بیگ اور سلطان کے بعض امرا کو رخصت فرمایا اور حکم دیا کہ دامن کوہ کے اطراف و جوانب کو زیر کرتے ہوئے جالندھر تک جائیں اور معلوم کریں کہ گرد و نواح میں کہیں افغان ہیں اور حضرت بادشاہ کو مطلع کریں ، اگر نہ ہوں تو دریائے ستلج کو عبور کر کے خطۂ سرہند میں پہنچ جائیں ۔ میر منشی اور شہاب خان ، فرہاد خاں عرف مہتر

Marfat.com

سکھائی (۱) داروغہ توشہ خانہ مہتر صبیح آفتابچی اور چند اور لوگوں کو لاہور کی طرف روانہ فرمایا ۔ اسی عرصہ میں بریا آبدار (۲) نے عرض کیا کہ میرے اہل و عیال لاہور میں ہیں، حکم ہو تو ان کی خیر و عافیت معلوم کر آؤں ۔ حضرت نے فرمایا، اگر تو وہاں چلا گیا تو پانی کی گردنی کون آٹھائے گا ۔ خواجہ سلطان علی میر بخشی نے عرض کیا کہ آس کا بھائی فتح اللہ آٹھائے گا ۔ حضرت بادشاہ نے قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اچھا وہ جاسکتا ہے ۔ ہم گردنی کسی اور کے سپرد کردیں گے ۔ آس کے بعد گردنی خاکسار جوہر کے حوالے فرمائی۔ بریا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ آس کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر گردنی کسی اور خدمت گار کے سپرد کردی تو خدا جانے پھر ملے یا نہ ملے ۔ اس خیال سے پریشان ہوکر ایک رات گزرنے کے بعد واپس آگیا ۔ چونکہ گردنی فقیر جوہر خاکسار کے سپرد فرمادی تھی، آس نے عرض کیا کہ یا حضرت، فقیر آب دار خانے میں رہے یا آفتاب خانے میں ۔ حکم ہوا کہ آفتاب خانے میں، لیکن ایک پانی پینے کا پیالہ، ایک چینی کا پیالہ اور ایک گردنی اپنے پاس رکھ ۔ پانی کے کوزے کو بے مہر کے نہ چھوڑ اور رات میں پانی کی گردنی کو خالی رکھ ۔ جب ہمارے واسطے پانی لائے اور ہمکو پلائے تو چینی کے پیالے میں پلا ۔ سواری کے وقت گردنی لے کر سوار ہو ۔ حضرت بادشاہ نے یہ ہدایتیں فقیر جوہر کو دیں ۔

اب نفس مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں :- جب بریا رات گزرنے کے بعد واپس آیا تو کوچ کے وقت وہ گردنی طلب کرنے کے لئے جوہر کے پاس آیا ۔ چونکہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان مشہور ہے، جوہر نے اپنی نادانی سے گردنی بریا کے حوالے کردی ۔ جب سواری کے وقت حضرت بادشاہ نے گردنی بریا کے ہاتھ دیکھی تو دل ہی دل میں پیچ و تاب کھایا اور جب وضو کرنے کے لئے بیٹھے تو فقیر جوہر کے منہ پر ایک طمانچہ مارا ۔ چونکہ اس پر خاص لطف و عنایت فرماتے تھے اس لئے اسی پر اکتفا فرمایا، اور کہا ہم نے ایک خدمت تیرے سپرد کی تھی تونے پھر اس کے حوالے کردی ۔ الغرض جو امرا جالندھر کی طرف بھیجے گئے

---

۱ مہتر سکھائی اصل نام تھا اور فرہاد خان خطاب، جو ہمایوں نے لاہور کا حاکم بنانے وقت عطا کیا تھا ۔ یہ تقرر آن واقعات کے بعد ہوا تھا لیکن جوہر نے پہلے ہی سے آس کو فرہاد خان لکھنا شروع کردیا ہے ۔ دیکھو تفصیل کے لئے تاریخ ہمایوں و اکبر ص ۱۹۲ ۔

۲ بریا آب دار ۔ یہ نام اصل نسخے میں اسی طرح لکھا ہے ۔ اسٹورٹ نے اس کو ہربی لکھا ہے ۔

Marfat.com

تھے دریائے ستلج کو ماچھیواڑہ سے عبور کرکے سرہند پہنچ گئے اور تاتار خاں کاشی کا جو کچھ مال و خزانہ تھا سب لوٹ لیا - (۱) حضرت بادشاہ کلانور میں تشریف لائے اور چند روز یہیں قیام کیا - شاہ ابوالمعالی اور حضرت بادشاہ نے آپس میں یہ طے کیا کہ پہاڑی علاقے میں جائیں - امرا اس پر تیار نہ تھے - لیکن حضرت بادشاہ کے سامنے عرض نہیں کرسکتے تھے - مگر بندہ خاکسار جوہر نے ذمہ داری لے کر عرض کیا کہ حضرت بادشاہ کی رائے ہے کہ پہاڑوں میں گھس جائیں ؟ حضرت نے فرمایا کہ تیرا منشا کیا ہے ؟ بندہ جوہر نے عرض کیا کہ اس زمانے میں کام بہت ہے - آیندہ جو حکم ہو - حضرت بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا ہم لاہور کی جانب جائیں گے - آخر یہی طے ہوا اور لاہور کی طرف روانہ ہوگئے - لاہور سے دس کوس پر ایک مقام پتہ بھری (۲) ہے وہاں قیام فرمایا - لاہور کے معززین اور سادات ، مخدوم الملک شیخ عبداللہ میاں حاجی مہدی ، قضاۃ اور دوسرے لوگوں نے حضرت بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے پیام بھیجا کہ ہمارے اور مخدوم الملک کے درمیان جھگڑا ہے - ایک جگہ ایک وقت میں حاضر ہوکر خدمت سے مشرف نہیں ہوسکتے - حضرت بادشاہ نے فرمایا ،، ہم تمہارے درمیان صلح کرانے آئے ہیں تاکہ تم میں باہم خلوص و محبت ہو - اب تم کو اختیار ہے - آخر کار یہ طے پایا کہ مخدوم الملک پہلے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس کے بعد میاں حاجی مہدی جب مخدوم الملک اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضرت بادشاہ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے تو بعد ملاقات حضرت بادشاہ نے فرمایا کہ طرفین کی یہ ملاقات حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہما السلام کی ملاقات یاد دلاتی ہے - الحمد للہ رب العالمین - گفتگو کے بعد نان ور شربت پیش کیا گیا - کھانے اور پینے کے بعد خیر و عافیت کے لئے دعا کی - اس کے بعد میاں حاجی مہدی حضرت بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو گفتگو مخدوم الملک سے ہوئی تھی ان سے بھی ہوئی ، اور نان و شربت پیش کیا گیا - حاجی مہدی نے کہا ' میں غیروں کے گھر کھانا

---

۱ جوہر نے فتح پنجاب کے واقعات کو بہت مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے - لیکن اکبر نامہ ، طبقات اکبری اور دوسری ہم عصر تاریخوں میں یہ واقعات تفصیل کے ساتھ موجود ہیں - مثال کے طور پر دیکھو طبقات اکبری ص ۲۲۰ -

۲ اسٹورٹ کے نسخے میں یہ نام نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ جب بادشاہ لاہور سے دس کوس کے فاصلے پر تھا تو وہاں کے عمائد وغیرہ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے -

Marfat.com

نہیں کھاتا، حضرت بادشاہ نے فرمایا ' گیہوں کابل کے ہیں اور خود کاشت زراعت کے ہیں۔ شربت کابل کے تربوزوں سے نکلا ہوا آیا ہے (۱) جس کے گھوڑے ابھی پہنچے ہیں اور ہندوستان ہنوز قبضے میں نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ کھانا بے شبہ ہے۔ حاجی مہدی نے جواب دیا کہ بیشک شبہ کی گنجائش نہیں ہے لیکن میں اکثر کسی کے گھر کھانا نہیں کھاتا (۲) حضرت بادشاہ نے فرمایا ' ہمارا جو قاعدہ اور طریقہ ہے ہم اسے بجا لائے، آیندہ تم کو اختیار ہے'۔ اس کے بعد وہاں سے کوچ کر کے دولت و اقبال کے ساتھ لاہور پہنچے اور یہ قرار پایا کہ گرد و نواح کے پرگنوں کی تحصیل کے لئے خاص خدمت گار مقرر کرنا چاہئیں اور فقیر جوہر کو پرگنہ ہیبت پور بینی کے لئے نامزد کیا۔ یعقوب زرین قلم نے عرض کیا کہ جوہر کو پرگنہ ہیبت پور بینی کے لئے حکم ہوا ہے اس کی اجازت ملنی چاہئے۔ حضرت بادشاہ نے فرمایا ' اے غلام تونے سنا ہے، ایک مغل لشکر سے باہر آیا اور بائیں جانب کے ایک شخص سے دو کمل لے لئے اور کہا (۳) اے بردک میں تحصیل کے لئے جا رہا ہوں۔ اس حکم کے سن نے کے بعد جوہر نے عرض کیا ہاں بادشاہ سلامت ایسا ہی ہے۔ لیکن انشاءاللہ تعالیٰ حضرت بادشاہ کے جوتوں کی برکت سے اور بادشاہ کے ہاتھ دھلانے کے تصدق میں کام صحیح طریقہ پر انجام پائے گا۔ پھر فرمایا ' بھلائی چاہتے ہو تو اچھا ہے اور بدی کے لیے تو سزا اور تنبیہہ مقرر ہے — فی الجملہ جب فقیر جوہر پرگنہ' مذکور میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ افغانوں کے اہل و عیال بنیوں کے پاس رہن ہیں اور اتنا روپیہ میسر نہیں ہے جس سے کسی طرح چھٹکارے کی کوئی صورت ہو۔ بندہ نے جہاں کہیں افغانوں کا غلہ مل سکا، کھیتی وغیرہ میں سے نکال کر فروخت کیا اور بنیوں کا روپیہ ادا کر کے اُن کے اہل و عیال کو چھڑایا۔ یہ واقعہ بادشاہ تک پہنچا۔

---

۱ اصل نسخوں کی عبارت بے ربط اور غلط ہے۔ زیر نظر نسخوں میں ' کہ جو رسیدہ اند ' لکھا ہے۔ غالباً ' جرہ ہایش رسیدہ اند ' ہوگا۔

۲ اصل عبارت یہ ہے ' اما اکثر این جانب از خانہ کسے نمی خورد '۔

۳ مطلب یہ ہے کہ کسی مغل کو مال گزاری وصول کرنے کا کام سپرد کیا گیا تھا اس نے اپنے علاقے میں کسی شخص کے کاندھے سے کمبل اتار لئے اور کہا میں تحصیل کرنے کے لئے مقرر ہوا ہوں۔

Marfat.com

پسند کیا اور فرمایا ایک ہفتہ قبل ہم نے کہا تھا کہ نیکی کا بدلا نیک ملے گا۔ پھر عزت افزائی کی اور نثارخاں لودھی کا ضبط کیا ہوا خزانہ فقیر جوہر کے سپرد کیا۔

اب یہاں سے عمر خاں گھکر کی لڑائی کا حال بیان کیا جاتا ہے — (عمر خاں مذکور) چاہتا تھا کہ بارہ ہزار سوار لے کر ملتان کی طرف پرگنہ جوہی اور پرگنہ فیروز پور کے درمیان جائے اور ہندوستان میں افغانوں سے جا ملے۔

———

فصل تیسویں

عمرخاں گہکر پر شاہ ابوالمعالی کی پہلی فتح

حضرت بادشاہ کو جب علم ہوا کہ محمدعمرخاں گہکر پرگنہ' جوھی اور فیروز پور ہو کر دریاے بیاہ کو بائیں طرف چھوڑ کر ہندوستان جارہا تو حضرت بادشاہ نے اپنے آمرا سے مشورکیا - اس پر سب کا اتفاق ہوا کہ اس وقت اس سے لڑنا مناسب ھے - حضرت بادشاہ نے شاہ ابوالمعالی ، و محمد قلی پلاس ، خان زماں ، بہادر خاں اله قلی اندرانی اور چند دیگر آمرا کو عمرخاں کے مقابلے کے واسطے متعین فرمایا - وہ کوچ کرتے ہوئے پرگنہ' جوھی پہنچے - اس طرف سے عمر خاں بارہ ہزار سوار کے ساتھ آگیا - حضرت بادشاہ کے آمرا کے ساتھ صرف سات سو سوار تھے - فریقین میں لڑائی شروع ہوئی - افغانوں نے ابوالمعالی پر حملہ کیا - شاہ ابوالمعالی کے سر پر تلواروں کے سائے کے سوا اور کچھ نہ تھا - اور قریب تھا کہ شاہ ابوالمعالی کو گھوڑے پر سے گرالیں - اس وقت مریدوں میں سے امیر سعدان شاہ یکہ طبل باز اور قورچیوں میں چند آدمیوں نے جن کو شاہ طماسپ صفوی نے حضرت بادشاہ کے ساتھ مقرر فرمایا تھا خود کے چمڑے کے ٹکڑے کر کے سر پر رکھے(۱) اور شور کرتے ہوے اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوے لڑائی میں شاہ ابوالمعالی کے پاس پہنچ گئے اور عمر خاں گہکر پر حملہ کر کے اس کو گھوڑے سے گرادیا - افغانوں نے شکست کھائی اور بہت سے گرفتار ہو گئے - خیال کیجئیے ، کہاں سات سو سوار اور کہاں بارہ ہزار ! لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم مدد پر تھا اور اقبال و کامرانی شامل حال تھے اس لئے فتح جاودانی نصیب ہوئی - پہلی فتح جو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی یہ تھی -

---

(۱) پیش نظر نسخوں میں فارسی عبارت واضح اور صاف نہیں معلوم ہوتی- ترجمہ سیاق کے اعتبار سے کیا گیا ہے-

Marfat.com

شاہ ابوالمعالی اور دیگر امرا نے ایک عرضداشت اس فتح عظیم کی مبارکباد میں حضرت بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی ۔ حضرت بادشاہ نے نہایت مہربانی و دلدہی کے ساتھ جواب تحریر فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے مراتب و مناصب آپ کی خیر اندیشی کے مطابق مقرر ہوں گے ، اطمینان رکھیں ، اور جو افغان گرفتار ہوئے ہیں سب کو یہاں لے آئیں ۔ فرہاد خاں نے عرض کیا کہ حضرت بادشاہ نے اللہ کے سامنے کچھ عہد کیا تھا ۔ فرمایا کہ مجھے یاد نہیں ، تمہیں یاد دلاؤ ۔ فرہاد خاں نے کہا کہ حضرت نے عہد کیا تھا کہ کسی کو قید نہ کریں گے ۔ فرمایا کہ ہاں جو کچھ تم کہتے ہو ٹھیک ہے ، جاؤ اور تمام قیدیوں کو آزاد کردو ۔

———

Marfat.com

اکتیسویں فصل

ساچھیواڑہ کی فتح

جس وقت فرہاد خاں کو قیدیوں کے آزاد کرنے کا حکم ملا ، ایک عرضداشت بیرم خاں ، سکندر خاں ازبک ، لالہ بیگ ، شاہ قلی نارنجی (۱) اور دوسرے امرا کی طرف سے پہنچی کہ تتار خاں کاشی ، حبیب خاں سلطانی ، فتح برادر مبارک خاں اور ایسے ہی دوسرے امرا جو سرہند کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اس وقت وہ سب جمع ہوکر آے ہیں ، جو کچھ حکم ہو بجا لائیں ۔ حضرت بادشاہ نے ایک فرمان صادر فرمایا کہ تمکو معلوم ہے کہ شاہ ابوالمعالی نے جو بہت کم عمر ہے اور جس نے کبھی لڑائی نہ لڑی تھی نہ دیکھی تھی صرف سات سو سوار سے عمر خاں گکھڑ کے بارہ ہزار سواروں کو پسپا کر کے غارت کردیا ۔ تم نے جو ہماری خدمت میں عرضداشت لکھی ہے اس سے تمھارے دل میں کیا خیال آرہا ہے ، شائد تم لوگ جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے ،، ۔ اس فرمان کے پہنچنے سے امرا کی بہادری اور دلیری بڑھ گئی ۔ افغانوں نے جن کے دماغ میں غرور اور گھمنڈ بھرا ہوا تھا دریاے ستلج کو ماچھیواڑہ کے قریب عبور کرنے کے لئے پل بنایا تھا اور سوچا تھا کہ جب بھاگیں گے تو پل کے اس راستے میں سے گزر کر کسی دوسرے کو نہ جانے دیں گے ۔ لیکن چونکہ غرور اور گھمنڈ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے حضرت ذوالجلال والاکرام نے اپنے الطاف نامتناہی سے حضرت بادشاہ کی امداد فرمائی اور حضرت بادشاہ کے امرا اسی پایاب سے گذرے جہاں افغانوں نے پل بنایا تھا اور جو آگ افغانوں نے گاؤں میں لگادی تھی اسی کی روشنی میں افغانوں کو تیروں اور گولیوں کا نشانہ بنایا ۔ افغانوں میں بھاگڑ پڑ گئی اور اقبال و کامرانی کی بدولت ماچھیواڑہ میں افغانوں پر فتح

(۱) دیکھو تاریخ ہمایوں و اکبر ص ۱۸۰ ۔

حاصل ہوئی - لشکر فاتحانہ انداز سے سر ہند میں داخل ہوا (۱) یہ خبر آئی کہ حضرت بادشاہ کے اُمرا کا لشکر فتح و فیروزمندی کے ساتھ سر ہند میں پہنچ گیا - وہاں سے اُن لوگوں نے ایک عرضداشت حضرت بادشاہ کی خدمت میں لکھی کہ سکندر سور نے اس طرف کا رخ کیا ہے - جو کچھ حکم ہو (بجا لائیں) - پھر ایک دوسری عرضداشت اُمرا کی طرف سے حضرت بادشاہ کی خدمت میں یہ آئی کہ اسکندر سور ۷۰ ہزار (۲) سوار فوج کے ساتھ قریب آپہنچا ہے اور یہ خدام سات یا آٹھ سو سواروں سے اُس کے مقابلے کی تاب نہیں رکھتے - یا حضرت بادشاہ خود تشریف لائیں یا ہم خادموں کو اپنے پاس طلب فرمالیں - حضرت بادشاہ نے فرمان صادر کیا کہ دو روز صبر کرو ، ہم وہاں پہنچتے ہیں - اُس کے بعد اُسی زمانے میں حضرت بادشاہ کوچ کرتے ہوئے ماچھیواڑہ سے گزر کر بہادری اور اقبال و کامرانی کے ساتھ سر ہند میں داخل ہو گئے - اُدھر سے سکندر سور آگیا - دونوں طرف کے لشکروں نے ایک دوسرے کے مقابل پڑاؤ ڈالا - سکندر سور نے کہا کہ ہمایوں بادشاہ کا دماغ اور ہمت قابل تعریف ہیں کہ پانچ ہزار سوار لے کر ہمارے ۷۰ ہزار سواروں کے مقابلے پر آئے ہیں -

۶

اب ہم اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں - میرزا شاہ سلطان امین ، پابوس خاں فوجدار ، فرہاد خاں حاکم ، تاتار خاں عرف خواجہ طاہر محمد دیوان لاہور اور بندہٗ درگاہ جوہر آفتابچی کو سرکار پنجاب و ملتان کا خزانچی مقرر فرمایا تھا - اس عرصے میں مہمند افغانوں کی ایک جماعت اپنے فاسد خیالات کی وجہ سے تقریباً چار سو سوار اور قبیلہ فر کے لوگوں کو ساتھ لے کر ملتان کو تاراج کرتی ہوئی لاہور کی طرف سے آئی - یہ خبر حاکمان مذکور تک پہنچی - بندہ جوہر نے عرض کیا کہ یہ قبیلہ اچھا نہیں - بندہ جوہر اور فرہاد خاں حاکم کے درمیان مشورہ ہوا کہ ابھی حضرت بادشاہ دشمن کے مقابلے میں مصروف ہیں اگر یہ خبر افغانوں تک پہنچے گی تو اُن کی ہمت اور بڑھ جائے گی اور یہ اچھا نہ ہوگا - مرزا شاہ

---

(۱) دوسری ہم عصر تاریخوں میں اس جنگ کی مزید تفصیلات موجود ہیں - مثلاً نظام‌الدین نے لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد بہت سا سامان اور ہاتھی مغلوں کے ہاتھ آئے (دیکھو طبقات اکبری ص ۲۲۰)

(۲) اسٹورٹ نے اپنے ترجمے میں ۸۰ ہزار تعداد لکھی ہے طبقات اکبری میں بھی ۸۰ ہزار ہے - (دیکھو ص ۲۲۰)

Marfat.com

سلطان امین اور پابوس خان دونوں کو عذر کا موقع ہے کہہ دیں گے کہ ہم بے قصور ہیں - پس جو کچھ بھی ہوگا بندہ جوہر اور فرہاد کے سر پر ہوگا ، اس لیے کہ لوگ کہیں گے ان غلاموں سے اتنا کام بھی نہ ہوا اور بعض خاندان بھی چاہتے ہیں کہ کسی قسم کی ملامت ان پر آئے ،، - فرہاد خاں نے کہا پھر کیا کرنا چاہیئے - بندہ جوہر نے کہا اپنے سوار مقرر کرنے چاہئیں حضرت بادشاہ کا اقبال زبردست ہے - انشاء اللہ تعالیٰ ہم کو فتح ہوگی - جلال سنبھلی ایک ہوشیار اور اچھا جوان تھا ، اُس کو ہراول مقرر کیا اور مہتر صبیح کو بھی اُس کے ساتھ کیا - تقریباً چار سو سواروں کی ایک جماعت فرہاد خاں اور بندہ جوہر کی طرف سے تیار ہوگئی - ایک پہر کے قریب رات (۱) گزری تھی کہ ہم نے یلغار کیا - صبح کے وقت افغان پتہ ہری میں نمودار ہوئے - سب کے سب دریا کے اندر گھس گئے - جلال سنبھلی ایک سپاہی آدمی تھا - اُن کو راستہ دیا اور ایک طرف ہوگیا - اس کے بعد جب وہ غافل ہوگئے تو فرہاد خاں کا نام لیتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ فرہاد خاں آ گیا ، افغانوں پر ٹوٹ پڑے - حضرت بادشاہ کے اقبال و کامرانی کی بدولت افغانوں کو زیر کرلیا اور فتح حاصل ہوئی - افغانوں کے پانچ سردار قید ہوئے - یہ واقعہ حضرت بادشاہ کی خدمت میں تحریر کیا - اطلاع موصول ہونے پر حضرت بادشاہ نے فرمایا ' ہمارے غلاموں کو یہ فتح ہوئی ہے ، انشاءاللہ تعالیٰ (بڑی مہم میں بھی) ہمیں کو فتح ہوگی ، حوصلہ افزائی کے لئے ایک فرمان صادر فرمایا کہ یہ کام مناسب اور پسندیدہ ہوا ، وفاداری ایسی ہی ہونی چاہیئے ، جو جو افغان تمہارے قبضے میں ہیں اُن کو قید میں رکھو ، فتح کے بعد جیسا مناسب ہوگا حکم دیا جائے گا -

---

(۱) قلمی نسخوں میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے عبارت مہمل ہوگئی ہے - اسٹورٹ نے ان الفاظ کو ' دریاے زنگی سار ' پڑھا ہے ' جو ظاہر ہے کہ غلط ہے -

Marfat.com

بتیسویں فصل

حضرت بادشاہ کا مقام سرہند پر فتح حاصل کرنا اور سکندر سور کا شکست کھانا

جب حضرت بادشاہ اور سکندر سور قریب ایک مہینے کے ایک دوسرے کے مقابل سرہند میں پڑے رہے تو حضرت بادشاہ نے فرمایا کہ سکندر سور سے ہم اسی طرح لڑائی لڑیں گے جیسے سلطان بہادر سے گجرات میں لڑے تھ - ایسی ترکیب کرنی چاہیئے کہ ان کو غلہ اور رسد نہ پہنچے - چنانچہ ایساھی کیا گیا - تردی بیگ خاں کو مقرر کیا گیا - اس نے رسد کو لوٹا اور سکندر سور کے بھائی کو مار ڈالا اور اس کا ماھی مراتب لے آیا - فتحمند لشکر کے لئے، یہ فتح بھی ایک پیغام فتح تھی- اس کے بعد جب مبارک گھڑی آئی تو فوجیں جنگ کے لئے آراستہ کی گئیں - پہلے بادشاہ کا مقدمۃالجیش تھا - دوسری فوج خانخانان بیرم خاں کی مع بہادر امیروں کے تھی - تیسری فوج شاہ ابوالمعالی اور تردی بیگ خاں کی تھی، چوتھی فوج سکندر خاں از بک، اللہ قلی اندرانی اور دیگر امرا کی تھی - (یہ سب) سامنے آئیں - چونکہ خان خانان بیرم خاں کی فوج بہت زیادہ اور مستحکم تھی، سکندر سور نے خیال کیا کہ جو کچھ ہے یہی فوج ہے، اس لئے سکندر سور نے خان خانان کی فوج پر حملہ کیا - خانخانان بیرم خاں نے دیکھا کہ ایرانی سپاھیوں کے گھوڑے مست ھاتھیوں سے ڈر کر بھاگتے ھیں تو اپنے آپ کو بچاکر قلعے میں آگیا - حضرت بادشاہ جاے نماز پر بیٹھے ہوے اپنے خالق کی درگاہ میں مناجات کر رہے تھے کہ خان خانان کے متعلق یہ خبر پہنچی - حضرت بادشاہ نے فرمایا کہ ذرا یہ خبر لاؤ کہ خان خانان زندہ ھیں یا قتل ھوگئے - مخبروں نے خبردی کہ خان خانان زندہ ھیں اور تدبیر کے ساتھ سکندر سور کے مقابل برسر پیکار ھیں - حضرت بادشاہ نے شاہ

Marfat.com

ابوالمعالی اور تردی بیگ خاں کو حکم دیا کہ چونکہ سکندر سور خان خاناں کے تعاقب میں زیادہ بڑھ گیا ہے اس لئے تم اُس کے قلب پر حملہ کرو۔ شاہ ابوالمعالی اور تردی بیگ نے ایسا ہی کیا اور سکندر سور کے پیچھے سے حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جو ایک پل میں فقیر کو بادشاہ اور بادشاہ کو فقیر بنا دیتا ہے اور حضرت بادشاہ کے اقبال و دولت سے صبح سعادت آئی اور حضرت بادشاہ کے فتحمند لشکر کو فتح جاودانی حاصل ہوئی۔

ترا فتح و دولت میسر مدام بحق محمد علیہ السلام

سکندر سور کو ادبار و شومیٔ قسمت نے گھیر لیا۔ شکست کھائی اور پہاڑوں کی طرف نکل گیا۔

قطعہ — نخشبی در دعاے شاہاں باش کار خاتی وجود شاں داق است
زندگانی دعاے شاہاں گو زندگی شہاں ہمہ خلق است

قطعہ — نخشبی روزگار گردند است غم و شادی ہم او تواند داد
گر کسے را غمے دھد روزے شاد نے ہم بدو تواند داد

قطعہ — نخشبی رنج کس نشد ضائع بار دارد درخت گل گنجے
شاخ خدمت بدون زر نشود نیست بیرون زراحتے رنجے

جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت بادشاہ کو فتح و نصرت نصیب ہوئی تو حضرت خود بدولت دارالملک دھلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ سکندر سور شکست کھا کر پہاڑوں میں گھس گیا۔ حضرت بادشاہ نے شاہ ابوالمعالی کو حکم دیا کہ وہ جالندھر میں قیام کرے اور سکندر سور کو دفع کرنے کی کوشش کرے۔ ابوالمعالی جالندھر میں ٹھہرا۔ اور لاھور چلا گیا۔ لاھور میں حضرت بادشاہ کے جو عہدہ دار موجود تھے انھوں نے مصلحت یہی سمجھی کہ لاھور کو نہ دیں۔ لیکن کوئی صورت نہ بنی اور شاہ ابوالمعالی قلعے کے اندر آ گیا۔ (۱) جوھر کے واسطے حضرت بادشاہ کا حکم تھا کہ تو دامن کوہ اور کابل و قندھار کے اطراف و جوانب سے خبردار

(۱) ابوالفضل نے لکھا ہے کہ ابوالمعالی کو پنجاب کا گورنر مقرر کیا تھا۔ نظام الدین کے الفاظ یہ ہیں " میر ابوالمعالی کو سکندر کے تعاقب میں لاھور بھیجا کیونکہ وہ سوالک کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا تھا " صفحہ ۲۲۱

Marfat.com

رہ ، جو خبر تجھ کو معلوم ہو ہمیں پہنچا دے اور خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس معاملے کے لیے مستعد و ہوشیار اور کار بند رہ۔ اس وجہ سے خاکسار جوہر نے سکندر سور کی طرف جاسوس بھیجے تھے جو یہ خبر لائے کہ جب افغانوں کو شکست ہوئی تو حبیب خاں سلطانی کوہ مری میں آ گیا تھا۔ سکندر سور بھی انھی پہاڑوں میں گھس گیا اور حبیب خاں کو مع اُس کے بھائی کے قتل کر ڈالا۔ خزنے میں سے پانچ کروڑ کے قریب مال سکندر کے ہاتھ لگا۔ یہ خزانہ ملنے کے بعد یہ لوگ جہاں کہیں جاتے لوگوں کو بے سر و سامان اور بھوکا پاتے۔ سکندر نے ان کو روپیہ دیکر ایک فوج تیار کر لی تھی اور قلعہ مانکوٹ و بہری کے قرب و جوار میں رہتا ہے،، خاکسار جوہر نے یہ اطلاع شاہ ابوالمعالی کو پہنچائی۔ شاہ مذکور ہوش میں آیا اور غور سے سننے لگا اور کہا تو کیا کہتا ہے۔ خاکسار نے جو حقیقت اور واقعہ تھا عرض کر دیا۔ شاہ ابوالمعالی آن اُمرا سے جن کو حضرت بادشاہ نے ہمراہ کر دیا تھا مثل محمد قلی پلاس، اسماعیل سلطان دلدی، خواجہ جلال الدین محمود، صاحب بیگ، فرہاد خاں اور آن تمام ملازموں سے جو لاہور میں تھے مشورہ کیا کہ آیا ہمیں سکندر سور سے لڑنا چاہیئے یا نہیں۔ خاکسار جوہر نے عرض کیا کہ بغیر ارابہ کے سکندر سے ہرگز نہیں لڑنا چاہیئے۔ شاہ ابوالمعالی نے کہا ایسا ہونا چاہیئے کہ بغیر ارابہ کے ہم نہ لڑیں۔ پھر ارابہ کی تیاری کا اہتمام شروع کیا اور اس لکڑی سے جو لاہور کے قلعے کے لئے لائے تھے ارابے بنانا شروع کئے۔ جوہر نے کہا کہ یہ کام آ جائے گی اور گاڑیوں کے قلابوں وغیرہ کے لئے بھی زنجیریں کافی ہیں اور باقی کام کے واسطے کچے چمڑے کی گاڑیاں ہونی چاہئیں۔ اور لوہے سے چمڑا زیادہ مضبوط ہے۔ اتنی گاڑیاں تیار کر لیں جن کے اندر لشکر سما سکے اور وہ لشکر کے چاروں طرف آسکیں۔ فقیر جوہر نے بادشاہ کی مہم کامیاب بنانے کی غرض سے تین سو کمانیں (۲) تین سو تیروں کے دستے۔ تین سو نیزے۔ ڈھائی سو ڈھالیں۔ پچاس من بارود بندوق۔ تیس من سیسہ اور ایک زرہ شاہ ابوالمعالی کی خدمت میں پیش کی۔ شاہ مذکور بہت خوش ہوئے اور خاکسار جوہر کی بہت زیادہ دلجوئی کی اور کہا کہ میں تیری قدر

---

(۱) ارابہ ایک قسم کی گاڑی تھی۔

(۲) اسٹورٹ کے ترجمے میں تین سو ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے سامنے جو نسخہ تھا اُس میں سہ صد تھا۔ ہمارے پاس جو نسخے ہیں ان میں سی صد ہے۔ یہ کتابت کی صریح غلطی ہے اس لئے سہ صد کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

نہیں جانتا تھا۔ بادشاہ سے ملاقات ہونے پر جو کچھ معلوم ہوا ہے اُس کی سفارش کروں گا۔ اس کے بعد اسلحہ ویراق مذکورہ بالا سپاہیوں میں تقسیم کیے اور کم و بیش پانچ سو مغل بہادر (واللہ اعلم) ولایت سے ابوالمعالی کے پاس آئے۔ اُنہوں نے خاکسار جوہر سے دریافت کیا کہ ان پیادہ مغلوں سے کیا کام لیا جاوے۔ فقیر جوہر نے عرض کیا کہ ہر ایک کو ایک کمان اور ایک تیروں کا دستہ اور دو سو مرادی تنکے دئیے جائیں۔ اس لئے کہ آپ کی اور سکندر سور کی مہم ایک مہینہ سے زیادہ نہیں رہے گی۔ ان کے واسطے ایک ماہ کی تنخواہ کافی ہے۔ شاہ ابوالمعالی نے کہا کہ دو سو تنکہ مرادی میں ہر ایک کا کام کیسے چلے گا۔ جوہر نے عرض کیا کہ ہر ایک کے لئے ایک گھوڑے (۱) کی ضرورت ہے جو اسلحہ وغیرہ اُٹھائے۔ چالیس تنکہ ماہانہ گھوڑے کے لئے اور دو تنکہ یومیہ سپاہی کی خوراک کے واسطے چاہئیں۔ اس طرح ایک مہینہ میں ساٹھ تنکے ہوئے۔ چالیس اور ساٹھ کل سو تنکے ہو گئے۔ باقی رہے سو تنکے تو اس میں اپنا لباس وغیرہ تیار کریں گے۔ شاہ ابوالمعالی نے یہ رائے پسند کی اور ہر ایک کا مقرر شدہ حصہ اُس کو پہنچا دیا۔ اور کوچ کرتے ہوئے سکندر سور کے مقابلہ میں پہنچ گئے۔ دو کوس چلتے تھے اور ہر منزل پر ارابہ اور قلعہ بندی کرتے تھے۔ اور اُس کو مستحکم کر کے وہیں قیام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سکندر سور پہاڑ میں آگیا۔

لاہور آنے سے قبل شاہ ابوالمعالی کی باتوں میں بے اعتنائی اور غرور پایا جاتا تھا۔ اس غرور کی وجہ سے لوگوں کا خیال اُس کے متعلق خراب تھا۔ بعض لوگوں نے یہ باتیں حضرت بادشاہ اور لاہور کے عمال تک پہنچا دی تھیں کہ اگر بادشاہ خود اس طرف تشریف لاتے ہیں تو ایسا انتظام فرمائیں کہ ابوالمعالی کو اپنی خدمت میں بلا لیں۔ (۲) بادشاہ نے اس پر شہزادہ عالمیان۔ نور چشم جہانیان جلال الدین محمد اکبر (خلداللہ ملکہ ابداً) اور خانخانان بیرام خاں اور چند دیگر اُمرا کو مقرر فرمایا۔ یہ لوگ سرہند کے قریب پہنچے تھے کہ محمد قلی برلاس۔ خواجہ جلال الدین محمود۔ فرہاد خاں۔

---

(۱) نسخہ میں باجی کا لفظ ہے۔

(۲) ابوالمعالی کے متعلق لوگوں کا خیال اچھا نہ تھا۔ اس کو جالندھر میں رہنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن وہ زبردستی لاہور آگیا اور وہاں شاہانہ شان وشوکت سے رہتا تھا۔ اس نے لاہور کے حاکم کو نکال کر اپنے ایک آدمی کو مقرر کیا۔ اس پر مقامی عمال نے بادشاہ کو بتلایا کہ اس کی طرف سے بغاوت کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے شہزادہ اکبر کو پنجاب کا حاکم مقرر کیا۔

محمد طاہر - میر خورد اور مہتر تمر شربتی جو شاہ ابوالمعالی کے ساتھ رہنے کے لئے نامزد کئے گئے تھے قراولی کے بہانہ نکل آئے اور شاہزادہ عالمیان اور خانخانان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ ابوالمعالی نے سکندر سور کو جالندھر کے گرد و نواح میں گھیر لیا تھا اور اگر یہ آمرا جدا نہ ہوتے تو شاہ ابوالمعالی، سکندر سور کو زیر کر لیتا - (۱) غرضکہ ان آمرا کے معاملہ کو جو شاہ ابوالمعالی سے علیحدہ ہو کر شاہزادہ عالمیان سے جا ملے تھے، اس نے تفصیل کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ سکندر سور کو ہم نے دامن کوہ میں گھیر لیا تھا اور ہم چاہتے تھے کہ اس پہاڑ سے کچھ ایسا حصہ حاصل کریں جس سے سب احباب بہرہ مند ہوں - (۲) لیکن جن آمرا کا ذکر عرضداشت میں درج ہے قراولی کے بہانے علیحدہ ہوکر شہزادہ عالمیان اور خانخان سے جا ملے - اگر یہ لوگ اس موقع پر بے وفائی نہ کرتے تو معلوم ہو جاتا کہ سکندر سور کس طرح ہم سے لڑتا ہے - ہرچند سپاہیوں کو آگے بڑھایا لیکن کوئی صورت نہ بنی کہ پہاڑ کے اندر گھس جائے - سب منتشر ہو گئے اور کچھ نہ کر سکے - (۳)

شاہ ابوالمعالی نے ایک عریضہ شہزادہ عالمیان اور خانخانان کو لکھا کہ ہم نے ملک کو دشمنوں سے خالی کر لیا - تقصیر اور تاخیر کا کیا سبب ہے - اب مناسب یہی ہے کہ بہت جلد پہنچ جائیں کیونکہ ہم نے سکندر کو دامن کوہ تک ڈھکیل دیا ہے - اور ہم خود لاہور کی طرف جاتے ہیں - خانخانان کا عریضہ بادشاہ کی خدمت میں پہنچا کہ ہم سرہند کے علاقہ تک پہنچ گئے ہیں اور شاہ ابوالمعالی نے سکندر کو دامن کوہ تک پہنچا دیا ہے - انشاءاللہ میں پنجاب کے کنارے تک پہنچا دوں گا - شاہ ابوالمعالی درگاہ عالم پناہ میں حاضر ہوا -

اب ہم عرضداشتوں کے جوابات بیان کرتے ہیں - جب شاہ ابوالمعالی کا عریضہ بادشاہ کی خدمت میں پہنچا تو آنھوں نے جواب صادر فرمایا کہ عرضداشت اس فرزند

---

(۱) جوہر نے ابوالمعالی کی برطرفی کا واقعہ جس طرح بیان کیا ہے وہ دوسرے مورخوں سے تفصیلات میں قدرے مختلف ہے - جیسا کہ اس سے پہلے نوٹ میں بیان کیا گیا ہے -

(۲) یہاں کتابت کی غلطی ہے - ترجمہ قیاساً کیا گیا ہے -

(۳) یہاں اس عرضداشت کا مضمون ختم ہوا جس میں شاہ ابوالمعالی نے ان آمرا کا معاملہ تفصیل کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا تھا -

رشید و ارجمند و سعادت مند کی پہنچی جو کچھ تم نے چند خبطی اور احمقوں کی بیوفائی کے متعلق لکھا ھے (اس کا حال) معلوم ھوا - انشاءاللہ تعالیٰ جب یہ لوگ ھمارے حضور میں پہنچیں گے ان سے جواب طلب کیا جائے گا اور ھر ایک کے لائق اس کو تنبیہ کی جائے گی - تم اس طرف چلے آؤ -

شاھزادہ عالمیان اور خانخانان کا جواب شاہ ابوالمعالی کو

تمہارا خط پہنچا - جو کچھ لکھا تھا وضاحت سے معلوم ھوا - تم خیریت کے ساتھ اس طرف آجاؤ اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ھو ' اور ھم لوگ جلد ادھر آتے ھیں -

بادشاہ کا جواب خانخانان کو

یار وفادار جان سپار خان خانان بیرم خاں سپہ سالار فرزندی - معلوم ھوکہ فرزند ارجمند شاہ ابوالمعالی کا عریضہ (اس مضمون کا) پہنچ گیا ھے کہ میں نے ملک کو مخالفوں سے خالی کردیا ھے - تو اب جلد کیوں نہیں پہنچ جاتے -

اب ھم واقعات کی طرف پھر آتے ھیں - جس وقت شاہ ابوالمعالی لاھور میں آیا تھا تو اسی وقت خانخانان کا ایک ایلچی مسمی بندہ علی قوربیگی پہنچا - اس نے کہا تم لاھور میں بلاسبب آگئے ھو - فوراً بادشاہ کی خدمت میں روانہ ھوجاؤ - یہ بات سن کر شاہ ابو المعالی نے کہا امرا کو طلب کرو - اسمعیل سلطان دلدی نے کہا چودہ پندرہ کوس راستہ چل کر آئے ھیں - راستہ کی تکان ھے - شام کا وقت ھے اور ابرو بارش بھی ھے - اگر خیریت رھی اور مصلحت ھوئی تو علی الصباح روانہ ھوں گے - مولانا خواجہ کشمیری ' شاہ ابوالمعالی کا وکیل موجود تھا -

اسمعیل سلطان مذکور نے کہا کہ بندہ علی کس کا مہمان ھوگا - شاہ ابو المعالی نے فرمایا کہ مہتر جوھر کا مہمان ھوگا - اس پر خاکسار جوھر' بندہ علی مذکور کو اپنے مکان پر لے آیا - مہمان داری کی جملہ ضروریات ' اللہ جل جلالہ' کے کرم سے اور رسول صلی اللہ وسلم کے صدقہ میں اور حضرت بادشاہ کے اقبال سے موجود اور تیار تھیں جیسا کہ ھونا چاھئے شرائط مہمانداری بجالایا - علی الصباح شاہ ابوالمعالی لاھور سے چل کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ھوا -

---

Marfat.com

تینتیسویں فصل

بادشاہ کا دارفنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمانا اور حضرت ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا تخت خلافت پر جلوس فرمانا۔

شاہ ابوالمعالی ' بادشاہ کی درگاہ میں حاضر ہوا اور وہاں دو روز قیام کیا۔ اس کے بعد کوچ کرتے ہوئے کلانور میں پہنچے۔ اور اس طرف سے شاہزادہ عالمیان اور خانخانان اور دوسرے امیروں کی جماعت بھی پہنچ گئی اور سب ایک جگہ جمع ہوگئے اس ناسبارک زمانہ میں یہ خبرسنی گئی کہ بادشاہ نے ساقی' اجل کے ہاتھ سے '' کل نفس ذائقۃ الموت '' کا شربت پیا اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق لکل امۃ اجل' فاذا جاء اجلہم لایستا خرون ساعۃ ولا یستقد مون عالم وجود سے جانب ملک عدم روانہ ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون - یہ حقیقت عاقلوں پر ظاہر ہے کہ اس عاریتی وجود کو بقا اور عارضی رنگ وبو کو قیام نہیں۔ جس نے زندگی کا لباس پہنا ہے اسکو موت کا پیالہ چکھنا پڑے گا۔ یہ منزل سب کو در پیش ہے۔

ہر آن کہ زاد بنا چار بایدش نوشید
زجام درد (۱) مئے کُل من علیہافان

ہر وہ درخت جو بار آور ہوا آخر اوس کو ذلت کی خاک میں ملنا ہے اور ہر وہ پتا جس میں تری اور تازگی ہے زمانہ کی باد خزان کے ہاتھوں پژمردہ ہوکر رہے گا۔

کدام سروسہی را زمانہ آبے داد   کہ باز خشک نہ کردش بآتش بیداد

(۱) اصل نسخے میں جام درد ہے لیکن صحیح ''جام دھر ،، ہے اس لیے اس مصرعے کو ''زجام دھرمئے کل من علیہافان ،، پڑھنا چاہئے۔

Marfat.com

کاھی (۱) نے ھمایوں بادشاہ کی تاریخ وفات یوں لکھی ھے۔

ھمایون بادشاہ آن آفتا بے ــ که فیض شامل او عام افتاد
بنائے دولتش چون یافت رفعت ــ اساس عمرش از انجام افتاد
چو خورشید جہان تاب از بلندی ــ بپایان در نماز شام افتاد
پے تاریخ او کاھی رقم زد ــ ھمایون بادشاہ از بام افتاد

بیشک اس فلک بے مدار کا یہی کام ھے که ھر شربت کے بعد ڈنک مارتا ھے اور فراغت کے شہد کے ھر گھونٹ کے بعد سو قطرے ملامت کے زھر کے چکھاتا ھے۔ خدائے لایزال کی قوت اور اُس کی بے زوال اور روشن دلیل کے سامنے کوئی چارہ نہیں ۔ اس جگه جان دینے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ۔ قدم صبر کے راسته میں رکھنا چاھیئے ۔ آخر کار سب کو اپنا سر مٹی کے تاریک پردہ میں چھپانا پڑیگا ۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ محمد (صلی اللہ علیه وسلم) اور اُن کی آل کے طفیل میں (۲) صبر جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے ۔

رباعی ۔ اے مرگ ھزار خانه ویران کردی ــ در ملک وجود غارت جاں کردی
ھر گوھر قیمتی که آمد به جہاں ــ بردی و به زیر خاک پنہاں کردی

(۳) اب ھم شہزادہ عالمیان کے تخت پر بیٹھنے کا واقعه بیان کرتے ھیں ۔

جب بادشاہ سکندر سور کو شکست دے کر دارالملک دھلی میں تشریف لائے تو اُنھوں نے اپنے دعا گو جوھر کو لاھور میں سرکار پنجاب اور سرکار ملتان ...

(۱) ان کا پورا نام ملا قاسم کاھی تھا ۔ بایزید نے ان کا نام اکبر کے ملازموں کی فہرست میں لکھا ھے۔

(۲) ھمایوں رمضان سنه ۹۶۲ میں دھلی آیا تھا (طبقات اکبری صفحه ۲۲۱ بدایونی صفحه ۱۲۵) آینده سال ربیع الاول میں اُس کا انتقال ھوا ۔ صاحب طبقات لکھتا ھے که ھمایوں نے ربیع الاول کو پھسل کر گرا اور ۱۵ ربیع الاول سنه ۹۶۳ ھ یعنی آٹھ روز بعد انتقال ھوا ۔ بایزید اور عبدالقادر بدایونی نے بھی یہی تاریخ دی ھے ۔ اسمتھ نے لکھا ھے که ھمایوں گرنے کے بعد صرف تین روز نے ھوش رھا ۔ ارسکن نے چار روز لکھا ھے ۔ (جلد دوم ۔ صفحه ۵۲۸)

(۳) اس ترجمے کے ضمن میں جو دوسرا نسخه میرزا حسین ھمدانی کا لکھا ھوا ھمارے پیش نظر ھے اور جس پر تاریخ تحریر سنه ۱۲۸۷ نبوی درج ھے، اُس میں اکبر کی تخت نشینی کا حال درج نہیں ۔ یه نسخه اس رباعی پر ختم کر دیا گیا ھے اور اس کے بعد خاتمه کتاب کی عبارت لکھی ھوئی ھے ۔

خزانچی مقرر کیا تھا ۔ اور یہ دعاگو دن رات دعا میں مشغول تھا ۔ یکایک اس
دعا گو نے عالم غیب سے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ اس سے فرماتے ہیں کہ
ایک جگہ تیار کر ۔ یہ دعاگو گیا ۔ ایک پہاڑ تھا جس پر سبز فرش بچھایا گیا
تھا ۔ اس فرش پر ایک اعلیٰ قسم کا درباری خیمہ لگایا گیا اس کی رسیاں سمندر
پار تک (کا علاقہ) گھیرے ہوئے تھیں ۔ جب یہ عجیب و غریب جگہ درست
ہوگئی تو اس دعا گو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میں نے جگہ تیار کرلی ہے
فرمایا کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کو اس جگہ لے آؤ ۔ جب اس دعاگو نے
حضرت بادشاہ کی زبان مبارک سے یہ بات سنی تو دل میں خیال کیا کہ ہمیشہ بادشاہ
ان کو یعنی (شاہزادہ کو) میرزا کہا کرتے تھے ۔ شاید اب ان کو بادشاہی عنایت
کی ۔ (۱) الغرض شاہزادہ عالمیان کو لائے اور اس جگہ پر بٹھایا ۔ کیا دیکھتا ہوں
کہ ان کے دست مبارک میں ایک سفید شال ہے ۔ کبھی اس کو لپیٹتے ہیں اور کبھی
کھولتے ہیں ۔ اس دعاگو نے عرض کیا ۔ حضرت آپ نو اس جگہ کھیل کے واسطے
نہیں بٹھایا ۔ اس پر حضرت خود کھڑے ہو گئے اور ایک دیگ اس دعا گو کے
ہاتھ پر رکھی اور فرمایا کہ اس کو تھامے رہو ۔ اور (کہا) تجھکو ہمارے کھیل سے
کیا غرض ۔ یہ دیکھنے کے بعد آنکھ کھل گئی ۔ اس واقعہ کو سات روز گزرے تھے
کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ' و عم نوالہ' کے فضل سے علم دولت بلند ہوا اور مبارک
ساعت میں خلافت اور سرداری اور سلطنت اور جہانداری کا تاج سنہ ۹۶۲ھ میں
کلانور کے مقام پر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ غازی خلداللہ ملکہ کے مبارک سر پر
رکھا گیا ۔ (۲) اس وقت سے سلطنت کی تقدیر خداوند بخشندہ کے انوار بخشش سے
چمک رہی ہے اور مصالح ملکی روشن ہیں ۔ اللہ نے انوار کی چمک دمک سے دولت
کے چراغ روشن کردیئے ہیں اور خوش رنگ تیغ و خنجر کو سعادت کی صیقل سے مجلی
کر دیا ہے ۔ تلوار کی دھار کو سعادت دارین کے جوہر سے تیز کیا تا آنکہ مشروعات
و مکروہات کی تاریکی و تیرگی ملک سے دفع ہو گئی ۔ پس تعبیر اس خواب کی اور

(۱) اصل الفاظ یہ ہیں ۔ حالا مگر بادشاهی به ایشان مقرر داشتند ۔
(۲) صحیح تاریخ سنہ ۹۶۳ھ ہے نہ کہ سنہ ۹۶۲ھ
اکبر کی تخت نشینی کی تاریخ ۲ ربیع الاخر ہے ۔ طبقات اکبری و منتخب التواریخ مطبوعہ
نولکشور لکھنئو میں ۲ ربیع الاول ہے ۔ یہ صریحاً غلط ہے اس لئے کہ ہمایوں کی وفات کی
تاریخ ۱۰ ربیع الاول ہے (طبقات ص ۲۲۲ بداؤنی ص ۱۲۳) ۔

Marfat.com

ان رسّیون کی جوکه سمندر سے آگے نکل گئی تھیں یه ہوئی که حضرت رفیع‌الدرجات کے فضل و کرم سے اور اُس کے بے انتہا رحم سے اور حضرت رسالت پناہ کے صدقه میں اور خاندان صاحبقراں کے طفیل میں دنیا کا تمام ملک اس بادشاہ کے زیر نگیں ہے ۔

جوہر خاکسار نے نعرہ لگایا که خدایا دہلی کی سلطنت کا طالع قیامت تک قائم و برقرار رہے!

آمین یا رب العالمین ، بمنه و کمال کرمه ۔ اس باب میں چند سطریں حضرت ظلّ سبحانی کے نام پر لکھتا ہوں جو تخت کشورستانی پر متمکن ہیں ، دنیا کے امن و امان کا باعث ، باغ جہاں کا نور ، سیستانی چراغ کی ضیا ، درخت باغ کامرانی کا ثمر ، سکندر مثال بادشاہ ، انجم سپاہ ، حامیٔ دین اور خسرو عالم پناہ ہیں ۔

رباعی (۱) ۔ ہست کفش بحر ز جودو کرم جود همه نزد وجودش عدم
ملک همه تابع فرمان او گوے سخا در خم چوگان او
قاطع زنار جفا و ستم جامع انواع وفا و کرم

انسان کے آنکھ کی پتلی اُس کے باد رفتار گھوڑے کی نعل اور شہسواران عالم کے کانوں کا حلقه اُس کی جولان گاہ بنے ، اُس کا شجر دولت مرادوں کے باغ میں صرصر حوادث کی تکلیف سے مامون و محفوظ رہے بندۂ خاکسار جوہر کی طرف سے دعا اور فرشتوں کی طرف سے آمین ہو ۔ اہل فضل و کمال کے آئینه مثال ضمائر کی خدمت میں عرض ہے که سہو و خطا کو معاف فرمائیں اور اس کی غلطی سے در گزر کریں تو یه بات موجب افتخار ہوگی ۔

کتاب تذکرۃ الواقعات ہمایونی تالیف کردہ جوہر آفتابچی ہمایوں بادشاہ ختم ہوئی ۔

---

(۱) پیش نظر نسخے میں ” رباعی “ ہی ہے ۔ لیکن اشعار مثنوی کی بحر میں ہیں ۔ ممکن ہے کاتب نے اپنی طرف سے ” رباعی “ بڑھا دیا ہو ۔ رباعی کا وزن اور اس کا طرز علم عروض میں مخصوص ہے ۔ اس میں خاص بحر میں صرف چار مصرعے ہوتے ہیں ۔

اشاریہ

(اشخاص و مقامات)

الف

آب باران ۱۳۸
ابراهیم حسین مرزا ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۸ - ۱۳۹
ابراهیم خان لودهی ۹ - ۱۰
ابوالبقا ۴۲ - ۵۵
ابوالمعالی (شاه) ۱۴۹ - ۱۵۱ - ۱۵۳ - ۱۵۷ - ۱۶۴ - ۱۶۷ تا ۱۶۹ - ۱۷۲ تا ۱۷۸
اتالیق بیگ ۱۳۵
آحد ۳۶ - ۱۰۴
احمد آباد ۱۶
احمد خان سلطان ۱۱۶
ارایل ۴۲
اردبیل ۱۱۱ - ۱۱۲
آرو ۶۳
اسلام خان سور ۱۵۱ - ۱۵۷
اسلام خان نیازی ۱۵۳
اسماعیل سلطان ۱۷۴ - ۱۷۷
اسماعیل صفوی (شاه) ۱۰۳ - ۱۰۷ - ۱۱۱ - ۱۳۸
اسن تمر (الم تمر سلطان) ۸۲ - ۸۳
اشتر گرام (شتر گران) ۱۲۸ - ۱۴۵ - ۱۴۸
اشک مشک ۱۳۴
اکبر (جلال الدین-شاهزاده عالمیان) ۷ - ۶۵ - ۷۷ - ۷۸ - ۱۲۳ - ۱۲۷ - ۱۴۴ - ۱۴۷ - ۱۴۹ - ۱۵۱ تا ۱۵۳ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۷۵ تا ۱۸۰
آگره ۱۰ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۹ تا ۲۱ - ۲۵ - ۲۹ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۷ - ۴۸ - ۱۰۴
الغ مرزا ۱۰ - ۱۷ - ۱۹ - ۵۵ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۷ - ۱۱۹
الله قلی (علی قلی) ۱۲۰ - ۱۳۸
الله قلی اندرابی ۱۳۸ - ۱۴۲ - ۱۶۷ - ۱۷۲
النجق (ادی خنجان) ۱۴۲
الور ۳۹
الهی پور ۴۱
امرکوٹ ۶۸ - ۷۴ - ۷۶ تا ۷۹
امیر عالم خان ۱۳ - ۱۴
اندراب ۱۲۵ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۴۸
اغد ۹۵
انیس (مهتر) ۸۶ - ۱۱۶
اوچھ ۵۳ - ۵۵ تا ۵۷ - ۶۳ - ۶۵
اوده (اجودهیا) ۱۹
اولیا خنچا ۱۴۴
ایماق ۱۴۲ - ۱۴۳

ب

بابا بیگ جلائر ۴۵
بابا حسن ابدال ۱۱۷
باباخاتون ۱۲۵ ب

بابا شیخ قوربیگی ۳۱
بابر (فردوس مکانی) ۹ - ۳۹ - ۴۴ - ۵۸ - ۵۲
۵۹ - ۹۵ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶
۱۲۳
بابر قلی ۸۳ - ۸۴
باغ خاجه ۱۱۶
باغ گذرگاه ۱۱۹ - ۱۲۰
باغ مراد (جہان آرا) ۹۳
بامیان ۱۴۱
بایزید ۹ - ۱۰
ببن ۹ - ۱۰
بجونه ۴۸ - ۴۹
بحر قلزم ۱۱۲
بخارا ۱۶۰
بخشوی لنگا ۵۵ - ۵۶ - ۶۵
بداغ خان ۱۱۶ - ۱۱۸ - ۱۱۹
بدر خان ۹۹
برکا (میر) ۹۴
برهاله ۱۶۱ - ۱۶۲
برهان پور ۱۱
بریا ۱۶۳
بسطام ۹۴
بلخ ۱۳۳ - ۱۳۵ - ۱۳۶
بلگرام ۱۷ - ۱۹
بلوچستان ۵۴
بلور (گوالیار) ۱۱
بنارس ۲۵ - ۲۸
بنده علی ۱۷۷
بنگاله ۲۲ - ۲۵، لغاییه ۳۱
بنگش ۱۵۲
بنگی ۱۲۹ - ۱۳۱ - ۱۴۳

بوبک بیگ ۹۳ - ۹۶
بهادر ۱۲۰
بهادر خان ۱۴۱ - ۱۶۷
بهار کهنڈ ۲۰
بهبود ۷۰
بهرام مرزا ۹۸ تا ۱۰۰ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۱۰
۱۱۱
بهری ۱۷۴
بهکر ۵۶ - ۵۹ - ۶۱ - ۶۳ تا ۶۵ - ۷۵ - ۷۹
۱۲۲
بهنگاؤں ۷۴
بهوان ۱۵۲
بهر کنڈه ۲۲ - ۳۵ تا ۲۷
بهیره ۵۴
بهیله (دربیله) ۵۶
بیاس ۵۲ - ۵۱ - ۱۶۷
بیرم بیگ (خان خانان) ۸۱ - ۸۶ - ۸۸ - ۹۱
۹۶ - ۹۷ - ۱۰۲ - ۱۱۴ - ۱۱۷ - ۱۱۹
۱۵۷ - ۱۵۹ - ۱۶۲ - ۱۶۹ - ۱۷۲ - ۱۷۳
۱۷۵ تا ۱۷۸
بیروله ۱۵۲
بے سوت (بهسود) ۱۵۰
بیگ علی ۲۶
بیگ میرک ۵۳ - ۱۰۶
بیگه بیگم ۲۸ - ۲۹ - ۱۰۳

پ

پابوس بیگ (خان) ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۳۱ -
۱۷۰ - ۱۷۱
پاتر ۵۶ - ۵۸
پته بهری ۱۶۴ - ۱۷۱

Marfat.com

پٹنہ ۴۲

پشاور ۱۵۸ - ۱۶۱

پنجاب ۱۷۰ - ۱۷۶ - ۱۷۹

پنجشیر ۱۲۹ - ۱۴۵

پہلودی ۶۷

پہلور (واصل پور) ۶۷

پہول بیگ ۳۱ - ۳۲

پیرادہ ۱۵۷

پیربهان ۴۲

پیر محمد اختہ ۷۱ - ۱۳۵ - ۱۳۹

ت

تاتار خان عرف خواجہ طاہر محمد ۱۷۰

تاتار خان کاشی ۱۶۴ - ۱۶۹

تاخچی بیگ ۶۲

تالقان ۱۲۵ ب ۱۲۷ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۳
۱۳۴

تبریز ۱۰۹ - ۱۱۱

تتر بیگ ۷۳

تخت سلیمانی ۱۰۰

تختہ پل ۱۳۵

تری ۱۱۹ - ۱۲۵ الف

تردی بیگ ۱۴ - ۱۵ - ۵۴ - ۶۰ - ۶۱
۶۳ - ۷۲ - ۷۳ - ۸۶ - ۸۸ - - ۱۱۹
۱۳۵ - ۱۵۳ - ۱۶۲ - ۱۷۲ - ۱۷۳

ترسون بیگ ۶۸

ترشن بیگ ۷۱ - ۷۲ - ۸۰

ترنک ۱۵۹

تری (تیری) - ۱۲۵ الف

تذکرۃ الواقعات ۸ - ۱۸۱

تمر (سہتر) ۱۷۶

توشک بیگ ۱۲۳

توفیق ۱۶۲

تولک قورچی ۱۱۹ - ۱۴۶

تیرگران ۱۲۵

تیمور صاحبقران ۱۱۱

ٹ

ٹھٹھہ ۵۴ - ۶۰ - ۷۵ - ۷۶

ج

جالندھر ۵۱ - ۱۶۲ - ۱۷۳ - ۱۷۶

جام ۷۹

جان محمد ایشک ۶۸

جان محمد کتاب دار ۱۵۶

جانی بیگ ۷۸

جبار قلی ۵۴

جکی جکی ۹۶

جگرگی ۱۴۹

جلال سنبھلی ۱۷۱

جلال - ۱۵۴

جلال الدین محمود ۹۰ - ۱۳۳ - ۱۴۰
۱۷۴ - ۱۷۵

جلال خان ۱۰ - ۲۷ - ۴۲

جون ۷۶ - ۷۸ - ۷۹

جون پور ۱۵ - ۱۷ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۶ - ۲۸ - ۳۱

جوہر آفتابچی - ۷ - ۶۴ - ۶۵ - ۷۸ - ۸۶
۸۷ - ۸۹ - ۹۴ - تا ۹۷ - ۱۰۰ - ۱۰۱
۱۰۶ - ۱۱۶ - ۱۲۳ - ۱۳۱ - ۱۳۹ تا
۱۴۳ - ۱۵۴ تا ۱۵۶ - ۱۶۱ - تا ۱۶۶
۱۶۷ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۷
۱۷۹ - ۱۸۱

Marfat.com

جہانگیر قلی بیگ - ۲۶ - ۳۰
جیسلمیر - ۶۳ - ۶۵ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۳

چ

چاچکا - ۸۲
چاریکاران - ۱۲۵ب - ۱۳۸ - ۱۴۴
چار گرام - ۱۲۹ - ۱۳۸ - ۴۴
چاکر - ۱۳۰ - ۱۳۵
چتوڑ - ۱۱
چشمہ اسحاق - ۹۵
چناب - ۱۵۷ - ۱۶۲
چنار - ۱۰ - ۲۱ - تا ۲۶ - ۲۸ - ۳۱ تا ۳۳
چنپانیر - ۱۲ - ۱۴ - ۱۵
چہرہ - ۱۴۹
چوبہ (چوبتہ) بہادر - ۵۰
چوبی بہادر - ۸۸
چونسہ - ۳۲ - ۴۰ - ۵۰

ح

حاجی محمد بیگ ۲۷
حافظ رح ۷-۱۳
حبیب خان سلطانی ۱۶۹-۱۷۴
حسن اختہ -۱۴۹
حسن بیگ کوکہ ۹۱
حسن علی ایشک ۸۸-۱۱۲-۱۱۳-۱۲۱
حسین قورچی ۵۸-۶۷
حسین ترکمان ۲۶
حسینؑ (امام) ۵۰-۶۹
حسین (تمر سلطان) ۵۵
حلقہ (دریائے) ۱۲۹
حمزہ رض (حضرت امیر) ۳۶-۱۰۴
حمیدہ بانو (مریم مکانی بیگم) ۵۸-۵۹-۶۰-۶۵-
۷۴-۸۸-۸۹-۹۰-۱۱۳-۱۱۹-۱۲۴
حیدر بخشی ۲۶-۲۷
حیدر سلطان ۱۲۰
حیدر محمد اختہ بیگی ۱۳۲

خ

خالد بیگ ۷۲-۷۳-۷۴
خان خانان لودھی ۲۹-۳۰
خان زادہ بیگم ۱۱۵
خان زماں ۱۶۷
خدا بندہ (سلطان محمد) ۹۹
خدا دوست ۴۹
خراسان ۹۰-۹۳
خسرو کوکلتاش ۱۷-۲۵-۲۹-۳۰
خضر خان ۱۲۹-۱۳۰
خواجہ بستان ۱۲۰
خواجہ خدائی (خضری) ۱۳۰
خواجہ ریگ دوان ۱۶۰
خواجہ سیاران ۱۶۰
خواجہ عمیر ۶۹-۹۰
خواجہ غازی ۸۰ ۱۲۷
خواجہ کبیر ۶۹
خواجہ کشمیری [illegible]
خلیل افغان ۱۳۸-۱۳۹
خنجر بیگ ۱۵۴
خنگ اپشک (میر) ۶۱
خواص خان ۳۰-۳۵-۳۶-۳۷-۴۲-۴۳-۵۵
خوشاب ۵۵

Marfat.com

د

دامغان ۹۴
درس شکر ۱۰۷
درگذ ۱۳۶
دره پائے مناره ۱۲۷
دره خار ۱۱۹
دلازاک ۱۵۸
دلاور بیگم ۵۸
دلاوره ۶۵
دمشق ۴۵
دوره ۱۰
دوست محمد ۱۳۹
دوست خان خواجه ۱۲۲
دوست بابا توربیگی ۹۴-۱۰۶-۱۱۴
دوله (مہتر) ۹۵-۹۶
دھارن - ۱۵۲
دھلی ۱۵-۲۵-۲۹-۳۱-۵۱-۱۷۳-۱۷۹-۱۸۱
دھنکوٹ ۱۵۲

ذ

ذوالنون ارغون ۵۶

ر

راجه بربهان ۳۸
راجو ۶۸
رائے بوچا ۲۵
رشی ۱۵۱
رفیع الدین (سید) ۳۸
رفیق ۱۶۲
رمضان مہتر ۶۹
روزت چلاک - ۱۲۵ ب
روز بیگ ۸۸
روش بیگ (مرزا) ۳۹-۶۱-۶۳-۶۷-۶۸-۷۲-۷۳-۸۱-۸۴-۱۰۱-۱۰۳-۱۰۷
روشن عیسیٰ ۵۱
روشتگ بیگ ۷۱-۱۲۱
روم ۵۰
رومی خان ۱۲-۲۲ تا ۲۴
روناٸی ۸۴
روهتاس ۲۲ - ۲۵ تا ۲۸ - ۳۱-۱۰۷-۱۵۸
روٸیں توپچی ۸۶
ریواس جلاک ۱۲۸

ز

زاهد بیگ ۲۸-۲۹-۴۰-۲۰۵ (الف)
زرافشان باغ ۳۹-۴۱
زندار بیگ ۲۸-۲۹

س

سادوق بلاق ۹۶
سانی ۱۰
سامبھر (جھیل) ۶۸
سام مرزا ۹۷
سبزوار ۹۴-۱۱۳
ستلج ۱۶۲-۱۶۴-۱۶۹
سرخاب ۱۱۲
سردار بیگ ۱۲۵ ج
سرهند ۵۱
سعدان شاه ۱۶۷
سکندر سور ۱۷۰-۱۷۲ تا ۱۷۶-۱۷۹

Marfat.com

سکندر خان اوزبک ۱۶۲-۱۵۸-۱۶۹-۱۷۲
سکندر مرزا خواجه ۸۸
سلطان بیگم ۱۰۵
سلطان بهادر ۱۱-۱۶-۱۷۲
سلطان محمد ۱۰۳-۱۰۷-۱۴۰
سلطان مرزا ۱۵ تا ۲۱-۲۳-۱۲۸
سلطان آدم ۱۵۱ تا ۱۵۳-۱۵۷-۱۵۸-۱۶۱
سلطان علی بخشی ۱۵۵
سلطان شاه ۱۵۳
سلطان علی خواجه ۱۶۳
سلیمان ع (پیغمبر) ۱۰۱-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۹
سلیمان بدخشی ۱۳۱
سلیمان مرزا ۹۵-۱۲۲-۱۲۴ تا ۱۲۶-۱۳۴-۱۳۵
۱۴۵-۱۴۶-۱۴۹
سمرقند ۱۶۰
سمنان ۹۵
سمیخه ۷۹
سنگره ۱۱۳
سنبهل ۲۱
سنده ۵۸-۶۱-۱۵۲-۱۵۷-۱۵۸-۱۶۱
سنجاب ۱۱۶
سهاگا (مهتر) ۱۶۲
سورت ۱۳-۱۴
سودها ۷۹
سون ۲۵
سیدل خان عرف سنبل ۷۲-۱۳۱-۱۳۹
سیستان ۹۱-۱۰۸-۱۱۳-۱۱۶
سیکری ۴۸
سیهوان ۵۶-۵۷-۵۹-۶۱-۷۹-۸۵
سیدی محمد بیکنه ۱۵۴
سیراب باران ۱۶۰

ش

شادمان بیگ ۳۰
شال مستان ۸۷
شام ۵۰
شاه حسین مرزا ۵۶-۵۷-۵۹ تا ۶۲-۸۰
تا ۸۵
شاه حسین سلطان ۱۱۶
شاه سلطان مرزا ۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۷۰
۱۷۱
شاه قلی خان ۱۱۶
شاه قلی سلطان ۹۳
شاه قلی نارنجی ۱۶۹
شاه محمد ۱۳۰-۱۳۱-۱۵۹
شاه محمد افغان ۳۸-۳۹
شاه محمد خراسانی ۵۷
شاه مرزا ۱۵-۱۷
شمس الدین امیر ۹۴
شمس الدین محمد ۶۸
شهاب خان ۱۶۲
شیخ پهول ۱۷ - تا ۱۹-۲۱-۲۹
شیخ خلیل ۳۳-۳۵
شیر افگن میر - ۱۱۴-۱۲۵ الف، ج
شیر خان ۱۰-۲۱-۲۲-۲۴ تا ۳۵
۴۰- تا ۴۲-۴۹-۵۱-۵۲-۷۲-۱۰۴

ص

صالح (مولانا) ۱۳۹
صبیح (مهتر) ۱۶۲-۱۶۳-۱۷۱
صفی الدین اسحق - ۱۱۱

Marfat.com

ض

ضحاک وان ۱۴۰
ضیائی (مہتر) ۱۱۲

ط

طارم ۱۱۲
طاہر محمد ۱۴۱ - ۱۴۲
طاہر (میر) ۵۶ - ۵۷
طبس ۱۱۳
طرق ۱۱۳
طہماسپ شاہ صفوی و (شاہ عالم پناہ) ۹۱
۹۲ - ۹۴ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱
۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷
۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳
۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۹ - ۱۶۷

ع

عارف بیگ ۱۵۴
عبدالباقی ۱۳۱
عبدالوہاب ۱۳۹ - ۱۴۶ - ۱۵۰
عبدالحق ۹۰
عبدالحق (خواجہ) ۱۲۰
عبدالحی میر ۱۵۰
عبداللہ (شیخ مخدوم الملک) ۱۶۴
عبداللہ بن ابی ۴۰
عبیر خاں ۹۳
عراق ۵۰
عسکری (مرزا) ۱۵ - ۲۱ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۹
۴۲ - ۴۳ - ۴۷ تا ۴۹ - ۸۷ تا ۹۰ - ۱۱۳
تا ۱۱۶ - ۱۲۵ - ۱۲۷ - ۱۳۳ - ۱۳۴
۱۵۴

عقابین ۱۰۹
علاؤ الدین بخاری ۲۸
علی رض (حضرت) ۴۵
علی بیگ (شیخ) ۶۰ - ۶۶ - ۶۹ تا ۷۲ - ۷۴
۷۸ - ۸۲ - ۸۳
علی خاں مہاولی ۲۶ - ۲۷
علی دوست خاں ۱۴۱ - ۱۵۴ تا ۱۵۶
علی قلی (استاد) ۱۲
علی قلی اندرابی ۹۵ - ۱۴۳
علی موسیٰ رضا رض (امام) ۹۴
علیقہ (میر) ۵۹
عمر خاں ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۹
عنبر (خواجہ) ۱۱۹ - ۱۲۷
عیبک ۱۳۵

غ

غازی دیوان (خواجہ) ۱۰۳
غزنیں ۱۲۵ الف ۱۴۱ - ۱۵۹
غلام علی ۱۵۵ - ۱۵۶
غور ۲۷ - ۲۸ - ۳۱

ف

فتح ۱۶۹
فتح اللہ ۱۶۳
فتح بیگ ۶۴
فتح پورکند اوار ۸۵
فخر علی بیگ ۲۵ - ۲۹ - ۳۹
فرخ علی (ملا محمد یا ملا احمد) ۳۱ - ۳۲
فرس ۱۱۲
فرہاد خاں عرف مہتر سکہانی ۱۳۹ - ۱۶۲
۱۶۸ تا ۱۷۱ - ۱۷۴ - ۱۷۵

Marfat.com

فرید الدین گنج شکر ۳۳
فرید خاں عموی ۱۳۹
فرید غور ۳۸ - ۴۹
فضائل بیگ ۶۲ - ۶۳ - ۱۲۵ الف
فیروز پور ۱۶۶ - ۱۶۷
فیروز شاہ سلطان ۱۵۶

ق

قاسم (مرزا) ۱۵۶
قاسم انوار شاہ ۱۱۳
قاسم برلاس ۱۱۹ - ۱۴۴
قاسم بیگ ۲۸ - ۶۰
قاسم حسین سلطان ۳۲ - ۵۳ - ۵۵ - ۸۸
قاسم قراچہ ۳۰ - ۳۹
قاضی جہاں ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۵ ۱۰۶
قبچاق ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۴
قبل حسین ترکمان ۲۶
قراباغ ۱۲۹ - ۱۳۸
قرا بہادر ۱۵۲
قراچا خاں (قراچہ بخت) ۱۲۲ - ۱۲۴-۱۲۵
۱۲۵-ب ج-۱۲۷-۱۲۸ - ۱۳۱ - ۱۳۵ -
۱۳۶-۱۳۸-۱۴۶ - ۱۴۸ - ۱۵۲
قزوین ۹۴ - ۹۶ - ۹۷ - ۱۱۱
قطب حاں ۱۰
قلعہ بریان ۱۳۴
قلعہ بضی عرف مدائن ۱۱۳
قلعہ تالقان ۱۳۰ - ۱۳۳ - ۱۳۴
قلعہ درس ۹۶
قلعہ ظفر ۹۵-۱۲۴-۱۲۵--۱۲۵-الف-۱۲۶-
۱۲۷، ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۴
قلعہ کاہ ۱۱۳
قلی جولی (مرزا) ۷۸-۱۳۹
قندوز ۱۲۵ - ۱۳۴
قنوج ۱۵ - ۱۷ - ۲۸ - ۳۱ - ۴۰ - ۴۲ - ۵۰
قندھار ۹، - ۶۱ - ۸۴ - ۸۹ تا ۹۱ - ۱۰۳ -
۱۱۰-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۷-۱۱۹-۱۲۴-۱۲۵ الف
۱۲۵ ب - ۱۳۲-۱۵۱-۱۵۷-۱۵۹-۱۷۳
قنبہ بیگ ۱۱-۳۷
قیصر بیگ بارکی قنبریگ ۵۶ - ۶۷

ک

کابل ۵۳-۵۵-۹۵-۱۱۴-۱۱۸-۱۲۲ - ۱۲۵
۱۲۵-الف ج-۱۲۶-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۴ تا
۱۳۶ ۱۳۸ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۴ تا
۱۴۶ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۱ - ۱۵۷ تا
۱۵۹ - ۱۶۱ - ۱۶۵ - ۱۷۳
کافور ۴۴ - ۶۷
کامران (مرزا) ۲۹ - ۳۹ تا ۴۲ - ۵۲ تا ۵۵
۹۰ - ۹۱ - ۹۵ - ۱۰۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ -
۱۲۰ تا ۱۲۴-۱۲۵-الف-۱۲۶ تا ۱۳۶-۱۳۸
تا ۱۴۱ - ۱۴۳ تا ۱۵۵ - ۱۵۸
کبیر ۴۹
کتولکر ۱۴۹
کیچ ۹۷
کردی ۱۵۶
کرچھاک ۱۰۷
کرنان ۱۱۶
کڑا ۱۱۷
کشم ۱۲۵
کشمیر ۱۵۷ - ۱۵۸
کلانات ۲۲ - ۲۳
کلاں بیگ ۱۷ تا ۱۹ - ۳۱ - ۵۴ - ۱۲۱
کلانور ۱۶۴ - ۱۷۸ - ۱۸۰

کمال شیخ ۱۱۱
کہالی ۱۰۳
کہالی خاں ۱۰۳
کہل گرام ۲۷ - ۳۱
کوتلی بیکھ ۸۷
کوتل سرتون ۱۳۸ - ۱۴۰
کوچک بیگ ۹۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶
کولاب ۱۳۴
کوہ عقابین ۱۲۵-د
کمہرد ۱۴۱
کھنبایت ۱۴ - ۱۶

گ

گجرات ۱۱ - ۱۵ - ۱۶ ۱۹ - ۲۱ - ۵۳ - ۵۵ -
۸۱ - ۱۰۴ - ۱۷۲
گرگ علی ۱۱ - ۳۷
گرم سیر ۹۰
گڑھی ۲۶ - ۲۷ - ۳۱
گل بہار ۱۲۹
گل بلوچاں ۵۵
گنبد سفید ۱۱۷
گوجند وال ۵۱ - ۵۲

ل

لال بیگ ۱۶۲ - ۱۶۹
لاہور ۲۹ - ۴۲ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۱۶۳
۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۷۰ - ۱۷۳ - ۱۸۴ - ۱۷۵
۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۹
لشکر خاں عرف محمد حسین ۱۲۲
لشکری ۱۰۳
لمغانات ۱۵۹
لغمان ۱۴۵
لیلیٰ مجنوں ۱۲

م

ماچھی واڑہ ۵۱-۱۲۴-۱۶۹-۷۰
مالدیو ۶۵-۶۹-۷۱-۷۳
مانک پور ۱۷
مانکوٹ ۱۷۴
ماہ چوچک بیگم ۱۲۵
مبارک خاں ۱۶۹
محمد امین ۱۳۹
محمد حسین بے نواز ۸۳
محمد حکیم مرزا ۱۳۹
محمد حنفیہ ۴۵-۴۷
محمد خاں ۹۳
محمد خاں کوکہ ۱۷-۲۶-۲۸-۲۹-۴۰-۹۱-
۱۰۸ - ۱۱۷ - ۱۱۹ - ۱۲۱ - ۱۲۸ - ۱۳۰ -
۱۳۸ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۳ - ۱۴۶ - ۱۵۹
محمد زماں مرزا ۲۳
محمد سلطان ۹۱
محمد سلطان (حافظ) ۷۵
محمد طاہر ۱۷۶
محمد علی تغائی ۱۲۵
محمد علی مرزا ۱۵
محمد مصطفیٰ (صلعم) ۴۶-۴۸-۷۰-۱۰۴-۱۰۷
۱۷۹-۱۸۱
محمد قلی پلاس ۱۶۷-۱۷۴-۱۷۵
محمود (سلطان) ۱۴-۱۳۶-۱۳۷
محمود خاں نیازی ۱۰۳
محمود شاہ ۲۶

محمود بهکری ۸۲
محمود گرد باز ۸۱
مدائن ۳۶-۱۱۳
مدنی (شیخ) ۱۵۲
مرزا جان ۱۱
مرزا حیدر ۴۳-۴۸-۴۹
مرزا محمد ۴۵
مردان ۴۵-۴۶
مری ۱۷۴
مسیمه (قلعه) ۹۵
مشهد ۹۴-۱۱۳
مشی ۱۴۳
مصاحب بیگ ۱۲۱-۱۲۴-۱۲۷-۱۲۸-۱۳۱-
۱۳۸-۱۷۴
مظفر بیگ ترکمان ۵۱-۵۲-۶۷-۷۲
معصوم بیگ ۱۱۱
معظم بیگ خواجه ۶۲-۸۶-۱۰۹-۱۱۹
مغل بیگ ۱۱-۲۷
مکه (معظمه) ۳۶-۹۳-۱۰۳-۱۵۸
ملتان ۵۵-۶۶-۱۷۰-۱۷۹
ملک پنجره ۱۳۵
ملک خطی ۸۹
مندو ۱۲-۱۴
منعم بیگ ۶۱-۶۳-۶۷-۷۲-۷۳-۸۱-۱۳۳-
۱۲۰-الف ۱۳۵-۱۵۳
منگیر ۲۹-۳۰-۳۰
موری ۱۱
موسی رضا امام ۱۱۳
موید بیگ ۳۱-۳۳-۳۵
مهتر زنبور ۲۶
میانه ۱۰۹-۱۱۱

میر آتش توپچی ۱۳۹
میر افضل ۱۳۹
میر بچکه ۱۱-۳۷
میر برکه ۹۴-۱۳۹-۱۴۰
میر پولک ۱۳۹
میر خلج ۱۱۳-۱۴۰
میر خورد ۱۴۱-۱۷۶
میر غضب ۱۳۹
میر شاهو ۴۴
میر ندرین ۲۸
مینه ۲۶
مئو ۶۳
مهدی (میان حاجی) ۱۶۴-۱۶۵
مهدی علی قاضی ۶۸

ن

نثار خان لودهی ۱۶۶
نجم بیگ ۱۰۳-۱۱۶
نخشبی ۱۴۹-۱۶۱-۱۷۳
ندیم بیگ ۷۲-۷۳
نصیب رمال ۱۳۱
نظام الدین اولیا رح (حضرت) ۳۸
نظام (سقه) ۳۸-۳۹
نظری سال النگی ۱۴۳
نور محمد مرزا ۲۵-۲۹
نوشیروان ۱۱۳
نهال ابو تراب بیگ ۳۰
نیشاپور ۹۴
نیلاب ۱۵۱

Marfat.com

و

واقف ۱۰۶

واصل (مهتر) ۸۶-۹۴-۱۰۶-۱۱۶-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۵-۱۲۵-الف

وکیلا (مهتر) ۱۲۵-۱۲۵-الف

ه

هیبت پور بیٹی ۱۶۵

هرمزبن نوشروان ۳۶

هری (هرات) ۸۹ - ۹۳

هزاره ۵۳ - ۱۱۹

همایون (حضرت بادشاه غازی نصیر الدین) ۷ تا ۱۷ - ۱۹ تا ۳۳ - ۳۵ - ۳۷ تا ۴۵ - ۴۸ تا ۱۶۵ - ۱۶۷ تا ۱۸۰

هندال مرزا ۱۷ تا ۲۱ - ۲۵ - ۲۹ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۵ - ۴۷ - ۴۸ - ۵۰ تا ۵۹ - ۱۱۷ - ۱۱۹ - ۱۲۱ - ۱۲۵ الف تا ج ۱۲۶ - ۱۲۹ - ۱۳۳ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۴۴، تا ۱۴۶ - ۱۴۸، تا ۱۵۰

هندو بیگ ۱۲ - ۱۴

هندوستان ۵۳ - ۸۷ - ۱۰۵ - ۱۴۵ - ۱۵۱ - ۱۵۵ - ۱۵۷ - ۱۵۹ تا ۱۶۱ - ۱۶۵ - ۱۶۷

هندوکش ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۴۵

هنده ۳۶

هوشن ۱۱۸

ی

یادگار خسرو ۲۵

یادگار ناصر مرزا ۱۵ - ۲۵ - ۲۹ - ۳۹ - ۴۷ - ۵۰ - ۵۳ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۲ - ۸۵ - ۱۱۷

یحییٰ منیری (شیخ) ۳۲

یزید لعین ۴۵ - ۴۶ - ۴۷

یعقوب علیه السلام (حضرت) ۱۴۹ - ۱۶۴

یعقوب بیگ سفر چی ۹۴ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۱۲، ۱۱۳

یعقوب زرین قلم ۱۶۵

یعقوب لیث ۱۳۶ - ۱۳۷

یوسف علیه السلام (حضرت) ۱۴۹ - ۱۶۴

یوسف (مهتر) ۱۰۶ - ۱۱۴

---*---

Marfat.com

صحت نامہ

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
افغان	افعان	۷	۲۵
امیروں سے پوچھا	امیروں پوچھا	۹	۳۰
بے مثل	نے مثل	٦	۳۷
بابر	باھر	۲۱	۳۹
چاھیے	جاھیے	۱۵	۴۰
جگہ	حگہ	۸	۴۵
حکم	کم	۱۴	"
شاہ حسین مرزا	شاہ حسین کو مرزا	٦	۶۱
روشن بیگ	راشن بیگ	۱۲	"
تردی بیگ	تردیدی بیگ	۲۵	"
حکم دیا اور	حکم دیا کہ	۱۰	۶۳
قریب	قیب	۱۵	٦٦
گردنی	گرتی	۱٦	"
٦۷	۲٦۷	صفحہ نمبر	٦۷
٦۸	۲٦۸	"	٦۸
درپے آزار	درپے آزار	۱۴	[illegible]
چلوں گا	حلوں گا	فٹ نوٹ	۷۰
کافی	کاٹی	۱۵	۷۱
طریقہ سے	طریقہ کے سے	۲	۷۴
اس کا	اس	۱۲	۸۰
رونائی (۳)	رونائی (۲)	۱٦	۸۴
(۳) رونائی	(۵) رونائی	فٹ نوٹ	۸۵
کی	گی	۱۰	"
مہترانیس	محقرانیس	۲۲	[illegible]

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
مہتر خاں	محتمر خاں	۲۲	۸۵
انیس	اتیس	فٹ نوٹ (۲)	''
متعلق	متعق	۳	۸۷
ہو جانا	ہو چانا	۶	۸۸
قلیل	قلبل	۷	''
چوں	جں	۱۰	''
پر	بر	۱۲	''
سبب	سبپ	۲	۸۹
ہو جائیں	ہو چائیں	''	''
عجیب	عجیپ	۶	۸۹
علیحدہ	علا حدہ	۱۲	''
تم	نم	۱۶	''
ہو	و	۲۲	۹۲
ہوگی	ہرگی	۱۲	۱۰۱
تعمیر	نعمیر	۱۵	''
تیر	تہر	۲۳	''
شاہ عالم پناہ	شاہ عالم ناہ	۲۴	۱۰۵
واقف	واتف	۱۵	۱۰۶
مقام	مفام	۲۱	''
پناہ	پںا	۱۷	۱۰۷
آزار	آزاد	۲۰	''
ایک	ایبک	۱۸	۱۱۲
مقام	معام	۱۱	۱۱۳
بادشاہ	باد اہ	۲۴	۱۱۹
تشفی	تشقی	۶	۱۲۰
دو پہر تک ظہر	دورتک پہظہر	۱۳	''
افطار نے	افطار	فٹ نوٹ	۱۲۴
ہندال	اہندنل	۱۱	۱۲۳
میں رکھا ہے	میں ہے	۱۷	۱۳۵

Marfat.com

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
بادشاہ	بادصاہ	۱	۱۳۹
بیٹا	بیٹا	۲۳	۱۴۱
دور	اور	۱۹	"
مجبور	محبور	۷۳	۱۴۶
جا نماز	جا ا ز	۷	۱۵۴
بادشاہ محمد ھمایوں	بادشاہ حد ھمایوں	۳	۱۵۵
میوہ دار	بیوہ دار	۶	۱۵۶
کو	لو	۱۶	۱۵۸
سواری	سوری	۱۵	۱۶۳
جالندھر میں نہیں ٹھہرا	جالندھر میں ٹھہرا	۲۰	۱۷۳
خانخانان	خانخاں	۱۰	۱۷۶
کل	کل	۹	۱۷۸، ۱